

چراغ و مسجد محراب و منبر ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

۱۷۰۹۷

تذکرہ

خلفائے راشدین



ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

مکتبہ جمال کرم لاہور

پروفیسر الہی رشک

چراغ و مسجد محراب و منبر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

تذکرہ خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پروفیسر الہی رشک

۹ مرکز الاولیاء (سٹا ہوٹل) دربار مارکیٹ ۵ لاہور
Ph: 7324948 Mobile: 0321-4300441

مکتبہ جمال کرم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98146

نام کتاب..... تذکرہ خلفائے راشدین

مصنف..... پروفیسر فضل الہی رشک

قیمت..... روپے

تعداد..... 1100

☆☆☆

زیر اہتمام

ایم احسان الحق صدیقی

☆☆☆

جون 2005ء

ناشر

مکتبہ جمال کرم لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ جمال کرم 9 مرکز الاولیٰ دربار مارکیٹ لاہور

042-7324948

انتساب

دعاے مغفرت کے ساتھ

والدین کریمین کے نام جن کی مخلصانہ دعاؤں اور معیاری

تربیت سے مجھے یہ سلیقہ مرحمت ہوا۔

پروفیسر ایف آئی رشک

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
15	پیش لفظ	1
17	خلافت راشدہ کی تعریف	2
18	مدت خلافت	3
18	خلفائے اربعہ کے درجات	4
18	دور خلافت	5
18	خلفائے اربعہ درجہ غوثیت پر فائز تھے	6
19	خلفائے اربعہ کی خلافت پر قرآنی شہادت	7
20	خلفائے اربعہ کے فضائل	8
25	حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول	9
26	مولف کا نذرانہ عقیدت	1
27	بچپن، ولادت	2
27	نام، والدین	3
27	سلسلہ نسب	4
28	کنیت لقب	5
28	عہد طفلی	6
29	ایام جوانی	7
29	قبول اسلام	8
30	بیوی کو طلاق	9

30	ہجرت حبشہ	10
31	ہجرت مدینہ	11
31	حضرت عبداللہ اور اسماء کی خدمات	12
32	غار ثور میں قیام	13
33	یار غار کی فدائیت	14
34	انتظامات ایزدی	15
35	مدینہ منورہ میں ودود مسعود	16
35	مدینہ منورہ میں قیام	17
35	غزوات میں شمولیت	18
36	پہلاج	19
37	امامت کا حکم	20
37	حضور ﷺ کا وصال	21
38	خلافت کے لئے انتخاب	22
38	آپ ﷺ سقیفہ بنی ساعدہ میں	23
41	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کب کی	24
42	ارادہ کی پختگی	25
42	لشکر اسامہ کی روانگی	26
43	فتنہ ارتداد	27
43	منکرین زکوٰۃ	28
44	جھوٹے مدعیان نبوت	29
45	ایران پر حملہ	30

46	رومیوں سے جنگ	31
47	حضرت ابو بکر <small>رضی اللہ عنہ</small> کا وصال	32
49	ازواج و اولاد	33
50	حلیہ مبارک	34
50	آپ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے وصال پر حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا خطبہ	35
53	مقام صدیق	36
58	خلیفہ اول کی استقامت، قوت ایمانی	37
60	اولیات صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small>	38
61	صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> کی سیرت کے اہم پہلو	39
65	مخزن صدق و صفا بارگاہ ایزدی میں	40
68	حضرت ابو بکر صدیق <small>رضی اللہ عنہ</small> اور احادیث مقدسہ	41
72	آپ <small>رضی اللہ عنہ</small> اغیار کی نظر میں	42
77	صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> اور انفاق فی سبیل اللہ	43
81	عمال خلافت صدیقی	44
82	صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> کی کرامات	45
84	صدیق اکبر <small>رضی اللہ عنہ</small> اہل بیت اطہار	46
86	اقوال حضرت ابو بکر صدیق <small>رضی اللہ عنہ</small>	47
88	عہد صدیقی کا مختصر جائزہ	48
91	آپ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی حیات طیبہ کے معروف واقعات	49
93	حضرت عمر فاروق <small>رضی اللہ عنہ</small> خلیفہ دوم	
94	مولف کا نذرانہ عقیدت	1

95	ولادت باسعادت	2
95	نسب مبارک	3
95	نام و لقب	4
95	پیشہ	5
96	قبول اسلام	6
97	اسلام کی تقویت	7
98	ہجرت مدینہ	8
99	غزوات میں شمولیت	9
101	فتح مکہ المکرمہ	10
102	غزوہ تبوک	11
102	اذان کا اجراء	12
103	مواخات مدینہ	13
103	قبیلہ ہوازن کا حملہ	14
104	حضور ﷺ کا وصال	15
104	سقیفہ بنی ساعدہ کا بحران	16
105	خلافت صدیقی <small>رضی اللہ عنہ</small>	17
105	حضرت عمر <small>رضی اللہ عنہ</small> مسند خلافت پر	18
106	عراقی فتوحات	19
106	جنگ قادسیہ	20
107	مدائن کی فتح	21
108	جنگ جلولہ	22

108	دشوق کی فتح	23
108	نخل کی فتح ۱۴ھ	24
109	حمص کی فتح ۱۴ھ	25
109	جنگ یرموک ۱۵ھ	26
110	بیت المقدس کی فتح ۱۶ھ	27
111	فتوحات عمر رضی اللہ عنہ	28
111	حضرت عمرؓ کی شہادت ۲۳ھ	29
112	ازواج و اولاد	30
112	غذا اور لباس	31
113	حلیہ مبارک	32
113	خصوصی فضائل	33
113	نظام حکومت	34
118	تجاویز عمر رضی اللہ عنہ کو شرف قبولیت	35
121	سادگی زہد و قناعت	36
122	آپ رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے عقیدت	37
125	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے آقا کی نظر میں	38
130	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی نظر میں	39
132	عدل فاروقی	40
135	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اغیار کی نظر میں	41
136	فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار	42
139	قرآنی خدمات اور فاروق اعظم	43

141	فاروق اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small> اور خدمت خلق	44
143	خوفناک قحط	45
144	فاروق اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small> کے ذاتی محاسن	46
147	اولیات فاروق اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small>	47
149	ارشادات فاروق اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small>	48
151	کرامات فاروق اعظم <small>رضی اللہ عنہ</small>	49
154	عہد فاروقی کا اجمالی جائزہ	50
158	حیات فاروقی <small>رضی اللہ عنہ</small> کے معروف واقعات	51
160	شہاریات سن عیسوی کے آئینے میں	52
161	حضرت عثمان غنی <small>رضی اللہ عنہ</small> خلیفہ ثالث	
162	مولف کا نذرانہ عقیدت	1
165	نام و نسب	2
165	پیشہ	3
165	قبول اسلام	4
167	حلیہ مبارک	5
168	مصائب و آلام	6
169	حضرت رقیہ <small>رضی اللہ عنہا</small> سے عقد (۳ بعثت نبوی)	7
169	ہجرت حبشہ	8
170	ہجرت مدینہ (۱۳ بعثت)	9
170	حضرت رقیہ <small>رضی اللہ عنہا</small> کی وفات (۵۲)	10
170	حضرت ام کلثوم <small>رضی اللہ عنہا</small> سے عقد (۵۲)	11

171	بیعت رضوان (۶ھ)	12
171	ذوالنورین کا لقب	13
172	غزوات میں شمولیت	14
172	حضرت ام کلثوم کی وفات (۹ھ)	15
172	خلافت کے لئے انتخاب	16
174	پہلا مقدمہ	17
175	ہمدان اور رے میں بغاوت	18
175	مصر میں بغاوت	19
175	عہد عثمانی رضی اللہ عنہ کی فتوحات	20
176	ابن سبا کی شراںگیزی	21
178	کوفہ میں سبائیوں کا فتنہ	22
178	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کوشش اور اصلاح	23
179	سبائیوں کا مدینہ منورہ پر حملہ	24
179	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت	25
182	ازواج و اولاد	26
183	آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے اہم پہلو	27
187	مقام عثمان رضی اللہ عنہ	28
189	ذوالنورین قرآن کے آئینے میں	29
191	عثمان رضی اللہ عنہ اور احادیث مقدسہ	30
192	شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر صحابہ کے تاثرات	31
194	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار	32

195	ذوالنورین کی کرامات	33
197	حضرت عثمان <small>رضی اللہ عنہ</small> کے خلاف الزامات	34
199	خلیفہ ثالث کے عمال	35
199	عشق رسول <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small>	36
201	ارشادات ذوالنورین	37
202	عہد عثمانی کا مختصر جائزہ	38
205	حیات طیبہ کے معروف واقعات	39
207	شہادت سن عیسوی کے آئینے میں	40
209	حضرت علی المرتضیٰ <small>رضی اللہ عنہ</small> خلیفہ چہارم	
210	مولف کا نذرانہ عقیدت	1
211	نام لقب اور کنیت	2
211	ولادت باسعادت	3
211	حضور کی کفالت	4
211	قبول اسلام	5
212	بت شکنی کا اعزاز	6
213	علی <small>رضی اللہ عنہ</small> بستر رسالت پر	7
213	ہجرت مدینہ	8
213	مواخات مدینہ	9
213	سیدہ النساء <small>رضی اللہ عنہ</small> سے عقد	10
214	اسلام کی اشاعت و استحکام	11
216	یمن کے قاضی	12

216	حیدر کرار کا اعزاز	13
217	حضور ﷺ کا وصال	14
217	خلافت صدیقی <small>رضی اللہ عنہ</small>	15
217	خلافت فاروقی <small>رضی اللہ عنہ</small>	16
217	خلافت ذوالنورین	17
218	بلوایوں کی دھمکی	18
219	مسند خلافت کے لئے انتخاب	19
219	پہلا خطبہ	20
219	حضرت طلحہ <small>رضی اللہ عنہ</small> اور زبیر <small>رضی اللہ عنہ</small>	21
220	حضرت مغیرہ کا مشورہ	22
220	حضرت امیر معاویہ کا چارج دینے سے انکار	23
220	جنگ کی تیاری	24
221	حضرت عائشہ <small>رضی اللہ عنہا</small> کا عزم بصرہ	25
221	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کی بصرہ روانگی	26
222	اہل کوفہ سے حیدر کرار کا رابطہ	27
222	عمار بن یوسف کی حضرت ابوموسیٰ سے تلخ کلامی	28
223	اہل کوفہ میں اختلاف	29
224	حضرت امام حسن کے حضرت علی سے استفسار	30
225	جنگ جمل کے اسباب	31
226	واقعات جنگ جمل	32
227	شہدائے جنگ	33

228	دار الخلافہ کی تبدیلی	34
228	محمد بن ابو حذیفہ	35
229	مصر کے نئے والی	36
230	اہل شام کے مظاہرے	37
230	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کی سوئے جنگ پیش قدمی	38
230	واقعات جنگ صفین	39
231	امیر معاویہ کے پاس سفارت	40
231	دوسری سفارت	41
231	امیر معاویہ کی سفارت	42
232	دوبارہ جنگ کا آغاز	43
232	حکم کا انتخاب	44
233	فیصلہ کا اعلان	45
234	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کا فیصلہ ماننے سے انکار	46
234	جنگ نہروان	47
234	کوفیوں کا جنگ سے فرار	48
235	مصر پر حملہ	49
235	خارجیوں کی سازش	50
236	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کی شہادت	51
236	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کی وصیت	52
237	ازواج و اولاد	53
237	شجاعت حیدر کرار	54

240	امیر المؤمنین کا اعلان (سختی کی راہ)	55
241	حضرت حسن <small>رضی اللہ عنہ</small> کے لئے وصیت	56
242	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کے فیصلے	57
245	حضرت علی کے فضائل	58
247	حیدر کرار قرآن کے آئینے میں	59
248	حیدر کرار احادیث کے آئینے میں	60
249	حیدر کرار صحابہ کرام کی آراء کے آئینے میں	61
251	علی المرتضیٰ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی کرامات	62
252	حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> کے حکیمانہ اقوال	63
254	خلفائے ثلاثہ اور اہل بیت اطہار	64
259	علی المرتضیٰ <small>رضی اللہ عنہ</small> کے عہد کا اجمالی خاکہ	65
262	آپ <small>رضی اللہ عنہ</small> کی حیات طیبہ کے معروف واقعات سن عیسوی کے آئینے میں	66
263	شماریات	67

پیش لفظ

جب حضرت محمد ﷺ پر خداوند تعالیٰ نے اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام ہر اعتبار سے مکمل ہو گیا اور احکام الہی کے فطری قوانین پر حکومت کی تاسیس ہو چکی جس سے حضور ﷺ کی بعثت کی غرض و غایت پوری ہوئی تو قدرت کاملہ نے حضور ﷺ کے قلب اطہر و منور میں ”الرفیق الاعلیٰ“ کے وصال کی طلب پیدا کی اور حضور دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ ابھی حضور ﷺ کا جسم اطہر شمع نبوت کے پروانوں کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ازلی وعدہ استخلاف کے مطابق صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں ایک ایسی خلافت کی تاسیس کا سامان پیدا کر دیا جو شروع سے لیکر آخر تک منہاج نبوت کے عین مطابق تھی یہ خلافت ”خلافت راشدہ“ کے مبارک نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ جس جماعت کے ہاتھوں خلافت راشدہ قائم ہوئی یہ وہ جماعت تھی جسے خداوند تعالیٰ نے رضی اللہ عنہ و رضو عنہم“ ترجمہ: خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں۔“ کا ابدی سٹوفلیٹ عطا فرمایا تھا۔ جن کی سیرت مقدس پر خالق کائنات کا ازلی پیغام شاہد ہے۔ ترجمہ: ”رسول کریم ﷺ کے ساتھی کفار پر بہت سخت اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں اور تو ان کو حالت رکوع و سجود میں پاتا ہے اور ان کو ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی جستجو رہتی ہے۔ مسجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیاں انوار الہی سے چمک رہی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی اس مقدس جماعت نے اپنی راہنمائی کے لئے جن خلفاء کا یکے بعد دیگرے انتخاب کیا وہ انتخاب تائید ایزدی کے بغیر ممکن نہ تھا سب سے پہلے خلافت کا تاج اس عظیم شخصیت کے سر پر رکھا گیا جو اس وقت کے انسانوں میں سے افضل البشر اور ہر اعتبار سے صداقت کے پیکر اور اخلاص کا نمونہ تھے۔ جیسے خود رسول کریم ﷺ

امتحان میں آزمانے کے بعد صدیق اور عتیق کے امتیازی القابات سے ملقب فرما چکے تھے۔ جنہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنے حسن تدبیر سے نہ صرف عرب سے باہر کی فتوحات کی بنیاد رکھی بلکہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد مدعیان نبوت کے دجل و فریب اور مرتدین کے تار و پود کو بیخ دُن سے اکھیڑ پھینکا اور اپنے بعد آنے والے جانشین کے لئے فتوحات کے سب راستے صاف کر دیئے اور واصل یا اللہ نے قبل ایک ایسا شخص اپنا جانشین بنا گئے جس کے سایہ سے بھی شیطان بھاگتا تھا اور جس کا خداداد رعب و دبدبہ اعداء اسلام کو لرزہ بر اندام رکھتا تھا۔ جس نے اپنے مختصر سے زمانہ خلافت میں قیصر و کسری جیسی مضبوط حکومتوں کا ٹاٹ الٹ کر کفر و طاغوت کی سر زمین میں اسلام کا پرچم ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا۔ جو اپنے عدل و انصاف کے وصف اور کفر و اسلام کے درمیان حد فاصل قائم کر دینے کے باعث فاروق اعظم کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔ آپ کے بعد صحابہ کرام کی نظر انتخاب اس شخص پر پڑی جو اپنے خداداد تدبیر اور حلم کے اوصاف میں ممتاز ترین انسان تھا، جس نے اپنے زمانہ خلافت میں خلافت راشدہ کی حدود میں تیونس سے لیکر کابل تک کی وسعت دی جو دو دفعہ خاندان نبوت کی مشکوٰۃ سے منور ہونے کے باعث ذوالنورین کے لقب سے نوازا گیا اور یہ تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو حضرت عثمان غنی کا جانشین بنایا جس کے سینہ فیض گنجینہ کو خداوند عالم نے علوم و فنون اور اسرار شریعت کا مخزن بنایا تھا۔ وہ اپنی گونا گوں خوبیوں اور بوقلموں مناقب کے باعث اس وقت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہترین شخص تھا جس نے اپنی شجاعت مدی کا سکہ اعدائے اسلام کے دلوں پر بٹھا دیا جس کو بے پناہ شجاعت و بسالت کے باعث سرور عالم ﷺ کی زبان حق ترجمان نے اسد اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔

خلافت راشدہ کے نظام میں خلیفۃ المسلمین کی حیثیت ایک دنیاوی حکمران و فرمانروا ہی کی نہ تھی۔ بلکہ اس کے دوش بدوش خلیفہ ایک ملت بیضا اور پوری مملکت اسلامیہ کا روحانی پیشوا اور سربراہ بھی تھا اس لئے کہ خلافت دینی نصب العین کی حفاظت اور وحدت ملی کی ایک علامت قرار پائی تھی۔

خلفائے راشدین کی حیات طیبہ پر لکھی ہوئی اس کتاب میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں بتدریج خلفائے کی حیات طیبہ پر لکھی ہوئی اس کتاب میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے اس کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں بتدریج خلفائے عظام کے حالات سپرد قلم کئے گئے ہیں خدا کرے میری یہ کاوش اللہ، اللہ کے رسول اور خلفائے راشدین کے حضور قبول ہو اور میری قوم بالخصوص میرا نوجوان طبقہ اس سے استفادہ کر سکے اور دور صحابہ کبار کی سیرت طیبہ کو ہم مشعل راہ بنا کر اپنی حیات طیبہ کا سفر ان کے نقوش پا پر چل کر اپنی اخروی منزل سے ہمکنار ہوں۔

میرے آقا کے ہم نواؤں کی
زندگی اپنا رہنما کر لو
جادہ حق کے وہ مسافر تھے
راہنما ان کا نقش پا کر لو
جو بھی رستہ انہیں نبی ﷺ سے ملا
اس پر چلنے کا فیصلہ کر لو
پروفیسر ایف آئی رشک

خلافت راشدہ

تعریف: وہ خلافت جس نے عین ان قواعد و ضوابط کے مطابق حکمرانی کی

جو رسول کریم ﷺ نے اس مقصد کے لئے مقرر کئے تھے، خلافت راشدہ کہلاتی ہے۔

مدت خلافت

سید عالم حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ”میری خلافت ۳۰ سال رہے گی اس کے بعد ملوکیت کا دور ہوگا۔“ اگر تاریخ خلافت کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ منہاج نبوت پر خلافت کا عرصہ حضور ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق ۳۰ سال کا ہے جو کہ حضرت حسنؓ کے چھ ماہ پر اختتام پذیر ہوا۔

خلفائے اربعہ کے درجات

انبیاء و مرسلین کے بعد کائنات بھر میں افضل ترین مقام حضور کے صحابہ کرامؓ کا ہے۔ تمام صحابہ کرامؓ میں خلفائے اربعہ کو فضیلت حاصل ہے اور ان خلفائے اربعہ میں افضل ترین حضرت ابو بکر صدیقؓ پھر حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ کا درجہ ہے۔

دور خلافت

ان خلفائے اربعہ کا دور تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے ان حضرات نے دین و مذہب کی سر بلندی، قدر و منزلت، عزت و عظمت، شان و شوکت اور تبلیغ کے لئے جو مساعی جمیلہ کیں۔ جس جدوجہد کا عملی مظاہرہ کیا اس کی نظیر دنیا بھر کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ عظمتوں کا حامل یہ زمانہ حضرت ابو بکر صدیق کے دو سال تین ماہ حضرت عمر فاروق کے دس سال چھ ماہ حضرت عثمان غنی کے بارہ سال بارہ دن اور حضرت علیؓ کے چار سال نو ماہ پر محیط ہے۔

خلفائے اربعہ درجہ غوثیت پر فائز تھے

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلویؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”حضور سرور

کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور دست راست و چپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فاروق تھے۔“

امت محمدیہ میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو درجہ غوثیت عطا ہوا تو وزارت کا منصب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملا۔ پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منصب غوثیت پر متمکن ہوئے تو وزارت کا اعزاز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حیدر کرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منصب غوثیت پر سرفراز فرمائے گئے تو وزارت کی عظیم تر ذمہ داری حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی۔ ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ درجہ غوثیت سے سرفراز فرمائے گئے تو وزارت کا اعزاز امین محترمین کے حصہ میں آیا۔
(المملفوظات جلد اول ص ۱۱۷)

خلفائے اربعہ کی خلافت پر قرآنی شہادت

حضور کے بعد جو خلافت قائم ہوئی اہل سنت والجماعت اس خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں یعنی وہ خلافت جو نبوت کے قائم کردہ اصولوں پر اول سے آخرت تک اعتقاد اور عملاً قائم رہی اور جو بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے باعث رشد و ہدایت تھی۔ قرآن کریم میں صحابہ کرامؓ سے جو خلافت قائم کرنے کا وعدہ فرمایا گیا تھا اس خلافت کا مصداق یہی خلافت تھی۔ اس حقیقت سے انکار محض ہٹ دھرمی کے باعث ہی ہو سکتا ہے۔ ارشاد ایزدی ہے۔

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ان سے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے اعمال اختیار کرے کہ ضرور میں انہیں خلافت عطا کروں گا اور ضرور ان کے ذریعے جمادوں گا ان کا وہ دین جو اللہ نے ان کے لئے پسند فرمایا اور ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دوں گا۔“

خلفائے اربعہ کے فضائل

ارشادات ایزدی:

ترجمہ: (الف) ”محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے (صحابہ کرام) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے ہوئے اور سجدوں میں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رضا چاہتے ہیں۔ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔“

قرآن کریم میں صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کے ضمن میں دو قسم کی آیات مقدسہ پائی جاتی ہیں۔

1- پہلی قسم کی دو آیات مقدسہ ہیں جو کسی خاص صحابی کے فضائل میں اتریں اور دوسری قسم کی آیات مجموعی طور پر جملہ صحابہ کرام کے فضائل میں وارد ہوئیں جہاں تک پہلی قسم کی آیات کا شمار ہے ایسی آیات خلافت صدیق اکبر کے متعلق چار اور فضائل صدیق اکبر میں ۱۲ آیات، حضرت فاروق اعظم کے فضائل میں چار آیات حضرت علی اور حسین کریمین کے فضائل میں سورہ دہر کی سولہ آیات، حضور کی ازواج مطہرات کی شان میں سورہ احزاب کی سات آیات اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں سورہ نور کی انیس آیات کا ورد مسعود ہوا۔

دوسری قسم کی آیات سے قرآن مقدس بھرا پڑا ہے جن میں قرآن کریم نے انصار و مہاجرین کے خطبے پڑھے ہیں۔ ان کو مومن اور مخلص مسلمان قرار دیا ہے اور ان کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے صحابہ کرام کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک وہ جو فتح مکہ سے قبل دولت ایمان سے سرفراز ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا۔ جہاد کیا۔ دشمنوں کے تشدد کا نشانہ بنے جان جیسی عزیز چیز

تک زاہد خدائیں قربان کر دی۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو فتح مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوا۔ پہلے گروہ کو مہاجرین اور دوسرے گروہ کو انصار کے مبارک ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان دونوں مقدس جماعتوں سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ ارشاد ایزدی ہے:-

ترجمہ: ”وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سنیں گے قیامت کے دن کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہیں کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔“

حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک دفعہ یہ روایت بزبان مادر خود حضور کی مجلس میں بیان فرمائی۔ ”میری ولادت پر میری والدہ کو غیب سے آواز آتی تھی۔ اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد مصطفیٰ کا یارو رفیق ہے میں نہیں جانتی کہ وہ محمد کون ہیں اور کیا معاملہ ہے۔“

جب حضرت ابو بکرؓ یہ روایت بیان کر چکے تو حضرت جبریل امین حاضر بارگاہ رسالت ہوئے اور عرض کی ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔“

امام عبدالوہاب شعرانی ”الیوقیت والجوہر“ میں فرماتے ہیں حضور نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا ”آئذ کر یوم یوم“ (کیا تمہیں اس دن والا دن یاد ہے؟) حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا ”ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور ﷺ نے ہی فرمایا تھا۔“

اس روایت کے اظہار کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر ﷺ روز الست سے روز ولادت تک، روز ولادت سے روز وفات تک اور روز وفات سے ابد الابد تک سردار مسلمین ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کی عظمت و شان کسی اظہار و تعارف کی محتاج نہیں حبیب

خدا نے خالق کائنات سے انہیں مانگ کر لیا اور وہ مراد نبی ﷺ قرار پائے۔ جب آپ ﷺ ایمان لائے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: ”اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جو اب تک مسلمان ہو گئے۔“
 کفار نے جب حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کا سنا تو کہنے لگے کہ ”آج ہم آدھے ہو گئے۔“ جبرائیل امین تشریف لائے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! حضور ﷺ کو خوش خبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمرؓ کے اسلام لانے پر خوشی منائی گئی ہے۔“
 حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب سرہ جو مشائخ بنارس میں سے تھے نے اعلیٰ حضرت بریلوی سے سوال کیا کہ ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ سے مسلمان تھے یا اپنی ۸ سالہ طبعی عمر میں ایمان لائے۔“

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔

”سیدنا امیر المؤمنین مولانا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر عالم ذریت سے روز ولادت روز ولادت سے سن تمیز سن تمیز سے ہنگام ظہور پر نور آفتاب بعثت ظہور و بعثت سے وقت وفات وقت وفات سے ابدال آباد تک بحمد اللہ آپ مسلم، مومن و طیب و ذکی و طاہر تھے اور میں اور رہیں گے۔“
 یہ قدسی صفات جماعت وہ ہے:-

- ۱- جنہوں نے دیدار رسالت ماب ﷺ کی دولت گرا نمایا پائی اور مقام صحابیت پر فائز ہوئے۔
- ۲- جن کے ایمانوں کی شہادت خود خدائے قدوس نے دی۔
- ۳- جنہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم رضوا عنہ کا ابدی شرف کیٹ اللہ نے عطا فرمایا۔
- ۴- جنہیں سرور کونین محبوب خدا نے آسمان ہدایت کا ستارہ قرار دیا۔
- ۵- جنہوں نے جان کائنات سے براہ راست استفادہ کیا۔

98146

۶۔ جنہوں نے کفر و ضلالت کی ظلمتوں میں ہدایت کے چراغ روشن کئے۔
 ۷۔ جنہوں نے سیرت طیبہ کو اپنی زندگی کا شعاع بنایا اور یہ درس گاہ محمدیہ کے اولین شاگرد
 ہے۔

۸۔ جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنا تن من دھن بارگاہ رسالت مآب میں
 پیش کر دیا۔

۹۔ جنہوں نے اپنے خون ناب سے گلشن اسلام کی آبیاری کی۔
 ۱۰۔ اپنے آقا و مولا کی تربیت اور فیض نظر سے ان میں سے میں کوئی سخاوت میں یکتا
 کوئی عدالت میں یکتا کوئی شجاعت میں یکتا، کوئی صداقت میں یکتا، تو کوئی نظر
 میں یکتا اور کوئی خبر میں یکتا ہے۔

۱۱۔ جن کے ذکر پاک سے ایمان کو جلا دلوں کو ضیاء اور آنکھوں کو حیا، نصیب ہوتا ہے۔
 ۱۲۔ جن کا وظیفہ النظر الی وجہ رسول اللہ تھا اور جن کا مسلک عشق رسول اور جن کا عقیدہ
 محبت رسول ﷺ تھا۔

۱۳۔ جن کو جنت کی بشارت محبوب خدا نے دی۔

پروفیسر ایف آئی رشک

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ اول

آپؓ خیر البشر ہیں بعد نبی
 حق کے پیاروں میں ان کا نام آیا
 خالق کل سے آپ کی خاطر
 لے کے جبریل خود سلام آیا
 زندگی بھر کا جو اثاثہ تھا
 دین اسلام ہی کے کام آیا

پروفیسر فضل الہی رشک

مولف کا بارگاہ صدیقی میں نذرانہ عقیدت

میرے آقا و مشفق آپ پر لاکھوں سلام

با عقیدت ہر مسلمان کی زباں پر تیرا نام

آپ کی خدمات پر دین ہدیٰ کو ناز ہے

آپ کی دولت مسلمان کی فلاح میں کام آئی

آپ کی قربانیاں اور آپ کا صدق و صفا

دین پھیلانے میں کام آیا تیرا شیریں کلام

آپ یار غار بھی ہیں اور لحد میں ساتھ ہیں

ماشاء اللہ آپ پر راضی ہوا رب انام

کر سکا اس کی نہ کوئی پیش ہاں ہرگز مثال

آپ کے دل میں جو تھا آقا کا ادب و احترام

جب کبھی امداد کی حاجت ہوئی اسلام کو

دینے والوں میں سرفہرست تھا تیرا ہی نام

آپ کے دور خلافت میں بغاوت کی نمود

ارتداد و رفس و بدعت میں بے اکثر عوام

جس شجاعت اور ہمت سے کیا ان کو فرد

آپ کے اس جذبہ صادق کو ہے میرا سلام

غار میں آقا نے خود فروا دیا تھا آپ کو..... کو

غم نہ کر صدیق ہمارے ساتھ ہے رب انام

رشک یہ ایمان ہے میرا کہ بعد از مصطفیٰ

ہے میرے آقا و مولا آپ کا عالی مقام

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابہ کرام کی فدائیت اور ان کا کمال ایمان و عشق رسول کسی تعارف و اظہار کا محتاج نہیں اسی قدسی قافلہ کے سرخیل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں جن کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے لکھا۔

ع ”صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس“

اس راز دار نبوت، ثانی اسلام یا رغا رو بدر و قبر کے مختصر سے حالات زندگی رقم کئے جاتے ہیں۔

1- بچپن

(الف) ولادت: آپؓ کی ولادت باسعادت ۵۷۲ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔
(ب) نام: قبول اسلام سے قبل آپؓ عبد الکعبہ کے نام سے مشہور تھے لیکن آنغوش اسلام میں آجانے کے بعد حضور نے آپؓ کا نام عبد اللہ رکھا۔

2- والدین

والد کا اسم گرامی عثمان بن عامر تھا، کنیت ابو قحافہ تھی، زیادہ تر کنیت کے حوالہ سے مشہور تھے آپؓ نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور ایک طویل عمر پائی۔ والدہ محترمہ کا اسم گرامی ام الخیر سلمیٰ صحرا تھا۔ آپؓ اسلام کے بالکل ابتدائی دنوں میں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔

3- سلسلہ نسب

آپؓ عرب کے معروف قبیلہ قریش سے تھے چھٹی پشت پر آپؓ کا سلسلہ نسب حضور ﷺ سے جا کر مل جاتا ہے۔

4- کنیت:

ابوبکر آپؓ کی کنیت تھی۔

5- لقب

صدیق اور عتیق آپ کے القاب تھے زیادہ تر صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔ یہ عظیم لقب آپ کو معراج مصطفیٰ ﷺ کی تصدیق پر عطا ہوا۔

لقب عتیق کی عطا کے بارے میں کئی اقوال ہیں اور حدیث مقدسہ جس کی راوی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں اس ضمن میں پیش کی جاتی ہے۔ ترجمہ: ”اس کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے۔“ (هذا عتیق اللہ من النار)

6- عہد طفلی

آپ کو بچپن ہی سے بت پرستی سے نفرت تھی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے والد آپ کو بتوں سے متعارف کرانے کیلئے بیت اللہ شریف میں لے گئے۔ جب بتوں کے پاس پہنچے تو آپ کہنے لگے۔ ابوبکر! یہ تمہارے بلند و بالا خدا ہیں انہیں سجدہ کرو، وہ تو یہ کہہ کر چلے گئے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ بڑے بت کے پاس چلے گئے اور فرمایا۔ ”میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو۔“ میں ننگا ہوں مجھے کپڑے دو۔“ بت نے کیا جواب دینا تھا۔ آپ نے ایک پتھر اٹھایا اور فرمایا اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچالے یہ فرما کر ایک پتھر اسے دے مارا۔ خدائے گہاں منہ کے بل گر پڑا عین اس موقع پر آپ کے والد بھی وہاں پہنچ گئے آپ سے بہت غصے ہوئے اور آپ کو پکڑ کر اپنی بیوی ام الحیر کے پاس لے آئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا، انہوں نے فرمایا کہ اس بچے کو کچھ نہ کہو۔ جب یہ پیدا ہوا تو ہاتھ کہہ رہا تھا ”اے اللہ کی بندی تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور یہ

محمد کا صدیق اور رفیق ہوگا۔“

7- ایام جوانی

آپ ﷺ کا شباب اور جوانی عہد جاہلیت میں گزری۔ عرب اس زمانہ میں ہر قسم کی برائیوں کا محور و مرکز تھا۔ لیکن ماشاء اللہ آپ کی ذات ایک ایسی منفرد شخصیت تھی جسے کوئی بھی بے راہ روی اپنی جانب راغب نہ کر سکی آپ کا شباب بے داغ اور آپ ﷺ کی جوانی پاکیزہ رہی۔ شراب جس کا استعمال اہل عرب کثرت سے کرتے تھے آپ کو متاثر نہ کر سکا۔ آپ ﷺ کو شراب سے نفرت تھی۔ ایک دفعہ صحابہ کرام کے مجمع میں آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے ایام جہالت میں بھی شراب نہیں پی؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا بالکل نہیں۔ میں نے اللہ کے فضل و کرم سے کبھی شراب نہیں پی۔ جب اس صورت حال کا ذکر حضور ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا صدیق ﷺ نے سچ کہا۔ صدیق ﷺ نے سچ کہا۔ آپ ﷺ بہت مالدار تھے۔ قوم میں ایک امتیازی مقام حاصل تھا۔ آپ خون بہا اور جرمانوں کے فیصلے فرمایا کرتے تھے تمام روسائے مکہ آپ ﷺ کا بے حد احترام کرتے تھے۔

8- قبول اسلام 610ء

آپ ﷺ ایک تجارتی سفر پر ملک شام میں قیام پذیر تھے۔ ابھی حضور ﷺ کی طرف سے نبوت کا اعلان نہیں ہوا تھا آپ ﷺ نے وہاں ایک خواب دیکھا کہ ایک پاکیزہ نور آسمان سے اتر کر خانہ کعبہ کی چھت پر چمک اٹھا ہے۔ اس نور کی شعاعیں مکہ مکرمہ اور اس کے ارد گرد کی دنیا میں پھیل گئی ہیں اس کے بعد وہ نور سمٹ کر ان کے گھر میں جمع ہو گیا ہے۔“ آپ ﷺ نے ایک یہودی راہب بحیرہ نامی سے اس کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ ”خدا تعالیٰ تم میں سے ایک آخری نبی پیدا کرے گا۔ تم ان کے صحابیوں میں سے ہو گے اور ان کی وفات کے بعد خلیفہ بنا دیئے جاؤ گے۔“ اس سفر

سے واپسی پر جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ ﷺ کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرما دیا ہے۔ صدیق اکبر ﷺ فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ ﷺ نے ان کے روبرو اسلام پیش کرتے ہوئے ان کو دیکھا ہوا خواب اور بحیرہ راہب کی تعبیر کا واقعہ من و عن بیان کر دیا حالانکہ حضرت صدیق اکبر ﷺ نے اپنے خواب کا کسی سے ذکر نہ کیا تھا اس پر انہوں نے سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھا اور ایمان لے آئے مردوں میں اول ایمان لانے کا اعزاز آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔

9- بیوی کو طلاق

قتیلہ بنت عبد العزی حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی بیوی تھیں اپنے قبول اسلام کے بعد آپ ﷺ نے اپنی بیوی کو دولت ایمان سے مالا مال ہونے اور اخروی زندگی میں سرخرو ہو جانے کی دعوت دی اور ایمان لانے کی تلقین فرمائی لیکن وہ ایمان نہ لائی بیوی کو جادہ حق و صداقت سے گریزاں دیکھ کر صدیق اکبر ﷺ نے طلاق دے دی۔ کیونکہ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ حضور ﷺ کے دامن رحمت کو جھٹک دینے والا اور ایمان کی دولت سے محروم رہنے والا حضرت صدیق اکبر ﷺ کے دامن سے وابستہ رہے آپ نے حضرت عبداللہ بن ابو بکر ﷺ اور حضرت اسماء بنت ابو بکر کو ممتا سے محروم کر دینا تو گوارا کر لیا لیکن یہ برداشت نہ کر سکے کہ محسن انسانیت کے دامن رحمت سے دور رہنے والے سے کوئی رشتہ برقرار رہے۔

10- ہجرت حبشہ

کفار کی سختیاں جب حد سے بڑھ گئیں تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو کسی محفوظ مقام پر ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔ حضرت ابو بکر ﷺ نے بھی ہجرت کی نیت سے یمن کے راستے حبشہ کا قصد فرمایا۔ راستہ میں انہیں قارہہ کا رئیس ابن الدغنه ملا اسے آپ ﷺ کی زبانی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگا۔ آپ جیسے شخص کو جو بیکسوں کا حامی،

غز دوں کا غم خوار نیک اور سچا ہو وطن چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ میں آپ ﷺ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپ وطن واپس مکہ مکرمہ چلیں اور اپنے خدا کی عبادت کریں اس پر آپ وطن واپس آگئے۔ قریش نے ابن الدغنے کی پناہ اس شرط پر قبول کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اعلانیہ طور پر اپنے رب کی عبادت نہیں کریں گے۔ آپ ﷺ کچھ عرصہ گھر میں عبادت کرتے رہے لیکن بعد میں پابندی سے تنگ آ کر آپ نے کھلے بندوں اللہ کی عبادت کرنا شروع کر دی قریشی مزاحم ہوئے تو آپ ابن الدغنے کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ آپ اپنی پناہ واپس لے لیں مجھے اپنے رب کی پناہ کافی ہے۔

11- ہجرت مدینہ (13- نبوی 622ء)

جب حضور ﷺ کو ہجرت مدینہ کا حکم ملا تو بہت سے صحابی جن میں حضرت عمر جیسی شخصیتیں بھی شامل تھیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔ اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے حضور سرور کونین سے پوچھا ”میرے لئے کیا حکم ہے“ آپ نے فرمایا ”تم ابھی ٹھہرو ہم خود بھی چلنے کو تیار ہیں صرف اللہ کے حکم کا انتظار ہے“ کچھ دنوں کے بعد جب حضور ﷺ کو ہجرت کر جانے کا حکم ملا تو آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے آئے اور رات کو عازم مدینہ منورہ ہونے کا فیصلہ سنایا جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ چلنے کی درخواست کی جسے کہ آپ ﷺ نے قبول فرمایا جب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ہجرت کے بارے میں سنا تھا اس دن سے ہی انہوں نے سفر ہجرت کے دوران استعمال کے لئے دو اونٹ بطور خاص پال رکھے تھے روانگی کے وقت ایک اونٹ ان میں سے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔

12- حضرت عبداللہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کی خدمات:

مکہ مکرمہ سے نکل کر حضور ﷺ اپنے رفیق غار کے ساتھ غار ثور میں قیام فرمایا۔ یہ نجات نہایت پر خطر تھے تمام قریش ایک زخمی درندے کی طرح آپ کی تلاش

میں پھر رے تھے انعام کا لایج انہیں روز و شب حضور کی تلاش میں سرگرداں رکھے ہوئے تھا وہ مکہ مکرمہ کے تمام راستوں پر خیمہ زن تھے۔ مکہ کے پہاڑوں میں ڈھونڈ رہے تھے ایسے حالات میں غار میں بلا ناغہ جا کر صورت حال سے آگاہ کرنا اور دونوں وقت کا کھانا تیار کر کے غار ثور میں پہنچانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ یہ کام اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہی کیا جاسکتا تھا۔ نہایت احساس ذمہ داری اور باقاعدگی سے اس کام کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ اور آپ کی دختر نیک اختر حضرت اسماء نے انجام دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی دولت گرا نما یہ حاصل کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت اسماء کو ذات التواقین کے عظیم المرتبت خطاب سے سرفراز فرمایا جو کہ تا حشر آپ کی عظمت و رفعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

13- غار ثور میں قیام

رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور غار ثور میں جا قیام فرمایا۔ صدیق اکبر نے پہلے غار میں خود جا کر صفائی کی اور غار کے تمام سوراخ بند کئے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں تشریف لانے کی درخواست کی۔ ایک سوراخ بند کرنے کے لئے کوئی چیز میسر نہ آئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سوراخ کے آگے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ سوراخ کے اندر سے ایک اژدھانے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑی پر ڈنگ مارا۔ شدت درد کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور ایک آنسو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اطہر پر جا گرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے صورت حال عرض کر دی آپ نے اپنا لعاب دہن حضرت صدیق کی ایڑی پر لگایا تو درد فوراً رفع ہو گیا۔

14- یار غار کی فدائیت

(الف) اپنی اولاد کو رازداری سے خدمات نبوت ادا کرنے کا حکم دیا۔
 (ب) آپ ﷺ کبھی حضور کے آگے چلتے ہیں کہ کہیں کوئی سامنے سے حملہ آور نہ ہو جائے اور کبھی اس خدشہ کے تحت پیچھے آجاتے ہیں کہ کوئی شخص شقی القلب پیچھے سے حضور پر حملہ نہ کر دے۔ آپ فرماتے تھے میری تمنا ہے کہ آپ پر چھوڑا جانے والا ہر تیرا بکر کے جسم میں ترازو ہو اور چلنے والے پر تلوار جب چلے تو صدیق کے جسم پر چلے۔

(ج) جبل ثور کے نوکیلے پتھروں پر جب ننگے پاؤں چلتے چلتے حضور ﷺ کے پاؤں زخماء جاتے تو صدیق ﷺ اس صورت حال سے بے چین ہو جاتے ہیں اور بصد اصرار آقا کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ ایک نہایت ہی کمزور۔ نحیف و نزار انسان اپنے آقا کو کندھوں پر اٹھائے جبل ثور کے نوکیلے پتھروں اور دشوار گزار راستوں کو عبور کرتے ہوئے چلا جا رہا ہے اور دل میں جذبہ فدائیت کار فرما ہے۔

(د) غار کے سامنے پہنچ کر پہلے صدیق اکبر ﷺ غار کے اندر جاتے ہیں تاکہ غار کو صاف کریں اور پھر اپنے آقا و مولا کو اندر تشریف لانے کی دعوت دیں۔ تاکہ اگر وہاں کوئی موذی چیز ہو تو وہ پہلے مجھے اذیت پہنچائے۔ سبحان اللہ! فدائیت کی یہ معراج ہے کہ عاشق زار کو حضور ﷺ کی زندگی کس قدر عزیز ہے۔

(ر) سانپ ڈستا ہے شدت درد سے آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ٹانگ کو حرکت نہیں دیتے کیونکہ رانوں پر سر رکھ کر آپ ﷺ کے آقا مدنی سرکار آرام فرما رہے ہیں اور ٹانگ کی حرکت آپ کے آرام میں خلل انداز ہو سکتی ہے۔

(س) غار کے دہانے پر قریش آکھڑے ہوئے ہیں ان کے پاؤں غار کے اندر

سے نظر آرہے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تڑپ جاتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی جان کا غم نہیں بلکہ اس متاع عزیز کے چھن جانے کا خدشہ ہے اور یہی اندیشہ انہیں مضطرب اور پریشان کر رہا ہے۔

(م) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ کا غلام عامر بن فہیرہ ہر شام کو بکریاں غار کے قریب لاتا اور تازہ دودھ نکال کر بارگاہ رسالت میں پیش کرتا ہے۔

15- انتظامات ایزدی

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے انتظامات فرمادیئے۔

- ۱- غار کے دروازہ میں ایک کبوتری نے گھونسلا بنایا اور اس میں انڈے بھی دے دیئے۔
- ۲- مکڑے نے دروازے میں جالاتن کر دروازہ بند کر دیا۔

یہ حالات دیکھ کر قریش مکہ کو یقین ہو گیا کہ اس غار کے دروازے میں کوئی انسان داخل نہیں ہوا۔ اس پر وہ لوگ واپس چلے گئے واقعی۔ ”وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے“ تین دن کے بعد عبد اللہ بن اریقظ راہبری کے فرائض انجام دینے کے لئے اونٹوں کے ساتھ غار کے دروازے پر پہنچ گیا اور رات کی تاریکی میں یہ مختصر سا قافلہ عازم مدینہ منورہ ہوا۔

16- اللہ تعالیٰ کی معیت کا اعزاز

کفار کو یوں دروازہ غار پر دیکھ کر اور اپنے محبوب مکرم کو اس طرح خطرے میں پا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بے قرار ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان لوگوں نے جھک کر ہمیں دیکھ لیا تو کیا بنے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ”ابو بکر حزن و ملال نہ کر اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس طرح حضرت ابو بکر صدیق کو تین دن تک اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب رہی۔

17- مدینہ منورہ میں وردو مسعود

غار سے نکل کر آپ ﷺ نے اصل راستہ جو عام لوگوں کی گزرگاہ تھی چھوڑ دیا اور سفر کے لئے متبادل راہ اختیار فرمائی۔ دوران سفر آپ جہاں کہیں آرام کے لئے پڑاؤ کرتے اور آرام فرماتے تو عاشق رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی نگہبانی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اسی طرح منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے آپ مدینہ منورہ پہنچے۔ کچھ دنوں کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال کو بھی مدینہ پاک بلوایا اس وقت آپ ﷺ کے پاس پانچ ہزار دینار تھے۔ چونکہ مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور تھی اس لئے آپ ﷺ نے یہ تمام رقم حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دی اور عرض گزار ہوئے آقا! یہ رقم اسلام کی تبلیغ فوری تعمیرات، اصحابہ صفہ اور مہاجرین کی مہمانداری پر حسب منشاء خرچ کر دی جائے۔“

18- مدینہ منورہ میں قیام

جب حضور ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو ہر انصار کی دلی تمنا تھی کہ حضور ﷺ کا قیام میرے گھر پر ہو لیکن آپ نے سب پر واضح کر دیا کہ میں اونٹنی پر سوار ہو کر اونٹنی کو آزاد چھوڑ دوں گا۔ جہاں اونٹنی اللہ کے حکم سے بیٹھے گی اسی گھر میں میرا قیام ہوگا، اونٹنی جب حضرت ابو ایوب انصاری کے مکان کے سامنے پہنچی تو بیٹھ گئی اور آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ وہ جگہ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی آپ نے اس خطہ ارض کو دس اشرفیوں کے بدلے میں خرید لیا اور یہ رقم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سرمائے میں سے ادا کر دی۔ مسجد نبوی آج کل اسی مقام پر تعمیر ہے۔

19- غزوات میں شمولیت

حضور ﷺ کے زمانے میں جس قدر غزوات اور جنگیں لڑی گئیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان تمام جنگوں میں شمولیت فرمائی اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔

جنگ بدر میں آپ ﷺ حضور ﷺ کے دائیں بازو کے افسر کے طور پر جنگ لڑے اس جنگ کے دوران حضرت ابو بکر صدیق کے باپ ابو قحافہ اور آپ ﷺ کے بیٹے عبدالرحمن قریش کی طرف سے مسلمانوں کے مقابلے میں نکلے تو آپ ﷺ نے حضور ﷺ سے اپنے باپ اور بیٹے سے لڑنے اور ان کے سر کاٹ کر لانے کی اجازت چاہی مگر حضور ﷺ نے روک دیا شاید اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کا مسلمان ہونا منظور تھا۔

جنگ احد میں جب مسلمانوں میں بھگڑ چکی تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق ﷺ حضور ﷺ کے پاس پہنچے۔ جنگ خندق میں حضرت صدیق اکبر ﷺ کی کمان میں خندق کا ایک حصہ تیار ہوا۔ مسجد صدیق آج تک وہاں ان کی یادگار کے طور پر موجود ہے ان کے علاوہ، خیبر، مکہ مکرمہ اور طائف وغیرہ کے غزوات میں بھی حضرت صدیق اکبر ﷺ حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور بہادری کے خوب جوہر دکھائے جنگ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے تیروں کی بارش میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور حضور ﷺ اکیلے رہ گئے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو آواز دی آپ ﷺ کی آواز سن کر حضور ﷺ کے پاس سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر ﷺ اور عمر فاروق ﷺ پہنچے، غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے جہاں اپنے گھر کا تمام اثاثہ پیش کر دیا وہاں جنگ میں شمولت بھی اختیار کی۔

20- پہلا حج ۹ھ 630ء:

بیت اللہ کے قبلہ مقرر ہو جانے اور حج کے فرض ہو جانے کے بعد سب سے پہلا حج حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی امارت میں ہوا آپ ﷺ کو حضور نے حاجیوں کے قافلہ کا امیر مقرر کر کے مکہ مکرمہ روانہ فرمایا اور اپنی طرف سے بیس اونٹ بھی قربانی کے لئے قافلہ کے ساتھ کر دے۔ جناب صدیق اکبر ﷺ نے اپنا فرض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ لوگوں کو حج کے طریقے سکھائے اور منادی کرادی گئی کہ آئندہ کوئی مشرک بیت اللہ میں داخل نہ ہو اور مشرکین سے کئے گئے تمام

معاهدات سے برأت کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ اس اعلان کا فوری اثر یہ ہوا کہ باقی ماندہ کفار اور عرب قبائل میں سے اکثر نے اسلام قبول کر لیا۔

21- امامت کا حکم ۱۱ھ 236ء

حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر جب حضور ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو طبیعت ناساز ہو گئی اور چودہ دنوں تک صاحب فراش رہے۔ بیماری کی شدت کے دوران آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قیام فرمایا ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے اور شہدائے احد کے لئے دعا فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ خواہ دنیا کے انعامات قبول کرے خواہ وصال الہی۔ اس نے خدا کے قرب ہی کو ترجیح دی ہے۔ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا، ابو بکر! ہوش کرو، پھر ارشاد فرمایا میرے نزدیک رفاقت اور احسانات کے اعتبار سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔ جب مرض کی شدت کی وجہ سے آپ مسجد نہ جاسکے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کے فرائض انجام دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی حیات میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔

وصال سے ایک روز قبل طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نماز ظہر ادا کرنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت میں جماعت ہو رہی تھی آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محسوس کر کے کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں کچھ ہٹ کر مصلیٰ خالی کرنے کی کوشش کی تو حضور ﷺ نے حکم دیا کہ نماز پڑھائے جاؤ اور خود انہیں طرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے وعظ فرمایا۔

22- حضور ﷺ کا وصال ۱۱ھ بمطابق 632ء

صبح کے وقت آپ ﷺ نے پردہ اٹھا کر مسجد میں جھانکا، نماز ہو رہی تھی آپ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کچھ دیر یہ منظر دیکھ کر پردہ گرا دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ ماشاء اللہ آج حضور کی طبیعت بہتر ہے۔ اس لئے وہ کسی کام سے مدینے سے باہر چلے گئے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ فوراً واپس آئے اور صدیقہ کے حجرے میں حضور کے چہرہ اطہر سے چادر ہٹا کر زیارت کی اور روتے ہوئے فرمایا ”میں اور میرے ماں باپ قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت دونوں پاک ہیں“ یہ کہہ کر چہرہ پاک چادر سے ڈھانپ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے اہل مدینہ کے دل خون ہو رہے تھے اور شدت غم سے ان پر بے ہوشی کا عالم طاری تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں اور کمزوروں کے سر پرست فقیروں کے ملجا اور ضعیفوں کے ماوی تھے۔ اہل مدینہ اس کمی کو بڑی شدت سے محسوس کر رہے ہیں۔

23- خلافت کے لئے انتخاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اپنے بعد کے لئے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی وصیت چھوڑی تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ فوری اور خصوصی توجہ کا محتاج تھا۔ اس ضمن میں مختلف طبقوں میں اختلاف رونما ہونے کے باعث یہ مرحلہ انتہائی حساس اور پیچیدہ ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے قبل ہی انصار مدینہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور کوشش کی گئی کہ کسی دوسری صورت کے سامنے آنے سے قبل انصار میں سے خلیفہ کا انتخاب کر دیا جائے۔

24- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سقیفہ بنی ساعدہ میں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں غم زدہ مسلمانوں کی تالیف قلوب میں خطاب کر رہے تھے کہ حضرت عمر نے آپ کو الگ بلا کر انصار کے اجتماع اور مقصد سے آگاہ

کیا۔ آپ ﷺ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ کو ہمراہ لے کر سقیہ پہنچے۔ اب سقیہ میں باقاعدہ اجتماع ہو گیا۔ انصار کے قبیلہ خزرج کے رئیس سعد بن عبادہ نے ایک جامع تقریر کی جس میں یہ ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی کہ اس خلافت کے حقدار صرف انصار ہیں۔

آپ ﷺ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلافت پر صرف اور صرف مہاجرین کا حق ہے آپ ﷺ سے بہت سے معقول دلائل اس ضمن میں دیئے۔

انصار کے دونوں قبائل اوس اور خزرج اگرچہ اب ایک ہو چکے تھے لیکن قبیلہ اوس ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ قبیلہ خزرج کے رئیس سعد بن عبادہ کو خلیفہ منتخب کیا جائے دوسری طرف قبیلہ خزرج جب اس خلافت کا اعلان کرنے ہی والا تھا کہ قبیلہ اوس مہاجرین کے ہم آہنگ ہو گیا۔ اس انتہائی نازک اور حساس موڑ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بروقت فائدہ اٹھایا۔ فوراً اٹھے اور حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پر جوش الفاظ میں فرمایا ”ابو بکر! کیا حضور ﷺ نے آپ ﷺ کو اپنے بجائے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ ہم آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ حضور ﷺ کے جانشین بنیں۔ آپ ﷺ سے بیعت کرنا حضور ﷺ کے محبوب ترین شخص سے بیعت کرنا ہے۔“

مہاجرین اور بنی اوس نے آپ کا ساتھ دیا اور یکے بعد دیگرے بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

(ب) دوسری روایت

خلافت کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتخاب کے ضمن میں ایک اور روایت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ جب سقیہ ہی

ساعده پہنچے تو انصار خلافت کے لئے اپنے میں سے موزوں امیدوار کے انتخاب پر گرما گرم بحث میں مصروف تھے۔ ان میں اکثریت کی رائے تھی کہ سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو خلیفہ بنا لیا جائے۔ تینوں نو وارد حضرات نے بھی ان کی بحث میں شامل ہوتے ہوئے پہلے انہیں یہ احساس دلایا کہ ہمیں ایک طرف کر کے الگ ایک کونے میں اتنے بڑے عہدے کا فیصلہ کرنے کی کوشش میں آپ نے اچھا نہیں کیا۔ ہم آپ کے بھائی ہیں بہتر ہوتا کہ آپ بھی اس معاملہ کون چھیڑتے اگر فیصلہ کرنا ہی تھا تو ہمیں بھی شامل فیصلہ کر لیتے اس گفتگو کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن عبادہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ایک محفل میں جب آپ رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ امیر ہم میں سے ہوگا اور وزیر آپ میں سے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یاد ہے اور یہ بالکل درست ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کا احترام بجالاتے ہوئے خلافت کے لئے ہم اپنا مطالبہ واپس لیتے ہیں عین اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ پھر یکے بعد دیگرے بیعت کا سلسلہ چل نکلا اور اس موقع پر موجود تمام مہاجرین و انصار نے بیعت کر لی۔

25- بیعت خاصہ

چونکہ شقیغہ بنی ساعدہ پر فیصلہ کے لئے انصار نے قبائل کے خاص خاص افراد ہی کو بلا رکھا تھا اور ان ہی لوگوں نے بیعت کی تھی اس لئے اس بیعت کو بیعت خاصہ کہا جاتا ہے۔

26- بیعت عامہ

دوسرے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر پر تشریف فرما ہوئے اور عام لوگوں نے بیعت کی اس بیعت کو بیعت عامہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ:-

حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو جب انصار سقیفہ میں جمع ہونے کی خبر ملی اور اس اجتماع کے مقصد کا بھی پتہ چلا اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی بتایا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ تمام بنی ہاشم اپنے تمام ہمنواؤں کے ہمراہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ الزہرا کے گھر میں اکٹھے ہوئے اس موقع پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے تلوار حیان سے نکال لی اور کہا جب تک علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے میں تلوار میان میں نہ ڈالوں گا۔ (تاریخ طبری)

ایک اور روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سقیفہ میں نہ جانے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں مہاجرین و انصار کا اجتماع تھا۔ مہاجرین اپنا امیدوار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو چن رہے تھے اور انصار کا امیدوار حضرت سعد بن عبادہ تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں جہاں کہ لوگوں نے اپنے دلوں میں فیصلہ پہلے سے ہی کر لیا تھا اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی پیشوائی کی توقع نہ تھی جانا بے مقصد تھا۔ (الفاروق از علامہ شبلی نعمانی)

27- حضرت علی نے بیعت کب کی

حضرت علی اور چند دوسرے حضرات جو ان کے ساتھ تھے نے بیعت میں کچھ دنوں تک توقف کیا اور اس توقف نے تاریخ اسلام میں شکوک و شبہات کے کئی باب کھول دئے اس توقف کو مختلف روایات کے آئیے میں قارئین کرام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

محمد بن سیرین کی روایت ہے کہ:

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت میں توقف فرمایا اور خانہ نشین ہو کر بیٹھ رہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا

کہ میری بیعت سے آپ کی تاخیر کا کیا سبب ہے کیا آپ ﷺ میری خلافت کو ناپسند فرماتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں آپ کی امارت کو ناپسند نہیں کرتا لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں۔ گھر سے باہر نہیں نکلوں گا۔

خلافت صدیقی کا آغاز 11ھ بمطابق 632ء

28- ارادہ کی پختگی

جب کوئی مہم انسان کے درپیش ہو تو اس کے حل کے لئے نہایت ٹھنڈے دل سے انسان تمام پہلوؤں پر غور کرے دوستوں سے مل کر ایک راہ متعین کر لے تو اس پر چل پڑے پھر راستہ کی ہر رکاوٹ کو روندتا چلا جائے یہ صفت ارادہ کی پختگی کہلاتی ہے اور یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

(الف) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا واقعہ

حضرت ابو بکر صدیق کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا واقعہ درپیش آیا۔ حضور ﷺ نے اپنی وفات سے قبل اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سالار مقرر کر کے روم کے لئے بھیجنا چاہا لیکن عمر نے وفانہ کی اور یہ لشکر روانہ نہ ہو سکا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلے اسی لشکر کو روانگی کا حکم دیا ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ اول تو یہ لشکر بھیجا ہی نہ جائے اور اگر ضرور ہی بھیجنا ہو تو اسامہ رضی اللہ عنہ کی جگہ کسی کہنہ مشق اور تجربہ کار سپہ سالار کو بھیجا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا ”خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے ڈر ہوتا کہ مجھے درندے کھا جائیں گے تو بھی میں حضور ﷺ کے حکم میں دیر نہ کرتا اور لشکر روانہ کر دیتا۔ خواہ بستیوں میں میرے سوا کوئی نہ رہ جائے۔ پھر بھی اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا اور جسے حضور ﷺ نے خود سپہ سالار

مقرر فرمایا ہے اس میں کوئی تبدیلی مجھے گوارا نہیں ہوگی۔ آپ نے لشکر کو روانہ کیا اور شہر سے باہر تک آپ پا پیادہ اسامہ کی سواری کے ساتھ چلتے گئے اور انہیں ہدایات دیتے گئے۔ الوداع ہوتے ہوئے لشکر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھنا، خیانت نہ کرنا، دھوکہ بازی نہ کرنا، امیر لشکر کی نافرمانی نہ کرنا، کسی کے اعضاء مت کاٹنا اور نہ جلانا، بکری گائے اور اونٹ کو بلا ضرورت نہ مارنا، قیمتی برتنوں میں تمہارے سامنے کھانے آئیں گے ان کو خدا کا نام لے کر کھانا۔

(ب) فتنہ ارتداد

حضور ﷺ کے وصال کے فوراً بعد کمزور ایمان کے حامل اور مصلحت اندیش عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ اسلام کے لئے یہ نازک ترین وقت تھا۔ بڑے بڑے باہمت اور با حوصلہ مقتدر لوگ اس صدمہ جانکاہ سے شکستہ دل ہو گئے۔ اکثر و بیشتر ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔ منافقین نے اس صورت حال سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے کمر کس لی اور سوچا کہ اب کھیل کھیلنے کا وقت ہے۔ ایسے حالات میں اپنوں کو سنبھالنا اور ارتداد کے اس سیلاب کو روکنا کس قدر کٹھن اور دشوار تھا۔ لیکن قربان جائیے صدیق اکبر ﷺ کی استقامت اور حوصلہ پر کہ آپ ﷺ نے انتہائی ثابت قدمی سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ اپنوں کی تالیف قلوب کی دلاسا دیا اور حالات سے سمجھوتا کرنے کا درس دیا غیروں کے ساتھ سختی سے نپٹنے کا عزم کیا۔

صحابہ کرام ﷺ نے اعتراف فرمایا کہ ان حالات میں صدیق اکبر ﷺ کے علاوہ اگر کوئی بھی اور قوم کا عنان گیر ہوتا تو ہرگز ان کی طرح مستقل مزاج نہ رہتا۔ اور اسے جماعت کی یہ ناگفتہ بہ حالت اور مصائب و افکار کا یہ ہجوم مضحکہ خیز اور مفلوج کر دیتا ہے۔

(ج) منکرین زکوٰۃ 11 تا 12 ھ

دور دراز کے کچھ ایسے لوگ جو سبمان تھے، گئے مگر اسلام ان کے دل و دماغ

میں ابھی رچا بسا نہ تھا۔ جب حضور ﷺ کے وصال کی خبر سنی تو اسلام کے قواعد کی پابندی کو غیر ضروری جانا اور سب سے پہلے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مقتدر صحابہ کرام نے خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ نرمی کی جائے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ”خدا کی قسم اگر زکوٰۃ میں کسی کے ذمہ رسی کا ایک ٹکڑا بھی نکلا اور اس نے دینے سے انکار کر دیا تو جہاد کا حکم دے دوں گا آپ ﷺ نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے ایک زبردست لشکر تیار کیا اور مدینہ منورہ سے باہر نکل کر اس کے گیارہ حصے کئے اور ہر حصہ کا ایک سپہ سالار مقرر کر کے انہیں مرتد قبیلوں کو راہ راست پر لانے کی ذمہ داری سونپی اور ہدایت کی گئی کہ سب سے پہلے مجمع عام میں یہ فرمان پڑھا جائے فرمان یہ تھا۔ ترجمہ: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ جو پہلے اسلام لائے اب اس دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اپنی نادانی سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور شیطان کے فریب میں آچکے ہیں حالانکہ وہ انسان کا کھلا دشمن ہے میں تمہارے پاس امیر لشکر کو مہاجرین اور انصار کی فوج کے ساتھ بھیج رہا ہوں وہ تم کو اللہ کی طرف بلائے گا جو اس کی بات کو مان لے گا اور نیک کام کریگا تو اسے نہ قتل کیا جائے گا اور نہ اس سے لڑائی لڑی جائے گی اور جو باز نہ آئے گا تو اس پر تلوار اٹھائی جائے گی۔ کسی سے بجز اسلام کے کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔“ لشکر روانہ ہو گئے۔ خلیفۃ المسلمین کی ہدایات پر عمل درآمد ہوا آٹھ نومبر میں لادین کی جگہ اسلام اور بغاوت کی جگہ امن قائم ہو گیا اور زکوٰۃ کا روپیہ باقاعدہ وصول ہونے لگ گیا۔

(د) جھوٹے مدعیان نبوت 11 تا 12ھ

حضور ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا جس میں طلحہ بن اسد اور مسیلمہ کذاب نے بہت زور پکڑ لیا، طلحہ کے ساتھ ایک بہت بڑا گروہ تھا

جن میں قبیلہ طے کے لوگ خاص طور پر قابل ذکر تھے لیکن جلد ہی حاتم طائی کے لڑکے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے سمجھانے بچھانے پر قبیلہ طے کے تمام لوگ طلیحہ سے الگ ہو گئے۔ دوسرا بڑا قبیلہ جو طلیحہ کی امداد کر رہا تھا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم ہی کی کوشش سے یہ قبیلہ بھی اس سے الگ ہو گیا اور یہ سب لوگ خالد بن ولید کی فوج سے آ ملے ان مساعی جمیلہ اور احسن کارکردگی پر حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو بہترین فرزند کا خطاب عطا ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے طلیحہ پر فوج کشی کی اور زبردست شکست دی۔

مسلمہ کذاب بنی حنیفہ کا سردار تھا اس نے بھی دعوی نبوت کے ساتھ اپنا ایک زبردست گروپ بنا لیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی سرکوبی کے لئے یکے بعد دیگرے عکرمہ رضی اللہ عنہ اور سر جیل رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دو لشکر روانہ کئے اور حکم دیا کہ جب یہ دونوں فوجیں آپس میں مل جائیں تو حملہ کیا جائے عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ کامیابی کا سہرا اسے ہی نصیب ہو شر جیل کا انتظار کئے بغیر مسلمہ پر حملہ کر دیا اور شکست کھائی جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے اور حضرت خالد بن ولید کو جو ابھی طلیحہ کو شکست دے کر واپس آئے تھے مسلمہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمہ کے پاس چالیس ہزار کا لشکر تھا خونناک جنگ ہوئی بنی حنیفہ جان مار کر لڑے لیکن مسلمہ کی ہلاکت پر ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ اور لشکر اسلام فتح یاب ہو کر واپس لوٹا۔

نومہ کے قلیل عرصہ میں ارتداد کے تمام فتنے فرد کر دیئے گئے اور بفضلہ تعالیٰ اندرون ملک امن و امان بحال ہو گیا ان حقائق کی روشنی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی انتظامی صلاحیت کو جس قدر بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

29- ایران پر حملہ 12ھ

اندرون ملک کے تمام فتنے اور شورشیں جب ختم ہو گئیں تو حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک ایران پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار بنا کر اس مہم پر بھیج دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایران پر حملہ کرنے سے پہلے سرحد عراق کے فرمانروا ہرمز کو لکھا کہ دین اسلام قبول کر لو یا جزیہ ادا کرو۔ یہ دونوں صورتیں قبول نہیں تو جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور یہ یاد رکھو کہ میں ایک ایسی قوم تمہارے مقابلے کے لئے لایا ہوں جو موت کو اس طرح عزیز رکھتی ہے جس طرح تم زندگی کو۔ ہر مرنے والا شاہ ایران کو صورت حال سے آگاہ کیا اور خود ایک لشکر جرار لے کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نکلا اور جنگ کے دوران مارا گیا۔ مسلمانوں کو شاندار فتح ہوئی اور اسلامی لشکر کے حوصلہ بہت بڑھ گئے اور آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ شہنشاہ ایران کو ہرمز کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو آتش انتقام میں جل کر قارون کو ایک زبردست فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا گھمسان کارن پڑا لیکن قارون کو شکست ہوئی اور اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی مارے گئے اس خبر پر شاہ ایران بپھر گیا اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر جرار تیار کیا۔ نامور سپہ سالار اس میں شامل کئے لیکن وہ بھی مسلمانوں کے سامنے میدان میں ٹھہر نہ سکے اور شکست فاش کھائی اب تو حالات نے پلٹا کھایا قبائل، اسلام لانے لگے غیر مسلم عوام نے جزیہ دینے کا عہد کیا معاہدے لکھے گئے اردگرد کے عراقی قلعوں پر قبضہ کر لیا گیا اور وہاں مسلمان حاکم مقرر کر دیئے گئے۔

30- رومیوں پر حملہ 13ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں شہنشاہ روم کو اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے بڑی رعونت سے دعوت نامہ پھاڑ دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کرنا چاہا تھا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھیجا اور بہتر نتائج سے یہ لشکر واپس آیا تھا۔ اب آپ رضی اللہ عنہ نے 32 ہزار مجاہدین پر

مشمتمل مسلمانوں کا ایک لشکر تیار کیا اور چار سپہ سالار عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، زید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ، ابو عبید بن الجراح رضی اللہ عنہ، اور شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ متعین فرمائے چاروں دستے الگ الگ روانہ ہوئے۔

جب رومیوں کو مسلمانوں کی آمد کا پتہ چلا تو انہوں نے ہرقل شہنشاہ روم سے مدد کی درخواست کی۔ ہرقل نے ان کے مقابلہ کے لئے دو لاکھ چالیس ہزار رومی بہادر بھیجے۔ رومیوں نے جہاں پڑاؤ کیا اس کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف دریا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے سامنے ڈیرہ ڈال دیا مسلمان فون تین ماہ تک اسی طرح ڈیرے ڈالے رہی اور دربار خلافت سے مدد طلب کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو عراق اور ایران میں بڑھتے چلے جاتے تھے حکم دیا کہ شام جا کر مسلمانوں کی مدد کریں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ دس ہزار مجاہدین کے ساتھ اسلامی لشکر سے جا ملے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوج کو مرتب کیا۔ جنگ شروع ہوئی رومی اگرچہ بہت بہادر تھے مگر مسلمانوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور شکست کھا کر بھاگ نکلے ہرقل کو جب اس شکست کا علم ہوا تو اس نے شام کو آخری سلام پیش کیا۔

31- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا وصال

دوران جنگ ہی میں یہ خبر موصول ہوئی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے ہیں۔ 7 جمادی الثانی 13ھ کے روز آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا تو سردی کے باعث بخار ہو گیا۔ بخار کی شدت بڑھتی گئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں جانے سے معذور ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امامت کے فرائض سونپ دیئے۔ جب یہ یقین ہو گیا کہ موت قریب ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ انتہائی نقابت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ایک مجمع کو خطاب فرمایا۔ ”جس کو میں جانشین مقرر کروں کیا تم اس کو پسند کرو گے۔“ خدا کی قسم میں نے

بہت غور کیا ہے میں نے کسی رشتہ دار کو تجویز نہیں کیا میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔ پس میرا کہنا سنو اور مان لو، اس خطاب کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ”اے عمر رضی اللہ عنہ! یاد رکھو کہ کوئی مصیبت یا تکلیف تم کو دین کی خدمت سے نہ روکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بڑھ کر بھی کوئی مصیبت آسکتی ہے تاہم خدا کی قسم اگر میں اس دن اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ذرا بھی غفلت کرتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں تباہ کر دیتا اور مدینہ منورہ میں وہ آگ بھڑکتی جو کسی کے بجھائے نہ بجھتی“ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے وظیفہ کا حساب کیا تو معلوم ہوا کہ بیت المال کی کچھ رقم آپ کے ذمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میری فلاں زمین فروخت کر کے یہ رقم پوری کر دی جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے کفن و دفن کے بارے میں ہدایات دیں۔ آخر میں یہ کہتے ہوئے۔ ”کہ اے اللہ! میری موت اسلام پر ہو اور مجھے صالحین سے ملانا۔“

عشق رسول کا ہے کرشمہ کہ بعد مرگ
کیا مرتبہ ملا ہے جناب صدیق کو
رکھ لی ہے لاج آقا نے اپنے غلام کی
دے دی جگہ مزار میں اپنے رفیق کو

22 جمادی الثانی 13ھ بروز دوشنبہ 63 برس کی عمر میں اس دنیا سے چل بسے

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور دس دن تک خلافت کا کام نہایت خوش اسلوبی سے چلایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بارے میں روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قبل از مرگ وصیت کی تھی کہ میری میت کو غسل دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سامنے لے جانا اور عرض کرنا کہ حضور آپ کا غلام حاضر ہے شرف باریابی عطا فرمائیے۔ ایسا

کہنے سے اگر از خود در اقدس کھل جائے اور حضور اپنے غلام کو طلب فرمائیں تو وہاں دفن کرنا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ایسا ہی کیا گیا اور میت کو دروازے پر رکھ دیا گیا اور پکارنیوالے نے نہایت ادب و احترام سے درود سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا غلام ابو بکر ﷺ در دولت پر حاضر ہے اور شرف باریابی چاہتا ہے۔ اللہ اللہ! ہر دیکھنے والی آنکھ نے یہ دلربا منظر دیکھا۔ روضہ اطہر کا قفل از خود کھل کر نیچے گر پڑا۔ دروازہ وا ہو گیا۔ اور روضہ اطہر سے آواز آئی۔ ”ادخلوا الحبيب الى الحبيب“ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ آپ ﷺ کو روضہ اقدس میں دفن کر دیا گیا۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ازواج و اولاد

(الف) حضرت ام رومان ﷺ بنت عامر بن کو سید المرسلین نے جنت کی حور قرار دیا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی رفیقہ حیات حضور ﷺ کی خوش دامن۔ حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ کی والدہ ماجدہ تھیں آپ ﷺ کا شمار بڑی جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے ان کا تعلق قبیلہ کنانہ سے تھا۔ آپ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئیں۔ حضور ﷺ ام رومان ﷺ کی بہت عزت کرتے تھے ان کی تدفین کے وقت حضور ﷺ خود قبر میں اترے اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی تھی۔ آپ کے لطن سے حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر۔ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ کی ولادت ہوئی۔

(ب) قتیلہ بنت عبد العزی: انہوں نے اسلام قبول نہ کیا اس لئے حضرت ابوبکر ﷺ نے انہیں طلاق دے دی۔ حضرت عبد اللہ اور حضرت اسماء ﷺ ان کے لطن سے تھیں۔

- (ج) حضرت اسماء بنت عمیس: ان کے لطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔
- (د) حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا: آپ کے لطن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ

آپ رضی اللہ عنہ کا بدن چھریر اور رنگ نہایت ہی گورا تھا۔ رخسار بیٹھے ہوئے تھے جبیں مبارک پر عموماً خوف الہی سے پسینہ رہا کرتا تھا۔ حنایا کسم سے خضاب کیا کرتے تھے۔ تہ بند باندھا کرتے تھے جو نیچے کی جانب کھسکا رہتا تھا۔ خوف خدا اور حقوق العباد کے افکار خدشات آپ کے دل و دماغ پر اثر انداز رہتے تھے۔ اس وجہ سے آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ فصیح البیان تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان خالص اور یقین سب سے زیادہ مضبوط و مستحکم تھا۔ اللہ تعالیٰ سے آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ ڈرا کرتے تھے اور آپ نے سب سے زیادہ اللہ کے دین کو نفع پہنچایا۔ خدمت نبوی میں سب سے زیادہ حاضر رہنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے سب سے زیادہ شفیق اور بابرکت، رفاقت میں بہتر، فضائل میں سب سے آگے۔ درجہ میں بلند سیرت، ہیئت، مہربانی اور فضل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ، قدر و منزلت میں سب سے بلند تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام کی جانب جزائے خیر دے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ ان کی سمع و بصر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ کو اس وقت سچا مانا جب سب انہیں جھوٹا کہتے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کا نام صدیق ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ترجمہ: ”یعنی وہ جو سچ کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی۔ سچ لانے والے

حضور اور تصدیق کرنے والے صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ جس وقت دوسرے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تنگ دلی کا برتاؤ کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے حضور کے ساتھ غمخواری کی۔ آپ رضی اللہ عنہ دو میں سے ایک تھے اور غار میں رفیق اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی سکینیت نازل فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی سستی کرنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ کو کہنے لگے کہ مرتدین کی تالیف قلوب کرنی چاہیے اور ان سے نرمی کا برتاؤ مناسب ہے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے امت محمدیہ کی ایسی نگہبانی اور حفاظت کی جو کسی نبی کے خلیفہ نے اس کے پیشتر نہیں کی تھی۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے دشمنوں کی کثرت اور اپنی کمزوری کا خیال نہیں کیا بلکہ احیائے دین کے لئے دلیرانہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے وقت باغی لوگ غیظ و غضب میں تھے۔ کفار کورنج تھا اور حاسدوں کو آپ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بن جانے کے باعث کراہت ہو رہی تھی۔ تب بھی آپ بلا نزاع و تفرقہ خلیفہ حق تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں کی بزدلی اور گھبراہٹ کے وقت آپ رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے اور لوگوں کو بھی اپنا پیر و کار بنا کر ان کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز پست تھی لیکن آپ رضی اللہ عنہ کا تفوق بڑھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام باوقار تھا اور گفتگو باصواب آپ رضی اللہ عنہ کی خاموشی طویل اور قول بلیغ تھا آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک عمل میں سب سے بزرگ معاملات میں واقف کار تھی آپ رضی اللہ عنہ شجاع ترین انسان تھے۔ خدا کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ مومنین کے سردار تھے۔ لوگوں کے ارتداد کے وقت آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ان کو ارتداد سے بچالیا اور ان کے پشت و پناہ بن گئے۔ امت محمدیہ کے لئے آپ رضی اللہ عنہ بمنزلہ باپ کے تھے شفیق، مہربان اور اہل دین بمنزلہ اولاد کے ہوئے، ان کی فروگزاشتوں کی آپ رضی اللہ عنہ نے نگہداشت کی اور جو کچھ وہ نہ جانتے تھے ان کو سکھایا۔ ان کی عاجزی کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے جانبازی اور ثابت

قدی دکھائی۔ فریادیوں کی فریاد کو پہنچے۔ وہ اپنی رہنمائی کے لئے آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے خدا کی مہربانی سے ان کو کامیاب بنایا۔ آپ ﷺ کی شجاعت، تہور اور اولعزی کا صدقہ ان کو وہ کچھ ملا جس کا ان کو وہم و گمان تک نہ تھا۔ کافروں کے حق میں آپ ﷺ برق سوزاں سے کم نہ تھے۔ اور مومنین کے لئے باران رحمت سے زیادہ آپ ﷺ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو نہ تو زمانے کے شدائد ہلاکتیں ہیں اور نہ تیز و تند ہوا کے طوفان جنبش دے سکتے ہیں۔ نہ کبھی آپ ﷺ کی دلیل کو شکست ہوئی اور نہ کبھی آپ ﷺ نے بزدلی دکھائی اور نہ ہی آپ ﷺ کا دل راہ راست سے بھٹکا۔ آپ ﷺ کے مال نے حضور کو سب سے زیادہ نفع پہنچایا جس کے لئے وہ ہمیشہ آپ ﷺ کے احسان کا تذکرہ کرتے تھے۔ جس کا اجر عظیم خدائے تعالیٰ آپ ﷺ کو مرحمت فرمائے گا۔ اگرچہ آپ اپنے آپ کو ایک ناچیز تصور کرتے تھے لیکن خدا کے نزدیک اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں سب سے زیادہ گرامی قدر رہے اور ہم سب سے فضائل میں بازی جیت لی۔ آپ ﷺ کی نسبت کسی طعن کا موقع نہ ملا کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی کسی کی بے چار عایت نہیں کی اس لئے لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کا جلال و رعب و وقار قائم تھا۔ کمزور آپ ﷺ کے نزدیک قوی تھا جب تک یہ اس کا حق نہ لے لیتے تھے۔ آپ ﷺ کا سب سے زیادہ مقرب وہی تھا جو سب سے زیادہ خدا کا فرمانبردار اور مطیع تھا، آپ ﷺ کی رائے میں دانائی اور اولوالعزی پائی جاتی تھی اور اسی کے طفیل آپ ﷺ نے باطل کو شکست پر شکست دے کر مشکلات کا راستہ صاف کر دیا۔ اور آپ ﷺ کی وجہ سے اسلام قوی ہو گیا اور مسلمان مضبوط ہو گئے۔ اگرچہ آپ ﷺ کی وفات نے ہماری کمر توڑ دی لیکن آپ ﷺ کی شان ہماری آہ و بکا سے ارفع ہے۔ آپ ﷺ کا ماتم آسمان عظیم پر ہے لیکن ہم سوائے ”انا للہ وان الیہ راجعون“ کے اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اور بجز اس کے کہ رضائے الہی پر رضا مند رہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ خدا کے حکم کو

مان کر صبر و شکر کرتے ہیں۔

خدا کی قسم! حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی وفات سے بڑھ کر مسلمانوں پر کوئی مصیبت نہ آئے گی۔ آپ ﷺ اسلام کے لئے عزت اور مسلمانوں کے لئے بجا و ماوی تھے۔ اس کی جزا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ ﷺ کو رسالت پناہ ﷺ سے ملائے اور ہمیں آپ ﷺ کے اجر سے محروم اور آپ ﷺ کے بعد گمراہ نہ کرے آخر میں ہم پھر انا اللہ وان الیہ راجعون کہتے ہیں۔

مقام صدیق

بعد از نبی خیر البشر کی تلمیح آپ ہی کی ذات ستورہ صفات کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ تمام صحابہ کرام ﷺ معترف تھے کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت صدیق اکبر ﷺ کا منصب ہے اس ضمن میں چند ایک حقائق ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

1- آپ ﷺ نہ صرف حضور ﷺ کے ہم قوم و ہم عصر اور ہم سفر و ہم کلام تھے بلکہ دونوں زمانہ جاہلیت میں بھی اخلاق حسنہ کا سرچشمہ تھے۔

2- حضور ﷺ جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے تھوڑی بہت جھجک ضرور محسوس کی لیکن آپ ﷺ نے بغیر کسی تردد کے اسے فوراً قبول کر لیا۔

3- مشرکانہ نام عبد الکعبہ کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے عبد اللہ جیسا پاک اور عظیم نام پایا اور آپ ﷺ کو صدیق جیسا لاجواب لقب ملا جو آپ ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔

4- آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔

5- ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ نے اپنی تمام قوت، دولت، قابلیت، اثر و

رسوخ مال و متاع، جان اور اولاد غرضیکہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا اسلام پر قربان کر دیا۔ اور اطاعت و استقامت کی ایک ایسی داستان مرتب کی جس کی تاریخ آدم

میں مثال نہیں ملتی۔

6- آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جیسے لاتعداد غلاموں کو اپنے ذاتی سرمائے سے صرف اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے خرید کر آزاد کیا۔

7- زندگی بھر جب کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسی بات پر رنج پہنچا تو نبی اکرم ﷺ نے غصہ کے لہجہ میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث کیا مگر تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے نہ صرف میری تصدیق کی بلکہ اپنے نفس اور مال سے میری غمگساری بھی کی کیا تم میرے ساتھی سے میری خاطر درگزر نہیں کرو گے۔

8- واقعہ معراج کے فوراً بعد جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفر تجارت سے لوٹے تو کفار نے آپ ﷺ کو آگھیرا آپ سے استفسار کرنے لگے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص رات کے ایک حصہ میں مسجد اقصیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائے پھر وہاں سے سات آسمانوں کی سیر کرے انبیاء عظام سے ملاقاتیں کرے اور واپس آجائے واپس آنے پر اس کا لحاف بھی گرم ہو اور اس کے وضو کا پانی بھی ابھی بہہ رہا ہو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے سوالات کے جوابات نفی میں دیتے رہے آخر میں کفار سے پوچھا کہ وہ شخص کون ہے جو اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے۔ کفار کہنے لگے ”تمہارا ساتھی جس کا تم دم بھرتے ہو“ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک دم بولے اگر الصادق علیہ السلام نے یہ فرمایا تو بالکل سچ ہے اس غیر متوقع اور دو ٹوک جواب پر کفار اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

9- ہجرت مدینہ کی اجازت ملنے پر مسلمان جب مدینہ چھوڑنے لگے اور تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضور ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا ”ابو بکر تم ابھی ٹھہرو امید ہے مجھے بھی اجازت مل جائے گی چنانچہ جب حکم ملا تو آپ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور یار غار کی سعادت سے سرفراز فرمایا۔ یہ رفاقت اتنی بڑی سعادت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے مرد مومن نے خواہش کی کہ کاش میری ساری عمر کے اعمال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایک رات کے عمل کے برابر ہوتے جو انہوں نے

حضور ﷺ کے ساتھ غار ثور میں گزاری۔

10- غار ثور کے قیام کے دوران جب قریش غار کے دروازہ کے سامنے آ کھڑے ہوئے اور ان کے پاؤں اندر سے نظر آنے لگے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فکر لاحق ہوئی کہ مبادا یہ لوگ میرے آقا کو نقصان پہنچائیں تو حضور نے یار غار کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا، اے ابو بکر رضی اللہ عنہ ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

11- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بدخواہوں اور کفار نے حضرت عائشہ صدیقہ پر ایک غلیظ بہتان لگا کر آپ رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کو بھی اس لپیٹ میں لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے جتنا گھناؤنا یہ وار تھا اتنی ہی سختی سے اپنے کلام مقدس میں تردید فرما کر صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی شہادت فرمائی اور بہتان تراشوں کے لئے سخت ترین وعید سنائی۔

12- حضرت صدیق اکبرؓ نے واقعہ افک کے بعد مسطح نامی ایک شخص کے الزام تراشی میں ملوث ہونے کے باعث اس کی امداد روک دی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کی اصلاح فرماتے ہوئے ایسے لوگوں سے درگزر کرنے کا حکم صادر فرمایا جس کی فوری تعمیل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی۔

13- جنگ تبوک کی تیاری ہو رہی تھی حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معاونت کا حکم دیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا تمام اثاثہ لے کر حاضر ہو گئے یہاں تک کہ اپنا پہنا ہوا لباس بھی پیش کر دیا اور خود کو کانٹوں سے بخیہ کی ہوئی۔ بوریہ میں لپیٹ لیا حضور نے دریافت فرمایا۔ ”صدیق گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے تو عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کا نام..... اس موقع پر جبریل امین حاضر ہوئے اور دربار رسالت میں عرض کیا۔ کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے آج ایک قبا پہنی ہوئی ہے جس کے سامنے کانٹوں سے بخیہ کیا ہوا ہے اور ان کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی ہے کہ خالق کائنات حاملین عرش کو آج اسی قسم کی قبا پہننے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ حضرت جبریل امین نے یہ بھی عرض

کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا سلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچائیں اور دریافت کریں کہ وہ اپنے اس حال پر خوش ہیں یا پریشان۔ حضورؐ نے اس پیکر صبر و رضا سے اللہ کا ارشاد ذکر کیا تو آپ نے عرض کیا میں اپنے رب پر کیسے ناراض ہو سکتا ہوں میں جان و دل سے راضی ہوں۔

14- مسلمانوں پر حج فرض ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ۹ھ میں امیر الحج بنا کر تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ المکرمہ روانہ فرمایا۔

15- ۱۱ھ میں حضور ﷺ نے ایک مجمع میں خطاب کے دوران یہ ارشاد فرمایا کہ اپنی رفاقت اور مال سے لوگوں میں سے سب سے زیادہ میری خدمت کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اگر مجھے امت میں سے کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے دوست ہوتے۔

16- علالت اور کمزوری کے باعث جب آپ ﷺ مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے تو فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے خدشات کا اظہار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام نماز پڑھانے کے لئے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، نہیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں اس ارشاد رسالت کے مطابق آپ ﷺ کی حیات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں مسجد نبوی میں پڑھائیں۔

17- حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قریب سے گزر رہا۔ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ابو قحافہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم آسمانوں میں رہنے والے نہیں پہچانتے ہو! جبریل امین نے عرض کیا۔

”قسم ہے آپ ﷺ کی مبعوث کرنے والے کی ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمین کی نسبت آسمانوں پر زیادہ شہرہ ہے وہاں ان کا نام حلیم ہے۔“

18- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

کو فرمایا اے ابوبکر! آدم علیہ السلام سے لے کر میری بعثت تک جو کوئی بھی مجھ پر ایمان لایا ہر ایک کا ثواب اللہ تعالیٰ مجھے پہنچائے گا اور اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! میری بعثت سے تا قیامت تمام ایمانداروں کا ثواب تجھے ملے گا۔

19- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے غریب مسلمان بھائی بہنوں کو ان کے ظالم آقاؤں کی جو رستم کی چکی میں پستے دیکھ کر اپنی جیب سے قیمت ادا کر کے ان کو خرید لیتے اور پھر انہیں رضائے الہی کے لئے آزاد کر دیتے۔

20- آپ رضی اللہ عنہ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ پا پیادہ ساتھ چل رہے ہیں۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے گزارش کی اے جانشین رسول رضی اللہ عنہ! یا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی سوار ہو جائیں اور یا پھر مجھے گھوڑے سے اترنے کی اجازت فرمائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا نہ تم اترو گے اور نہ میں سوار ہونگا میرے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں میرے پاؤں غبار آلود ہوں۔“

21- ارشاد رب ذوالجلال ہے ترجمہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب شخص وہ ہے جو نیکی میں پہل کرنے والا ہو۔“ ارشاد ایزدی کے اس آئینے میں ذرا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔

ایمان لانے میں آپ سب سے پہلے تبلیغ کرنے میں سب سے پہلے دین کی نصرت میں سب سے پہلے، مسلمانوں کی امامت کرنے میں سبقت، مسلمانوں کی قیادت میں سب سے پہلے، بارگاہ رسالت میں بعد از مرگ حاضری میں سبقت۔ حشر کے روز سب سے پہلے جنت کے داخلہ کا وعدہ یقیناً حیات طیبہ کے شعبہ میں سبقت آپ کا مقدر رہی اور آیت مقدسہ پر بلا تامل کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی منقبت میں نازل ہوئی۔

22- قرآن پاک میں ایک حسین امتزاج ملاحظہ فرمائیں کہ ترجمہ واضحی میں اللہ

تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کریم ﷺ کی نعت بیان فرمائی اور اس سے متصل سورہ
والیل کے آخر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت ارشاد فرما کر کفار کے اس
الزام کا جواب دے دیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دینا کسی دیرینہ احسان کے بدلہ
میں نہیں بلکہ میرے بندے کا یہ عمل خالصتاً اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا کے لئے ہے۔

23- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رات کے ستاروں کو دیکھ کر حضور ﷺ کو نین سے
پوچھا یہ کسی فرد کی ان ستاروں کی تعداد کے برابر بھی نیکیاں ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا
ہاں عمر رضی اللہ عنہ کی۔ حضرت عائشہ پھر عرض گزار ہوئیں اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کا
کیا شمار ہے۔ آپ نے فرمایا ابو بکر کی تو ایک نیکی (غار والی) عمر کی تمام نیکیوں سے
بڑھ کر ہے۔

خلیفہ اول کی استقامت و قوت ایمان

رسول کریم ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں
نے بالاتفاق اپنا خلیفہ منتخب کر لیا۔ لیکن مسند خلافت سنبھالتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے
آزمائشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا جن کا فرداً فرداً اختصار کے ساتھ تذکرہ
ذیل میں کیا جاتا ہے۔

یہ وقت امت مسلمہ پر بہت بھاری تھا۔ اپنے پرانے ہو گئے تھے۔ لیکن حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس استقامت، عزم، صمیم اور اتباع رسول کریم کے عظیم جذبہ
سے سرشار ہو کر ان حالات کا مقابلہ کیا وہ یقیناً صرف اور صرف ان ہی کا حصہ تھا۔

مسند خلافت پر بیٹھتے ہی بیک وقت درج ذیل چار مسائل سے آپ کو سامنا
ہوا۔ جن کی تفصیل عنوان 28 کے اجزاء، الف، ب، ج، اور د کے تحت دی جا چکی ہے۔
آپ نے بے مثال استقامت اور بے پناہ قوت ایمانی سے ان مسائل کو حل فرمایا۔

ان طوفان خیز اور دگرگوں حالات سے نمٹنے کے لئے جن غیر معمولی صلاحیتوں کی ضرورت تھی۔ قدرت کاملہ نے وہ سب آپ ﷺ کو ارزانی فرمادی تھیں آپ نے ان کو بروئے کار لا کر بھرپور قوت ایمانی سے یہ فیصلہ اسلام کے مفاد میں کیا اور پھر اس پر قائم رہے اس پر قدرت نے آپ کی امداد فرمائی اور آپ ان مسائل کو حل کرنے میں کامیاب و کامران رہے۔

صلح حدیبیہ

حدیبیہ کے مقام پر صلح حدیبیہ کا معاہدہ تیار ہوا تو حضرت ﷺ نے اسے مسلمانوں کے خلاف سمجھا اور حضور ﷺ سے اپنے اور بعض دیگر مسلمانوں کے خدشات عرض کئے۔ حضور ﷺ نے ان خدشات کو دور کرنے کی سعی فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزید اطمینان کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور وہی خدشات ان کے گوش گزار کئے۔ آپ ﷺ نے نہایت تحمل اور معقول دلائل سے انہیں تمام صورت حال اور حکمت واضح کی اور ایک نصیحت کی جو کہ آپ کی قوت ایمانی پر استقامت کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”عمر! آپ ﷺ کی رکاب تھامے رہو یہاں تک کہ موت آجائے کیونکہ خدا کی قسم آپ حق پر ہیں اور وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔“

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد ایک دن اپنے والد محترم سے محو گفتگو تھے کہ جنگ بدر کا ذکر آیا تو عبدالرحمن گویا ہوئے۔ بدر کی جنگ میں ایک دفعہ آپ ﷺ بالکل میری تلوار کی زد میں تھے لیکن میں نے پاس نسب سے آپ پر حملہ نہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”عبدالرحمن! تم نے تو موقع پا کر مجھ پر حملہ نہ کیا لیکن اگر تم میدان جنگ میں میری تلوار کی زد میں آتے تو میری تیغ تیرے لئے پیغام اجل لے آتی ہے۔“

آپ ﷺ کا یہ قول آپ ﷺ کی بے پناہ قوت ایمانی کا ثبوت ہے۔

ایک روز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ابو قحافہ نے حالت کفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ گستاخی کے کلمات بولے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو دھکا دے کر گرا دیا۔ حضور یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر! تم نے یہ کیا کیا۔ عرض گزار ہوئے ”آقا! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی میں کب گوارہ کر سکتا ہوں اگر اس وقت میرے پاس تلوار ہوتی تو میں والد کی گردن تن سے جدا کر دیتا۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے نرم دل، نرم خو، رفیق القلب کا اس مقام پر پہنچ جانا آپ کی قوت ایمانی کا ثبوت ہے۔

اولیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جن دینی امور میں پہل آپ نے فرمائی انہیں اولیات کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولیات درج ذیل ہیں۔

- 1- مردوں میں سب سے پہلے اسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا۔
- 2- قرآن مقدس کو سب سے پہلے جمع آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
- 3- کفار کے ساتھ سب سے پہلے جہاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔
- 4- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسند خلافت سنبھالی۔
- 5- سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔
- 6- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی ہستی ہیں جنہیں اپنے والد کی حیات میں خلافت ملی
- 7- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے مسجد تعمیر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی
- 8- سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو لقب ”صدیق“ عطا ہوا۔
- 9- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے عرب سے باہر کی فتوحات کی بنیاد رکھی۔
- 10- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے اہم پہلو

1- شجاعت

مدنی زندگی میں مسلمانوں پر قریش کے مظالم کسی وضاحت کے محتاج نہیں ان شقی القلوب لوگوں نے موقع ملنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی دست تعدی دراز کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت ترجمان ہے کہ جب بھی کوئی ایسا موقع آیا صدیق رضی اللہ عنہ فوراً اپنے آقا کے پاس پہنچے اور انجام سے بے خطر قریش سے ٹکرا گئے۔ غزوہ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ایک الگ عرش تیار کیا گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے یہاں موجود رہے گا۔ تو سب سے پہلے ننگی تلوار لہراتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عریش کے سامنے آکھڑے ہوئے۔

جنگ کے دوران جب کفار کو معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عریش میں تشریف فرما ہیں تو ایک شقی القلب گروہ نے عریش پر حملہ آور ہونے کے لئے ادھر کا رخ کیا اور عریش کے سامنے آ گیا۔ تو پروانہ رسالت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دشمن کی کثرت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شمشیر بے نیام کی اور تیزی سے ان پر جھپٹ پڑے اور جذبہ فدائیت سے سرشار یار غار نے اس جوش سے شمشیر زنی کی کہ تمام دشمنوں کو مار بھگایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مانعین زکوٰۃ، چھوٹے مدعیان نبوت کی بغاوت کو آپ رضی اللہ عنہ نے جس جرات اور شجاعت سے کچل دیا وہ آپ رضی اللہ عنہ ہی کا حصہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ لوگوں سے سوال کیا کہ ”تمہارے نزدیک شجاع ترین کون ہے لوگوں نے جواب دیا ”آپ“ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نہیں شجاع ترین ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

2- صداقت

حضور سفر معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے دریافت فرمایا کہ میرے اس واقعہ معراج کی تصدیق کون کرے گا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کیونکہ وہ ”صدیق“ ہے۔ جبریل امین کی زبان سے ادا ہونے والے یہ الفاظ حاملان عرش میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس نام سے متعارف ہونے کی تصدیق کرتے ہیں گویا کہ خالق کائنات نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صداقت کی اس عظمت سے نوازا اور ان کے صدیق ہونے کی تصدیق فرمادی۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنے تین صحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی معیت میں جبل احد پر کھڑے تھے کہ احد پہاڑ ہلنے لگا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ احد! ٹھہر جا اس وقت تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صداقت کی توثیق فرمائی۔

عروہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ انہوں نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوانا جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دیا جائز ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوایا تھا۔ عروہ نے کہا آپ بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہتے ہیں۔ یہ سن کر امام باقر اپنی جگہ سے اچھلے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا کیا اچھے صدیق تھے کیا اچھے صدیق تھے۔ ”پھر فرمایا ”جو شخص ابو بکر کو صدیق نہ کہے خدا اس کی دنیا و آخرت میں تصدیق نہ کرے گا۔

ہر نبی کے ساتھ صدیقین کا ایک گروہ موجود رہا ہے لیکن جس طرح رسول کریم ﷺ کا مرتبہ تمام انبیاء میں افضل ہے اس طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کا منصب بھی تمام صدیقین سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اسی تناظر میں آپ کا لقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھا۔

3- سخاوت

آپ ﷺ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فوقیت رکھتے تھے۔ اسلام کو امداد کی ضرورت پر آپ ﷺ نے ایثار کی مثال قائم کر دی۔ بعثت رسول کریم کے وقت آپ ایک متمول تاجر تھے اور عائشہ صدیقہ کے ارشاد گرامی کے مطابق آپ ﷺ کے پاس چالیس ہزار درم موجود تھے لیکن ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ کے پاس صرف پانچ ہزار درم تھے باقی تمام دولت اسلام کی راہ پر خرچ کر چکے تھے۔ مدینہ پاک پہنچ کر یہ پانچ ہزار درم بھی حضور ﷺ کے قدموں میں لا کر ڈال دئے اور عرض گزار ہوئے کہ یہ رقم جہاں اسلام کے امور میں ضرورت ہے خرچ کر دی جائے۔

آپ کا بے بس غلاموں کو خرید کر خالص اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے آزاد کر دینا، غزوات کے موقع پر اپنا سب کچھ لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دینا آپ کی سخاوت کی بے مثال دلیلیں ہیں جن کی تفصیل کتاب کے مختلف اوراق میں آچکی ہے۔ آپ ﷺ کے اسی جذبہ سے سرشار ہو کر ہی اقبال بے اختیار پکار اٹھے تھے۔ ”صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس“

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت مقدسہ ایسے محاسن ایسے اوصاف اور ایسی خوبیوں سے بھری پڑی ہیں جن کا فرداً فرداً تذکرہ طوالت کے خوف سے ممکن نہیں۔ آپ کی ہر خوبی بے مثال اور انتہائی قابل تعریف ہے۔ آپ کی ذات سراپا محاسن ہے۔ تاہم چند ایک خصوصی محاسن گنوائے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئین کو آپ کی عظمت کا اندازہ ہو سکے۔

- 1- حضور سے آپ کی محبت
- 2- استقامت
- 3- قوت ایمانی
- 4- عزم بالجزم

- | | | | |
|-----|---------------|-----|-------------|
| 5- | فقر و قناعت | 6- | خدمت خلق |
| 7- | مہمان نوازی | 8- | عفو درگزر |
| 9- | عجز و انکساری | 10- | شفقت و مروت |
| 11- | سبقت الاسلام | 12- | شوق جہاد |
| 13- | زہد و ارتقاء | 14- | تواضع |
| 15- | حلم | 16- | بردباری |
| 17- | غیرت دینی | 18- | خشیت الہی |
| 19- | شوق عبارت | 20- | رقت قلب |
| 21- | تدبر و حکمت | 22- | علم و فضل |
| 23- | امامت | 24- | اجتہاد |

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے چار خاص پہلو ہیں۔

الف۔ امت میں مرتبہ علیا پانا (صدیقیت اسی سے مراد ہے)

ب۔ اول روز سے سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے رکھنا۔

ج۔ نبوت کے شروع کئے ہوئے کاموں کو بطریق احسن پایہ تکمیل تک پہنچانا۔

د۔ آخرت میں علوم مرتبت پانا۔

آخرت میں علوم مرتبہ پانے کی تصدیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پاک سے ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ترجمہ: ”ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ ادا کر دیا ہو مگر ابو بکر کا، ان کا جو

احسان ہمارے ذمہ ہے اس کا بدلہ انہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز دے گا۔“ (ترمذی)

مخزن صدق و صفا بارگاہ ایزدی میں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور اس تناظر میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور پذیرائی حاصل تھی متعدد ایسی آیات مقدسہ موجود ہیں جن کے ذریعے خالق کائنات نے اس مخزن صدق و صفا کی تعریف فرمائی تالیف قلوب کی ان کے ایمان کی توثیق کی اور ان کے صدق و صفا کو سراہا۔

صدق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب اپنا تن من دھن حتیٰ کہ نقد جان بھی اپنے آقا و مولا حبیب کبریا، محبوب رب العلاء کے قدموں میں نچھاور کر دی تو قدرت کاملہ کی شان رحیمی اور کریمی نے بھی ان کو گلے لگایا اور ایسے انعامات فاخرہ سے نوازا کہ آپ بعد از نبی خیر البشر کی عظمتوں کے مبین ٹھہرے۔

چند آیات کریمہ اس ضمن میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین آپ رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔ جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا گیا کہ:-

1- ایک دفعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد محترم نے کفر کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمات استعمال کئے جن کے رد عمل کے طور پر آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ اس گستاخی پر اس کی گردن اڑا دیتا سنی وقت آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ ”تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ ایسوں سے دوستی کریں جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے گوان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ میں سے۔ یہی میں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان رکھ دیا ہے اور ان کی تائید کی ہے اپنے فیضان نبی سے

اور ان کو داخل فرمائے گا ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔ یہ ہمیشہ وہیں رہینگے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ خدائی لشکر ہے خبردار ہو جاؤ شامل اس میں کہ اللہ کا شکر ہی فلاح پانے والا ہے۔“

اس آیت مقدمہ میں مخزن صدیق و صفا کی کیسی شان بیان کی گئی ہے۔

2- حضرت ابو قحافہ نے جب یہ دیکھا کہ ابو بکر نجیف و نزاز غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کر دیتا ہے تو ان کی خیر خواہی کے جذبہ سے اپنے بیٹے کو نصیحت کی۔

”اے میرے بیٹے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایسے غلاموں کو آزاد کرتے ہو جو ضعیف اور کمزور ہیں۔ اگر تمہیں غلاموں کو آزاد کرنے کا شوق ہے تو جوان اور طاقتور غلاموں کو آزاد کیا کرو جو مشکل میں تمہارے دست و بازو بنیں اور دشمن کے مقابلہ میں وہ تمہارے ساتھ سینہ سپر ہوں۔“

حضرت ابو بکر نے جواب دیا ”میں تو یہ جو کچھ کر رہا ہوں اپنے رب کی رضا کے لئے کر رہا ہوں۔“ اللہ تعالیٰ نے باپ اور بیٹے کی یہ گفتگو سنی تو یہ پیغام دے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنے محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔

ترجمہ: ”پھر جس نے راہ خدا میں اپنا مال دیا اور اپنے خالق سے ڈرتا رہا، جس نے اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم آسان کریں گے اس کے لئے آسان راہ۔“

اس آیت مقدسہ کے ذریعے صدیق اکبر ﷺ کی چار خصوصیات کی توثیق بزبان خالق کائنات ملتی ہے (۱) پرہیزگاری (۲) خشیت الہی (۳) انفاق فی سبیل اللہ (۴) حق و صداقت کی تصدیق کرنے والے۔

3- غزوہ تبوک کے موقع پر جب کہ صدیق اکبر نے اپنے گھر کا تمام تر اثاثہ حتیٰ کہ اپنا پہنا ہوا لباس بھی حضور ﷺ کے قدموں میں لا کر پیش کر دیا تو صدیق اکبر ﷺ اس ایثار پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے فوراً جبرائیل علیہ السلام کو حضور کی خدمت اقدس

میں بھیجا۔ جبریل امین نے عرض کیا ”اللہ تعالیٰ ابو بکر کو سلام بھیجتا ہے اور پوچھتا ہے کہ ابو بکر اس صورت حال پر مطمئن ہے یا پریشان“ حضور ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور یہی سوال آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ جناب صدیق رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے، میں اپنے رب پر کیسے ناراض ہو سکتا ہوں میں جان و دل سے راضی ہوں۔ جبریل امین یہ جواب سن کر عرض گزار ہوئے کہ ہمارے خالق و مالک نے آج حاملین عرش کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لباس پہننے کا حکم دیا ہے۔

4- رسول کریم ﷺ سچ لے کر آئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا تامل بلا تردد بلا حیل و حجت اس سچ کی تصدیق فرمادی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس کی توثیق فرمائی۔

ترجمہ: ”اور وہ ہستی جو اس سچ کو لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچ کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں۔“

5- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت مقدسہ شاہد ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر طرف سے منہ موڑ کر اپنے دل میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو بسا لیا تھا اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان کی درج ذیل آیت میں اس امر کی توثیق فرمائی اور مسلمانوں کو ان کی پیروی کا حکم دیا۔

ترجمہ: ”اور پیروی کرو اس راستہ کی جو میری طرف مائل ہو۔“

مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں اتری ہے۔

6- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے ظالم آقا سے آزاد کرادیا کفار چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ شاید صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بلال رضی اللہ عنہ نے کسی وقت کوئی احسان کیا تھا جس کے بدلہ میں انہوں نے بلال کو خرید کر آزاد کر دیا، مخزن صدق و وفا کا یہ عمل خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے تھا۔ خالق کائنات نے اپنے مخلص بندے کے حق میں فوراً صفائی پیش کر دی اور درج ذیل آیت مقدسہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: ”عنقریب وہ شخص جہنم سے آزاد ہوگا جو اقمی (بہت بڑا متقی) ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کر کے اسے پاک کرتا ہے اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ اس نے دینا ہو۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طلبگار رہے اور وہ ضرور اس سے خوش ہوگا۔“

7- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انفاق فی سبیل اللہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ بعثت مقدسہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ملائکہ تک اسلام کو جہاں بھی ضرورت درپیش آئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہایت فراخ دلی سے راہ حق میں اپنے خدا اور مصطفیٰ کی رضا کے لئے خرچ سے گریز نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندے کے اس انفاق کی توثیق میں اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے اس کا اجر ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہوگا نہ کچھ غم۔“

8- حضرت ابو بکر صدیق قرآنی شہادت کے عین مطابق اقمی کے بلند مقام پر فائز تھے۔ جس کے معنی ہوتے ہیں بہت بڑا متقی، پھر کلام مقدس میں اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی جس سے ثابت کیا کہ صحابہ میں سب سے زیادہ عزت والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ترجمہ: ”تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ مکرم بھی وہی ہونگے۔“

حضرت ابو بکر صدیق احادیث مقدسہ کے آئینہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

1- ”کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوگا جو میرے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے

افضل ہو۔“

2- ترجمہ جو شخص ابراہیم خلیل اللہ کے سینہ مبارک کی زیارت کرنا چاہے وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینہ کو دیکھ لے۔

3- ترجمہ: جب میدان حشر میں لوگ جمع ہونگے ایک منادی حق تعالیٰ کی جانب سے ندا کریگا۔ اے ابو بکر! تم اپنے محبوب کی معیت میں جنت میں داخل ہو جانا۔“

4- ترجمہ: ”ابو بکر! تم میری آنکھ ہو۔“

5- ترجمہ: ”روز محشر جنت کا خازن رضوان جنت اور دوزخ کی چابیاں لے کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرے گا اور کہے گا اے ابو بکر! رب کریم جل جلالہ آپ رضی اللہ عنہ کو سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی چابیاں آپ اپنے پاس رکھ لیں۔ جسے چاہو جنت میں بھیج دو اور جسے چاہو اصل جہنم کر دو۔“

6- ترجمہ: ”اگر روئے زمین کے تمام لوگوں کے ایمان کا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔“

7- ترجمہ: اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آوازیں سنے گے ”صدیق“ جنت کے جس دروازے سے جی چاہے تشریف لے آئیں۔

8- ترجمہ: ”آسمانوں کے فرشتے، کروبیان اور ملاء اعلیٰ روزانہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف تکتے رہتے ہیں۔“

9- ترجمہ: ”اس رب کے حق کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر سارے سمندر سیاہی بن جائیں درخت قلمیں بن جائیں اور زمین و آسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں پھر بھی تمہاری (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی شیر خدا کی فضیلت اور اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں۔“

10- ترجمہ: ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا شخص نے میری تکذیب کی، تم میں سے ہر شخص

جب صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے (دل کے) دروازے پر ظلمت و تاریکی ہوتی ہے مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تاریکی نہیں ہوتی۔“

11- ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ”مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا نفع ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔ خبردار تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔“

12- ترجمہ: ”اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! تو حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگا اور عار میں بھی تو میرے ساتھ تھا۔“

13- ترجمہ: ”میری امت میں سب سے زیادہ میری امت کے ساتھ رحم دلی کرنے والا ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے۔“

ایک دفعہ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! انسانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”عورتوں میں عائشہ“ اور مردوں میں ”ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ“

14- ترجمہ: ”جس نے اسلام کے عقائد کو بلا حجت اور بلا دلیل تسلیم کیا وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔“

15- ترجمہ: ہر نبی کے آسمان اور زمین پر دو، دو وزیر (مشیر) ہوتے ہیں آسمان پر میرے مشیر جبرائیل اور میکائیل میں اور زمین پر عمر فاروق اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔؟ ایک موقع پر جب حضور مسجد نبوی میں داخل ہو رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا

16- ترجمہ: قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

17- ترجمہ: اے باری تعالیٰ! تو محشر کے روز میری طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی جگہ

دے۔“

18- ترجمہ: جو کچھ مجھے وحی ہوا وہ سارے کا سارا میں نے ابو بکر کو بتلا دیا۔“

علاقت کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا ”ترجمہ“ ابو بکر امامت کرائیں۔“

امام سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں تین سو ایسی احادیث مقدسہ کا ذکر کیا ہے جو جان دو عالم حضور سرور کونین ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

تاجدار مملکت صداقت، اغیار کی نظر میں

مرکز صدق و صفا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت مقدسہ آپ رضی اللہ عنہ کے پر خلوص، بے غرض اور بے لوث جذبوں کی منہ بولی تصویر ہے آپ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی محاسن و محاور کا مرقع ہے جو ایک مشعل نور کی طرح روشن حقائق پر مشتمل ہے۔

آپ قریش میں سے بے حد بامروت، لوگوں پر احسان کرنے والے مصائب و آلام کے وقت صبر و استقامت کا پہاڑ ثابت ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ درجہ کے صائب الرائے۔ عزم صمیم پر استقامت آپ رضی اللہ عنہ کا طرہ امتیاز تھا۔ ذاتی حیثیت سے انتہائی نرم دل، نرم خو، متواضع اور زاہد و متقی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اکثر راتیں قیام میں اور اکثر دن روزوں میں گزرتے تھے۔ آپ کے فضائل و مناقب اس قدر بلند تھے کہ اسلام کے بدترین دشمن غیر مسلم مورخ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں ان لوگوں نے اپنی جن آراء اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا قارئین کے ملاحظہ و مطالعہ کے لئے درج ذیل سطور سے پیش کئے جا رہے ہیں ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

1- مشہور مورخ اٹیج جی ولز

تبلیغ و اشاعت اسلام کے روح رواں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جانثار اور حقیقی دوست حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نئے مذہب اسلام کا دل اور دماغ کہا جائے تو حضرت ابو بکر اسلام کا ایمان اور عزم تھے دونوں کی رفاقت اس طرح گزری تھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سر تسلیم خم کر کے

اسے عملی جامہ پہنایا۔ (History of the world)

2- سر ولیم میور

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قلب و ذہن میں شخصی شان و شوکت کا خیال تک نہ تھا۔ حالانکہ وہ شاہانہ اختیارات کے مالک تھے اور کسی کے سامنے جوابدہ نہ تھے۔ انہوں نے اپنی ساری طاقت صرف اور صرف اسلام کی ترقی اور برتری کی کاوشوں میں صرف کی تاکہ ملت اسلامیہ کو فائدہ ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کامیابی کا راز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان و ایقان تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام عمر انہی اصولوں پر کار بند رہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے تھے۔ بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں جو ایمان و عمل میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بالاتر ہو۔ (خلافت کا عروج و زوال)

3- لین پول

ابو بکر رضی اللہ عنہ فیصلہ کرتے وقت متین اور عادل ہوتے تھے وہ دل کے نرم اور کریم النفس تھے اور خدمت اسلام کے بے لاگ جذبہ سے سرشار (سٹڈیز ان اے ماسک)

4- مسٹر سائمن اوکو بے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قد کے دبے پتے گندگی رنگ اور ہلکی داڑھی کے حامل تھے آپ رضی اللہ عنہ داڑھی کو مشرقی انداز پر رنگتے تھے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے رعب وقار اور متانت میں مزید اضافہ ہو جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں کبھی روپیہ جمع نہ کیا ہر جمعہ کی رات کو آپ سب سے پہلے مجاہدین میں مال تقسیم کرتے اور اس کے بعد محتاجوں کی امداد فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نیک چلنی، میانہ روی اور احکام دین میں پابندی اور کسی حالت میں بھی ان کو فراموش نہ کرنا ایک زریں مثال ہے۔

(ہسٹری آف ساؤتھ)

5- ایڈورس گین

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ نہایت پابندی سے حساب کتاب لکھنا تاکہ ان کو پتہ چل سکے کہ ملک و ملت کی خدمت کرتے ہوئے ابو بکر کس قدر امیر یا نادار ہوا ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا وظیفہ صرف تین درم مقرر کیا جس سے اپنی ایک غلام اور ایک اونٹ کی پرورش ہوتی تھی۔

6- ڈاکٹر ویل

حضرت ابو بکر کی نجی زندگی اور عہد حکومت ایسا گزر رہے جس پر انگشت نمائی ناممکن ہے اور وہ بہترین مثال ہے حقیقت یہ ہے کہ ان کے طرز عمل پر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا وصف ان کا اہنی عزم تھا یہ وہ خوبی تھی جس کی بناء پر وہ کامیاب رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان غیر متزلزل تھا۔ اسلام پر آپ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعصب کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ حقیقت میں آپ رضی اللہ عنہ ہی ایسے شخص تھے جو منصب خلافت کے لئے ہر اعتبار سے موزوں تھے۔

7- وان کریم

یونانی اور ایرانی دونوں جنگ کی تیاری کرنے میں بہت ہی سست اور ناکارہ تھے۔ جب کبھی ان دستوں کو جنگ میں شکست ہوتی تو ان کا جمع کرنا ناممکن ہوتا۔ ایسے موقع پر انتشار، گھبراہٹ اور افراتفری کے باعث ان کا جانی اور مالی نقصان دشمن کی غارتگری سے کہیں زیادہ ہوتا تھا۔ اسلامی عساکر کی طاقت کا انحصار ان کی اخلاقی بلندی اور عزم صمیم پر تھا۔ ان کا استقلال جفاکشی ثابت قدمی، قوت برداشت، فوج کی نقل و حرکت بدرجہ کمال تھی یہ سب امیر العساکر کی منصوبہ بندی اور خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ہدایات اور راہنمائی کا کرشمہ تھا۔ (اورینٹ انڈر کیلف)

8- جیرالڈ ڈی گوری:

جب قاتل ارادہ قتل سے آپ ﷺ کے در دولت پر پہنچے تو آپ ﷺ مسلمان اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لے جا چکے تھے۔ آپ ادارہ اسلامی کے پوری طرح مجاز تھے مگر یہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ﷺ اپنے نام کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل کر لیتے اور جب کبھی آپ ﷺ اپنے حکم کی تقویت چاہتے تو یہ طریقہ استعمال کرتے کہ میں ابو بکر، اور عمر.....“ اگست کے آخر میں آپ ﷺ کا وصال اسی نہایت سادہ سی جھونپڑی میں ہوا۔ جس میں آپ اپنی زندگی کا طویل عرصہ گزار چکے تھے۔ آپ ﷺ مدنی خلفاء میں سے پہلے اور آخری خلیفہ ہیں جنہوں نے طبعی وفات پائی۔

9- لاراویکیا ویگلری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے انتہائی قریبی دوست اور معاون حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب ہونے پر خراج عقیدت پیش کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے جانشین خلیفہ بنے اور اس طرح خلافت کی بنیاد پڑی جو ایک ایسا ادارہ تھا کہ جس کی دنیائے اسلام سے باہر کوئی مثال نہیں ملتی اور نہ ہی آئندہ کوئی مثال مل سکے گی۔

10- جے ویل ہاسن

ابو بکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ قابل اعتماد صحابی تھے۔

11- ڈبلیو مانٹ گمری واٹ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے ہی رحم دل اور نیک سیرت تھے قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے جس کا عوام پر بڑا اثر ہوتا۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی کا بیان ہے کہ جب میرے والد کو اطلاع ملی کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ

کے ہمراہ ہونگے۔ تو مارے خوشی کے آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ترقی و اشاعت اسلام کے مقابلے میں دنیا کی کوئی گراں سے گراں چیز بھی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فراخ دلی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہجرت سے پہلے آپ ﷺ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے مگر مدینہ پہنچتے پہنچتے آپ ﷺ کے پاس صرف پانچ درہم رہ گئے تھے اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کے پاس صرف تین درہم تھے۔ (Encyclopaedia)

12۔ ڈاکٹر اندری سروئیر

”بس ابو بکرؓ کی خلافت کا اعلان ہو گیا وہ بے حد سادگی پسند انسان تھے۔ عہدہ اور جاہ و منزلت میں غیر معمولی ترقی ہو جانے کے باوجود آپ ﷺ نے غربت میں زندگی بسر کی جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ورثہ میں پہنے ہوئے کپڑوں کا جوڑا۔ ایک اونٹ اور ایک غلام چھوڑا آپ ﷺ صحیح معنوں میں ایک نیک دل مدنی بزرگ تھے۔“

صدیق اکبر اور انفاق سبیل اللہ

اسلام کے پاکیزہ مشن کی تکمیل کے لئے آپ نے اپنا زندگی بھر کا سرمایہ خالص اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا کے لئے خرچ کر دیا۔ آپ ایک متمول تاجر تھے۔ معاشرہ میں بے حد احترام تھا۔ حضور ﷺ کی بعثت کے وقت آپ ﷺ کی تجارت عروج پر تھی۔ آپ ﷺ اس وقت چالیس ہزار درہم کے مالک تھے مکہ کے تیرہ سالہ قیام کے دوران آپ نے یہ تمام رقم اسلام کی فلاح اور حضور ﷺ کی خدمت میں خرچ کر دی۔ جب آپ ہجرت مدینہ فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے پاس صرف پانچ ہزار درہم باقی تھے۔ آپ ﷺ کے انفاق فی سبیل اللہ پر مختصر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ تاکہ قارئین آپ ﷺ کی سیرت کے اس روشن پہلو سے بھی متعارف ہو سکیں۔

1- غلاموں کی آزادی

بعثت مبارکہ کے بعد اسلام معاشرہ کے مظلوم مفلوک الحال بے بس اور محروم و طبقہ میں بہت تیزی سے پھیلا، ان لوگوں کو دولت ایمان سے ہمکنار ہونے کے بعد تشدد اور جور و جفا کا کوئی ایسا حربہ نہ تھا جس سے دوچار نہ کیا گیا ہو۔ انہیں۔

الف۔ عین دوپہر کے وقت آگ برساتی ہوئی ریٹ پر لٹا دیا جاتا اور سینے پر بھاری پتھر رکھے جاتے۔

ب۔ گلے میں رسی ڈال کر مکہ مکرمہ کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا۔

ج۔ لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا۔

د۔ جب کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کی کھال میں انہیں لپیٹ دیا جاتا۔

ر۔ ڈنڈوں سے پیٹا جاتا۔

س۔ گلا دبا کر رکھا جاتا اور جب موت کا قرب محسوس ہوتا تو چھوڑ دیا

جاتا جو رداستبداد کا کوئی ایسا طریقہ نہ تھا جو اس بے بس مخلوق پر آزما یا نہ گیا ہو قبر و غضب کے طوفانوں میں گھرے ہوئے ان لوگوں کو نہ رات کو چین نہ دن کو سکون میسر تھا۔ ایک پیٹ پیٹ کر تھک جاتا تو دوسرا مشق ستم شروع کر دیتا۔ لیکن جو کچھ بھی ہوا کوئے صداقت کے ان مسافروں کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش نہیں آئی۔

ہر ستم و تشدد کے بعد جب ظالم آقا نہیں کہتا کہ نئے دین کو چھوڑ دو اور اپنے اصل دین پر واپس آ جاؤ تو ان کا جواب ہوتا ”ہمارا رب تو اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہم اپنی جان تو دے سکتے ہیں لیکن دولت ایمان سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔“

2- ایمان و یقین کی ایک مثال

زنیرہ نامی ایک لونڈی پر جب بے پناہ تشدد ہوا تو آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ کفار نے طعنہ زنی کی کہ لات و منات سے منحرف ہونے کے جرم میں ان خداؤں نے تمہاری آنکھیں سلب کر لیں ہیں۔ آپ نے بے مثال جرات ایمان کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا اور لات و منات نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان سب کچھ خالق کائنات کی مرضی پر موقوف ہے۔ اسے یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ میری کھوئی ہوئی بینائی لوٹا دے۔ آپ کے اس جواب پر ظالموں نے ان پر بے پناہ تشدد کیا اسی درد و الم میں اس نے بھرپور اعتماد کے ساتھ اپنے خالق کو پکارا امداد طلب کی اور اسی عالم میں سو گئی صبح اٹھی تو اس کی بینائی بحال تھی، کفار اسے دیکھ کر اپنا سامنہ لے کر رہ گئے، اور کہنے لگے کہ یہ سب کچھ محمد ﷺ کے جادو کا اثر ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درج ذیل غلاموں کو اللہ اور اللہ کے رسول کی رضا کے لئے ان کے مالکوں کو منہ مانگی قیمت دیکر خریدا اور آزاد کر دیا۔

- | | | | |
|------|---------------------------------------|----|-------|
| الف۔ | حضرت بلال <small>رضی اللہ عنہ</small> | ب۔ | زنیرہ |
| ج۔ | ابو بکر | د۔ | لطیفہ |

ر۔ النہد یہ اور ان کی بیٹی

3- مسجد نبوی کے لئے زمین

ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں کو اجتماعی طور پر نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی اشد ضرورت تھی۔ جگہ کی تلاش شروع ہوئی تو ابو ایوب انصاری کے مکان سے متصل زمین کا ایک ٹکڑا قابل فروخت پایا، یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ یہ بچے بنی بخارے تعلق رکھتے تھے ان کی کفالت اسد بن زرارہ کر رہے تھے جب حضور ﷺ نے ان سے اس قطعہ زمین کی خرید کی خواہش کا اظہار فرمایا تو وہ خوشی سے بلا معاوضہ زمین دینے کو تیار ہو گئے لیکن حضور نے زمین کی قیمت پر اصرار فرمایا اور سونے کے دس سکہ اس کی قیمت طے پائی۔ یہ رقم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔

4- غزوہ تبوک کے موقع پر مالی اعانت

یہ زمانہ مسلمانوں پر انتہائی تنگ دستی کا تھا۔ اس دور کی سب سے بڑی فوجی طاقت سے مقابلہ آپڑا تھا، کھجور کی فصل بالکل تیار تھی حالات اس قدر طویل سفر اور اتنی مضبوط فوج سے مقابلہ کرنے کی ہرگز اجازت نہ دیتے تھے لیکن رسول کریم ﷺ نے مقابلہ کا فیصلہ فرمایا اور مسلمانوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ ہر مسلمان ہر چیز سے بے نیاز ہو کر حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تیاری میں مصروف ہو گیا۔ سرور کونین نے جنگ کی ضروریات میں صحابہ کو امداد کرنے کی دعوت دی، ہر فرد نے حسب استطاعت بلکہ طاقت سے بڑھ کر ہی حصہ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے تمام اثاثوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ایک حصہ لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو گھر کا تمام اثاثہ لائے، دیواروں پر بھی ہاتھ مارا کہ کہیں کوئی سوئی دیوار میں ٹانگی ہوئی رہ نہ جائے۔ اپنا پہنا ہوا لباس بھی پیش کر دیا اور جسم کو بورے سے ڈھانپا، اس کی قبائیں سامنے کی طرف بول کے کانٹے لگے ہوئے تھے۔ حضور نے صدیق رضی اللہ عنہ سے

پوچھا ”صدیق گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے“ جواب میں عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کا نام حضور ﷺ نے بے حد خوش ہوئے، عین اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا، اللہ تعالیٰ نے صدیق کو سلام بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ وہ اس حال میں خوش ہیں یا پریشان، حضور نے اپنے یار غار سے پوچھا تو صدیق عرض گزار ہوئے میں اپنے رب پر ناراض کیسے ہو سکتا ہوں میں تو دل و جان سے راضی ہوں۔

عمال خلافت صدیقی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں درج ذیل عہدہ دار اور افسر مختلف ذمہ داریوں کی ادائیگی پر مامور تھے۔

- | | |
|------------------------------------|--|
| بیت المال | 1- حضرت ابو عبیدہ بن الجراح <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| قاضی القضاة | 2- حضرت عمر فاروق <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| محکمہ قضاة کی کتابت اور دفتری امور | 3- حضرت علی <small>رضی اللہ عنہ</small> اور حضرت عثمان غنی <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ مکہ معظمہ کے عامل | 4- حضرت خباب بن اسید <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ طائف کے عامل | 5- حضرت عثمان بن العاص <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ صنعا کے عامل | 6- حضرت مہاجر بن سید <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ حضرموت کے عامل | 7- حضرت زیاد بن لبید <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ خولان کے عامل | 8- حضرت یعلیٰ بن امیہ <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ یمن کے عامل | 9- حضرت ابو موسیٰ اشعری <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ جند کے عامل | 10- معاذ بن جبل <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ بحرین کے عامل | 11- علاء بن حضرمی <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ نجران کے عامل | 12- جیریر بن عبداللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ درفتہ الجندل | 13- عیاض بن غنم <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| صوبہ عراق کے عامل | 14- حضرت ثنی بن حارثہ |
| شام میں سپہ سالاری کے | 15- حضرت یزید بن ابی سفیان <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| فرائض پر مامور تھے۔ | 16- حضرت عمرو بن العاص <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| فرائض پر مامور تھے۔ | 17- حضرت شرجیل بن حسنہ <small>رضی اللہ عنہ</small> |
| سپہ سالار اعظم | 18- حضرت خالد بن ولید <small>رضی اللہ عنہ</small> |

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کرامات

1- ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانا کھلانے کے لئے گھر لے آئے عین اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دربار نبوت کی حاضری کے لئے تشریف لے گئے تو اپنے بیٹے عبد الرحمن کو ہدایت کی کہ مہمانوں کو کھانا کھلا دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو وہاں دیر ہوگی کھانا تیار ہوا تو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کو کھانا تناول فرمانے کا کہا مگر سب نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ جب تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف نہیں لاتے کھانا نہیں کھائینگے۔ آپ تشریف لائے کھانا تقسیم کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوں جوں کھانا تناول فرما رہے تھے کھانے میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے کہ خدا کی قسم جوں جوں ہم لقمہ اٹھاتے تھے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا یہاں تک کہ ہم نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا لیکن جتنا کھانا پہلے تھا اس سے کہیں زیادہ کھانا بچ رہا۔ حضرت ابو بکر اس صورت حال سے مستجب ہوئے اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے زیادہ نظر آتا ہے۔ ”آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بلاشبہ پہلے سے تین گناہ زیادہ ہے“ یہ کھانا دربار رسالت میں بھیجا گیا سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے تناول فرمایا۔

2- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد محترم نے بستر مرگ پر مجھے وصیت فرمائی۔

میری پیاری بیٹی میرے پاس جو کچھ مال تھا وہ آج وارثوں کا ہو چکا ہے۔
میری اولاد میں سے تمہارے دو بھائی عبد الرحمن اور محمد اور تمہاری دو بہنیں ہیں لہذا میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کر کے اپنا حصہ لے لینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میری تو ایک ہی بہن اسماء یہ میری دوسری

بہن کون ہے جس کا آپ ذکر فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے اور وہ تمہاری دوسری بہن ہے۔“

چنانچہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے لطن سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔ اس وصیت میں آپ ﷺ کی دو کرامات موجود ہیں۔ پہلی کرامت یہ ہے کہ وفات سے پہلے آپ ﷺ کو علم ہو گیا تھا کہ میں اس مرض سے انتقال کر جاؤنگا۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ آج میرا مال میرے وارثوں کا ہو چکا ہے۔

دوسری کرامت یہ ثابت ہوتی ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہے آپ ﷺ نے ذکر فرمایا اور لڑکی ہی پیدا ہوئی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص شیخین اپنے آپ کو اہل بیت اطہار کا خادم سمجھتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں آل رسول کی بھرپور عقیدت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بھی یہ عقیدت بدستور قائم رہی۔ وصال رسالت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہایت خوشگوار تعلقات رہے۔ باہمی محبت اور مودت میں وقت گزارا۔ ایک دوسرے پر اعتماد بحال رکھا۔ ان سطور کی توثیق میں چند واقعات سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

1- حضور سرور کائنات نے سیدۃ النساء کا جہیز خرید کرنے کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

2- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدہ النساء کی خواستگاری کی تجویز دی اور اس ضمن میں مالی ضروریات کے لئے اپنی بھرپور اعانت کی پیشکش فرمائی۔ مختلف مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے درج ذیل ارشادات فرمائے۔

3- ”اللہ کے لئے خلافت تھی صدیق اکبر کی بے شک اس نے کجی کو سیدھا کیا، ”فتنوں کو پیچھے کر دیا، خود دنیا سے پاک دامن (کم عیب) رخصت ہوا اور اس کی برائیوں سے پہلے چلا گیا۔“

4- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو سیدنا علی المرتضیٰ نے ان کی تیمارداری کی۔

5- حضرت زین العابدین کا ارشاد گرامی ہے ”جو صدیق کو صدیق نہ سمجھے وہ جھوٹا ہے اور حق تعالیٰ اس کی دارین میں تصدیق نہیں فرمائے گا۔“

6- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن سبا اور اس کے ساتھی شیخین کی برائی میں منہمک ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت مسجد میں جا کر خطبہ دیا اور فرمایا ”کہ میرے

سامنے حضور ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے منتخب کیا فرمایا۔ یاد رکھو! اگر کسی نے مجھ کو سچین سے افضل کہا اس کو حد افتراء کی سزا دوں گا۔

7- حضرت محمد باقر کا ارشاد گرامی ہے۔ ”میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں لیکن ابو بکر ان سے افضل تھے۔“

8- حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف میں جماعت کے ساتھ نمازیں ادا فرمائیں۔

9- مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ”البتہ میں نے آقائے نامدار کے صحابہ کرام کو دیکھا ہے اے میری جماعت تم میں سے کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں بے شک وہ دین کی جنگ کی وجہ سے غبار آلود رہتے تھے۔“

10- حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ ”ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں عادل و منصف تھے۔ اور دونوں حق پر تھے اور حق پران کا انتقال ہو ان پر قیامت تک خدا کی رحمت ہو۔“

مجاہد المومنین میں عبد الجلیل قزوینی لکھتے ہیں کہ بوقت ہجرت حضور ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خدا کے حکم سے ساتھ لیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا جس میں تحریر فرمایا۔

11- ”سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل تھے اسلام میں جیسا کہ آپ کا خیال تھا اور سب سے زیادہ مخلص تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ۔ مجھے اپنی جان کی قسم کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اسلام میں بلند ہے۔ اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اللہ ان پر رحم کرے اور ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے۔“

اقوال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

- 1- گناہ سے توبہ کرنا واجب مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔
- 2- جو امر پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے مگر موت اس سے بھی نزدیک تر
- 3- توبہ بوڑھے سے خوب ہے مگر جوان سے خوب تر ہے
- 4- گناہ جوان کا بھی اگر چہ بد ہے لیکن بوڑھے کا بدتر
- 5- مشغول ہونا ساتھ دنیا کے جاہل کا بد ہے مگر عالم کا بدتر
- 6- تکبر کرنا میروں کا بد ہے مگر غریبوں کا بدتر
- 7- زبان کو شکوہ سے روک خوشی کی زندگانی عطا ہوگی
- 8- اس پر رد جو دن تیری زندگی کا گزر گیا اور اس میں کوئی نیکی نہیں کی
- 9- ہر چیز کے ثواب کا ایک اندازہ ہے سوائے صبر کے کہ وہ بے اندازہ ہے
- 10- شکر گزار مومن عافیت سے زیادہ قریب ہے
- 11- جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس جہاد اکبر ہے
- 12- گفتگو میں اختصار سے کام لو کلام اتنا ہی مفید ہوتا ہے جتنا آسانی سے سنا جاسکے
- 13- علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار فرعون وقارون وغیرہ کی
- 14- صبح خیزی میں مرغ سحر کا سبقت لے جانا تیرے لئے باعث ندامت ہے
- 15- وہ علماء حق تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جائیں اور وہ امراء
- 16- حق تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس جائیں۔
- 17- جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔
- 18- مصیبت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔
- 19- بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے۔

- 20- جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جانے کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے۔
- 21- عمل بغیر علم کی سقیم و بیمار اور علم بغیر عمل کے عقیم و بیکار موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔
- 22- انسان صعیف ہے تعجب ہے کہ وہ کیونکر خدائے قوی و برتر کی نافرمانی کرتا ہے۔
- 23- طالب دین عمل میں زیادتی کرتا ہے اور طالب دنیا علم میں
- 24- شریف جب علم پڑھتا ہے متواضع ہو جاتا ہے اور وضع جب پڑھتا ہے تو متکبر ہو جاتا ہے
- 25- بعد سفر اور قلب زاد راہ سے ڈرتا رہ۔
- 26- جسے رونے کی طاقت نہ ہو وہ رونے والوں پر رحم ہی کیا کرے۔
- 27- ہرگز کوئی شخص موت کی تمنا نہ کریگا سوائے اس کے جس کو اپنے عمل پر وثوق ہوگا۔
- 28- مسئول پر سائل کا حق جواب ہے اور عمدہ جواب حسن اخلاق ہے۔
- 29- اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔ دنیا کو آخرت کے لئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دے۔
- 30- بندے کے اندر جب کسی زینت دنیا سے عجب آجاتا ہے تو اللہ اس کو دشمن رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زینت سے جدا ہو جاتے۔
- 31- وہ لوگ بہتر نہیں جو دنیا کو آخرت کے لئے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بہتر وہ لوگ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں لیتے ہیں۔
- 32- علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری اور بسیار دانی پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت اور ابلہی پیدا کرتی ہے۔
- 33- آنکھ کا شیشہ دل کا دروازہ ہے قلب کی تمام آفتیں اسی کے راستہ سے آتی ہیں اور شہوت و لذت پیدا ہوتی ہے آنکھ بند کر لے تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائیگا۔
- 34- بد بخت وہ ہے جو خود تو مر جائے مگر اس کا گناہ نہ مرے یعنی کوئی بری بات جاری کر جائے

عہد صدیق کا مختصر جائزہ

ولادت: آپ ﷺ کی ولادت 572ء میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

اسم گرامی: ولادت کے وقت گھر والوں نے آپ ﷺ کا نام عبدالکعبہ رکھا لیکن قبول اسلام کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے آپ ﷺ کو عبداللہ کے اسم گرامی سے نوازا۔
والدین: والد کا اسم گرامی عثمان بن عامر تھا اور ابو قحافہ کی کنیت سے معروف تھے والدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ نخر تھا۔

سلسلہ نسب: آپ قریش کے قبیلہ سے تھے اور چھٹی پشت پر آپ ﷺ کا سلسلہ نسبت حضور ﷺ سے جا کر مل جاتا ہے۔
کنیت: ابو بکر آپ ﷺ کی کنیت تھی۔

لقب: صدیق اور عتیق آپ کا القاب تھے۔

عہد طفلی: آپ ﷺ کو بچپن ہی سے ہوں۔ شراب لہو و لعب سے نفرت تھی۔

ایام جوانی: آپ ﷺ کا شباب عہد جاہلیت میں گزرا، عرب اس وقت ہر قسم کی برائیوں کا مرکز تھا لیکن ماشاء اللہ آپ ﷺ کسی برائی کی طرف راغب نہ ہوئے۔

قبول اسلام 610ء: آپ نے 38 سال کی عمر میں حضور کے پیش کرنے پر فوراً بلا تردد اسلام قبول کر لیا۔ مردوں میں آپ کو سب سے پہلے ایمان لانے کا اعزاز حاصل ہے۔

بیوی کو طلاق 611ء: جب آپ خود اسلام لا چکے تو اپنی بیوی قتیلہ کے سامنے اسلام پیش کیا لیکن وہ ایمان نہ لائیں جس پر آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔

ہجرت حبشہ 611ء: آپ ﷺ نے حضور ﷺ کی اجازت سے ہجرت حبشہ کا قصد کیا لیکن راستہ ہی سے انہیں قارہ کاریمس ابن الدغنے اپنی پناہ دیکر واپس لے آیا۔

ہجرت مدینہ 622ء: آپ نے حضور ﷺ حضور سرور کونین کی معیت میں مکہ سے

ہجرت کی اور تین دن غار ثور میں قیام کے بعد آپ ﷺ حضور علیہ السلام کے ہمراہ مدینہ پہنچ گئے۔

حضرت عبداللہ اور حضرت اسماء کی خدمات: غار ثور میں قیام کے دوران خانوادہ صدیقی کا ہر فرد کسی نہ کسی طرح حضور علیہ السلام کی خدمت میں مصروف رہا اور فدائیت کا وہ نمونہ دیا جس کی مثال نہیں ملتی۔

انتظامات ایزدی: کفار کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے غار ثور کے قیام کے دوران خالق کائنات نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے تحفظ میں ایسے انتظامات فرمائے کہ کفار غار کے سامنے جا کر بھی واپس چلے گئے۔

مدینہ منورہ میں ورود: آپ ﷺ حضور علیہ السلام کے ہمراہ مدینہ پاک پہنچے تو سب سے پہلے قبا کے مقام پر حضور علیہ السلام نے ایک مسجد تعمیر فرمائی۔

غزوات میں شمولیت: آپ ﷺ نے اپنے آقا و مولا کے دوش بدوش ہر غزوہ میں شمولیت اختیار فرمائی اور اپنی شجاعت و بسالت کے جوہر دکھائے۔

پہلا حج: 9ھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کا حکم ملنے پر پہلا حج آپ ﷺ کی امارت میں پڑھا گیا۔

امامت کا حکم 11ھ: حضور علیہ السلام کی طبیعت جب زیادہ خراب ہوئی اور آپ ﷺ کے لئے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا ممکن نہ رہا تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے حضور علیہ السلام کی حیات میں 17 نمازیں پڑھائیں۔

حضور علیہ السلام کا وصال: 11ھ بمطابق 632ء آپ ﷺ خالق حقیقی سے جا ملے اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق کا بطور خلیفہ انتخاب عمل میں لایا گیا۔

ارادہ کی پختگی: آپ ﷺ نہایت پختہ ارادہ کے مالک تھے خصوصاً تھے۔

لشکر اسامہ کی روانگی 11ھ: آپ ﷺ کو اکثر مقتدر صحابہ رسول پاک میں

آپ ﷺ اپنے موقف سے ذرا بھی ہلنے کو تیار نہ بہ کرام نے متعدد بار عرض کیا کہ اول تو لشکر اسامہ ﷺ کو ان حالات میں روانہ ہی نہ کیا جائے اور اگر آپ اس کی روانگی ضروری سمجھتے ہیں تو حضرت اسامہ ﷺ کی بجائے لشکر کو کسی کہنہ مشق سالار کی سرکردگی میں بھیجا جائے مگر آپ کا ایک ہی جواب تھا کہ جو فیصلہ میرے آقا و مولا کر گئے ہیں میں اس میں تبدیلی لانے والا کون ہوتا ہوں۔

فتنہ ارتداد 11ھ: حضور ﷺ کی وفات کے بعد کچھ لوگوں نے دین اسلام ترک کیا تو آپ نے نہایت استقامت اور حوصلہ سے اپنوں کو دلا سادے کر سمجھایا غیروں سے سختی سے نمٹنے کا عزم رکھا آخر اس فتنہ کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

منکرین زکوٰۃ 11 تا 12ھ: مسلمانوں کے ایک گروہ نے اعلان کر دیا کہ ہم باقی تمام تعلیمات پر کاربند رہیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے آپ نے ان سے جہاد کیا اور یہ سب راہ راست پر آ گئے۔

جھوٹے مدعیان نبوت 11 تا 12ھ: حضور ﷺ کے وصال کے بعد قبائل کے سرداروں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ جنہیں آپ ﷺ نے سختی سے کچل دیا اور یہ فتنہ اپنی موت مر گیا۔

ایران پر حملہ: آپ ﷺ نے ان فتنوں کے اختتام پر حضرت خالد بن ولید کو ایران پر حملہ آور ہونے کے لئے بھیجا، جنہوں نے عراق اور ایران کو فتح کر کے اسلامی ملکوں میں شامل کر دیا۔

رومیوں پر حملہ: 13ھ آپ ﷺ نے رومیوں پر حملہ کے لئے چار سالاروں کی زیرکمان اسلامی لشکر بھیجا جنہوں نے دو لاکھ چالیس ہزار رومیوں کے لشکر کو شکست فاش دے دی۔ حضرت ابو بکر کا وصال: آپ ﷺ نے 22 جمادی الثانی 13ھ بروز دوشنبہ 63 برس کی عمر میں وصال فرمایا اور روضہ رسول کریم ﷺ میں دفن ہوئے۔

حضرت صدیق اکبر کی حیات طیبہ کے

معروف واقعات

سن عیسوی کے آئینے میں

مکہ مکرمہ میں	572ء	ولادت باسعادت
مکہ مکرمہ	610ء	قبول اسلام
مکہ مکرمہ	611ء	بیوی کو طلاق
مکہ مکرمہ	611ء	ہجرت حبشہ
۹ھ بمطابق		پہلاج
	632ء	امامت کا حکم
	632ء	حضور کا وصال
	632ء	خلافت کے لئے انتخاب
	632ء	لشکر اسامہ کی روانگی
	632-633ء	فتنہ ارتداد
	632-633ء	منکرین زکوٰۃ
	632-633ء	جھوٹے مدعیان نبوت
	633ء	ایران پر حملہ
	634ء	رومیوں پر حملہ
	634ء	آپ رضی اللہ کاہ سال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

خلیفہ دوم

آپ رضی اللہ عنہ ہیں فاروق اعظم بالیقین
ان کا جرات میں کوئی ثانی نہیں
مانگ کر حق سے لیا تھا آپ کو
یہ مراد مصطفیٰ ہیں فخر دین
وسعت اسلام میں ان کی مثال
مل نہیں سکتی زمانے میں کہیں

پروفیسر ایف آئی رشک

خليفة دوم حضرت عمر فاروق رضي الله عنه

اس قدر اسلام میں عالی ہے منصب آپ کا مانگ کر رب العلاء سے لائے ان کو مصطفیٰ آپ کے آنے نے جذبوں میں اجالا کر دیا مرتبہ اسلام کا ہر سو دوبالا کر دیا آپ کو حق نے دیا تھا اس قدر عالی مقام سرور کونین خود کرتے تھے بے حد احترام مشورہ سرکار کو تھا آپ رضي الله عنه نے جو بھی دیا حق نے اس کے عین حق میں فیصلہ فرما دیا سرور کونین کے دل میں تھی عزت آپ کی اس حقیقت سے عیاں ہوتی ہے عظمت آپ کی اک دفعہ اصحاب میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمانے لگے عظمت فاروق رضي الله عنه کا احساس دلوانے لگے بعد میرے بھی نبوت حق عطا کرتا اگر منتخب اس کے لئے ہوتا فقط نام عمر رضي الله عنه پر مال و دولت کی پچھاور آپ رضي الله عنه نے اسلام پر زندگی قربان کر دی تھی خدا کے نام پر آپ جب بھی نکلتے تھے جنگ کے میدان میں زلزلہ ہوتا تھا طاری کفر کے ایوان میں ہر کسی کو کر دیا آگاہ حق کے نام سے سارے عالم کو شناسا کر دیا اسلام سے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

1- ولادت باسعادت 582ء

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد بروز دو شنبہ ماہ جمادی الاول اس پہاڑ پر ہوئی جو مکہ مکرمہ کے جنوب میں واقع ہے۔ آپ اشراف قریش میں سے تھے جاہلیت کے دور میں مکہ کی سفارت آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان سے منسوب و مخصوص تھی۔ جب کبھی دوسرے قبائل یا دیگر ممالک سے جنگ کی صورت حال پیدا ہوئی اور فریق ثانی کے پاس سفارت بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تو اس مقصد کے لئے صرف اور صرف آپ رضی اللہ عنہ ہی کے خاندان کے بزرگوں کا انتخاب عمل میں لایا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے مشہور قبیلہ بنو عدی سے تھا۔ سلسلہ نسب یوں تھا۔

2- نسب مبارک

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح، بن عبداللہ بن قرط، بن زراح عدی، بن کعب لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر ملقب بہ قریش آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب کعب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام بنت ہاشم بن مغیرہ تھا۔ بعض کے مطابق بنت ہشام بن مغیرہ ہے۔

3- نام و لقب

آپ رضی اللہ عنہ کا نام و کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے۔ فاروق کے معنی حق و باطل ہیں بہت جلد فرق محسوس کر جانے والا کے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیک و بد میں امتیاز کی بے پناہ صلاحیت دی تھی۔

4- پیشہ

لڑکپن میں آپ اونٹ چرایا کرتے تھے جو ان ہونے کے بعد نسب دانی، سپہ

گری، شہسواری اور پہلوانی کی تعلیم حاصل کی اور اس میں وہ کمال حاصل کیا کہ کوئی پہلوان آپ ﷺ سے مقابلہ کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے تجارت کا پیشہ اپنایا جو کہ اسلام لانے کے بعد تک جاری رہا۔

5- آپ کے مسلمان ہونے کی دعا:

ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کی تھی ”الہی!“ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے جس کو تو چاہے ایمان کی دولت سے سرفراز فرماتا کہ اسلام کو تقویت ملے۔“ دراصل آپ ﷺ کی نظر حقیقت شناس سے پہلے سے ہی دیکھ لیا تھا کہ فاروق اعظم کے ذریعہ سے اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا۔ ”یا محمد ﷺ اہل آسمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی مبارک باد دیتے ہیں“ آپ ﷺ کے اسلام لانے پر کفار نے کہا کہ ”مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لے لیا ہے۔“

قبول اسلام (۶ بعثت نبوی):

اسلام کے ابتدائی دنوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے سخت خلاف تھے۔ آپ ﷺ مسلمانوں پر بے پناہ تشدد کرتے۔ آپ ﷺ کے بہنوئی اور ہمیشہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صورت حال سے بے خبر تھے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ انتہائی درجہ کی سختیوں کے باوجود اسلام کی ترقی سے سخت گھبرائے اور تلوار ہاتھ میں لے کر یہ اعلان کر دیا کہ آج میں اس مرکز ہی کو ختم کر دیتا ہوں جس نے ہم سب سرداران قریش کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ آپ ﷺ غصے میں پھرے ہوئے دارار قم کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ ﷺ کو اپنے بہنوئی اور ہمیشہ کے ایمان لانے کا علم ہوا تو سیدھے ان کے گھر گئے اور اس وقت قرآن پاک کی سورہ طہ کی تلاوت کر

رہے تھے۔ لیکن جو نبی عمر رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا آپ رضی اللہ عنہ کی بہن نے قرآن کے اوراق چھپا دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کیا تم لوگ واقعی مسلمان ہو چکے ہو۔ وہ دونوں خاموش رہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بہنوئی کو پیٹنا شروع کر دیا، بہن آڑے آئی تو انہیں بھی مارنا شروع کر دیا، بہن نے چلا کر کہا ”عمر! تو جو کچھ چاہے کر ہم بے شک مسلمان ہو چکے ہیں اور اب جان تو دے سکتے ہیں لیکن اسلام نہیں چھوڑ سکتے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سکتے ہیں آگئے۔ بہن کے اس عزم صمیم کا آپ رضی اللہ عنہ کے دل پر گہرا اثر ہوا، برادر نہ شفقت جوش میں آئی کہنے لگے وہ مجھے بھی دکھاؤ جو تم پڑھ رہی تھیں۔ حضرت فاطمہ نے قرآنی اوراق نکال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تو پڑھ کر آپ وجد میں آگئے اور بے اختیار پکارا اٹھے۔ ”واقعی یہ کسی بندے کا کلام نہیں ہو سکتا“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے سیدھے دار ارقم آئے۔ دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا کون ہے؟۔ ”جواب ملا“ عمر صحابہ ٹھٹک گئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا، عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور سیدھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھ لیا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبده و الرسولہ مسلمانوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ”اللہ اکبر“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت پینتیس برس تھی اور اعلان نبوت ہوئے چھ سال گزر چکے تھے۔ اس حوالے سے آپ کو مراد نبی کہتے تھے۔ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کرام مریدان نبی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

6- اسلام کی تقویت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے اسلام کو بے حد تقویت ملی اس سے قبل مسلمان کعبۃ اللہ کے پاس کھلے بندوں نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص لطف و کرم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دولت ایمان سے سرفراز فرمایا تو اسلام کو

غلبہ نصیب ہوا۔ اس کی تبلیغ اعلانیہ شروع ہو گئی۔ مسلمان حلقہ باندھ کر کعبہ کے ارد گرد بیٹھنے لگے اور کعبۃ اللہ کا طواف کیا جانے لگا۔ پہلی دفعہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور سے کعبہ میں سر عام نماز پڑھ سکنے کی اجازت چاہی۔ اور آپ نے اجازت فرمادی تو کعبۃ اللہ میں پہنچ کر اذان دی گئی۔ موذن نے اذان بڑی دھیمی سی اور کپکپاتی ہوئی آواز میں ادا کی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حوصلہ دیا اس منظر کو ایک شاعر نے یوں رقم کیا ہے۔

جس روز آپ داخل دین متین ہوئے کعبہ میں جمع بہر نماز اہل دیں ہوئے
آہستہ سے ازاں جو کہی خوشمگس ہوئے فرمایا ”کیا مشرف دیں ہم نہیں ہوئے“
نام خدا و نام نبی لو پکار کے.....

اب تم کو کس کا ڈر ہے اذان دو پکار کے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کے لئے ایک فتح مبین تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ہیبت و جلالت سے صرف مکہ کے مشرکین ہی خائف نہ تھے بلکہ خود شیطان مردود بھی آپ رضی اللہ عنہ سے خائف رہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ترجمہ ”اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ شیطان جس راہ پر آپ کو گزرتے ہوئے پاتا ہے وہ اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے اور کسی دوسری راہ پر چلنے لگ جاتا ہے (بخاری شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اسلام ہمیشہ غلبہ اور عزت ہی پاتا گیا گویا آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح مبین تھی۔“

7- ہجرت مدینہ (13 بعثت نبوی)

کفار کی سختیوں کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ جوں جوں اسلام ترقی کر رہا تھا۔ قریش کا تشدد بڑھتا جا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی

طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ مسلمان کافروں کے خوف سے چھپ چھپا کر مکہ چھوڑنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک روایت کے مطابق تین اور دوسری روایت کے حوالہ سے ایک ساتھی کو ساتھ لے کر اعلانیہ طور پر مکہ مکرمہ سے نکلے خانہ کعبہ کے طواف کے بعد خانہ کعبہ میں منعقدہ قریش کی ایک ایک محفل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اعلان فرمایا کہ ”عمر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر رہا ہے جس کی جرات ہے اس وادی سے پار آ کر مجھے روکے“ اس واضح اعلان کے باوجود کسی قریشی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ ان کے سد راہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے تک قباء ہی میں قیام کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبا پہنچے تو ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی تعمیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شامل رہے اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔

8- غزوات میں شمولیت

قبول اسلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک تقریباً ہر اہم واقعہ اور معرکہ حق و باطل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شامل رہے۔ بالخصوص غزوات میں آپ نے پورے جوش ایمانی کے ساتھ حصہ لیا اور جذبہ ایمانی کا مظاہرہ فرمایا۔

8- غزوہ بدر (2ھ)

یہ حق و باطل کا اولین معرکہ تھا اسلام کے مستقبل کا فیصلہ بہت کچھ اس معرکہ کے نتائج سے وابستہ تھا تمام صحابہ کرام نے انتہائی بے سرو سامانی کے عالم میں اس معرکہ میں شمولیت کی۔ دشمن ہر قسم کے سامان حرب سے لیس تھا۔ اور اگر یہاں کچھ وافر مقدار میں تھا تو وہ اسلام پر مر مٹنے کا جذبہ اور جوش ایمان کا مظاہرہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بھر پور قوت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے حقیقی ماموں جو کہ کفر کی حالت میں قریش کی طرف سے جنگ میں شامل تھے کا سرتن سے جدا کر دیا۔ یہ حقیقت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت شاہد ہے کہ اسلام کے ضمن میں انہوں نے قرابت یا رشتہ داری کا اثر

کہیں نہیں لیا۔ غزوہ بدر کے اختتام پر جنگی قیدیوں کے بارے میں فیصلہ کے لئے حضور ﷺ نے جو مجلس مشاورت بلائی تھی اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی رائے کی توثیق اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور ہدیہ وصول کر کے قیدیوں کو رہا کر دینے کے عمل پر نا پسندیدگی کا اظہار فرمایا گیا۔

9- غزوہ احد (3ھ)

آپ ﷺ نے غزوہ احد میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ درہ والوں کی غلطی سے جب صورت حال مخدوش ہوئی تو مسلمان مایوس ہوئے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ کفار نے حضور ﷺ کی شہادت کی بے بنیاد خبر پھیلا دی۔ جس سے مسلمان مضطرب ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان ہی پریشان حال لوگوں میں شامل تھے کہ یہ اعلان ہوا ”حضور ﷺ بفضل تعالیٰ زندہ سلامت ہیں“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی انتہائی سرعت اور استقامت سے حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور کفار کے ساتھ قتال میں مصروف ہو گئے۔ کفار کا دباؤ کم ہوا تو آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کو پہاڑی کے اوپر ایک محفوظ مقام پر لے گئے۔

10- صلح حدیبیہ (6ھ)

حضور ﷺ ایک خواب کے تناظر میں عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تھے، حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو قریش مکہ مزاحم ہوئے آپ ﷺ نے بذریعہ سفارت قریش مکہ کو یقین دہانی کرائی کہ ہمارا ارادہ صرف اور صرف عمرہ کا ہے لیکن کفار کسی طرح عمرہ کی اجازت دینے پر رضامند نہ ہوئے اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ حضور ﷺ نے سفارت کے طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا۔ ان کی واپسی میں غیر معمولی تاخیر ہوئی تو یہ خبر گشت کرنے لگی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش نے شہید کر دیا۔ آپ ﷺ کا انتقام لینے کیلئے حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی۔ جسے قرآن مقدس میں بیعت رضوان سے موسوم فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام

میں اس بیعت میں شامل ہونے والوں سے اپنی رضا کا اظہار فرمایا ہے۔ حضرت
 عمران رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل تھے۔ بعد میں مصالحت کی صورت پیدا ہوئی تو ایک
 صلح نامہ تحریر ہوا۔ جس کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف نظر آتی تھیں جن سے آگاہ
 ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کو اسلام کے وقار کے منافی سمجھا اور سخت اضطراب کا
 شکار ہو گئے۔ جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تشویش کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 انہیں سمجھایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے رہنمائی کی تو آپ اپنی سوچ پر سخت نادم ہوئے
 آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں نے اس روز جو غلطی کی تھی اس کے خوف سے میں
 نے بہت سے اعمال کئے برابر صدقات و خیرات کرتا رہا۔ روزے رکھتا رہا، توبہ کرتا رہا
 اور اس روز کی لغزش کی معافی کے لئے کئی سے غلام آزاد کئے یہاں تک کہ مجھے خیر کی
 امید ہو گئی۔

11- فتح مکہ (8ھ)

ہجرت کے آٹھ سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کی عہد شکنی پر دس ہزار
 قدسیوں کا ایک لشکر جرار لیکر مکہ کی طرف یلغار فرمائی اور مکہ کے قریب جا کر پڑاؤ کیا
 پہرہ داری کے فرائض حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سونپے گئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان
 مسلمانوں کی فوجی حیثیت کا جائزہ لینے کے لئے گھوڑے پر سوار مسلمانوں کے لشکر کے
 قریب آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے قتل کی اجازت لینے کے
 لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں ابوسفیان کو پناہ دے چکا ہوں۔ اس طرح سے
 ابوسفیان کی جان تو بچ گئی لیکن وہ مسلمانوں سے اس قدر مرعوب ہوا کہ ان سے جنگ
 کا ارادہ ملتوی کر دیا اور ان کی اطاعت قبول کر لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم فاتح کی
 حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔

12- عورتوں سے بیعت (8ھ)

جب قریش کے مردوزن جوق در جوق ایمان لانے کے لئے حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے کوہ صفا پر قیام فرمایا۔ مردوں کو حضور ﷺ خود بیعت فرماتے اور عورتوں کی بیعت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا جو کہ کوہ صفا پر ہی حضور ﷺ کے قریب لیکن آپ سے نیچے بیٹھ کر اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

13- غزوہ تبوک (9ھ)

حضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ قیصر روم مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر رہا ہے تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ خود آگے بڑھ کر قیصر روم کا مقابلہ کیا جائے یہ وہ وقت تھا کہ کھجور کی فصل تیار تھی۔ مسلمانوں میں عسرت اور تنگدستی کا عالم تھا کسی بھی صورت میں مسلمان کسی جنگ کے متحمل نہ ہو سکتے تھے لیکن حضور ﷺ کے پر حکمت فیصلوں کے سامنے اور حضور ﷺ کے فرمان پر ہر مسلمان کا سر خم تھا۔ جنگ کی تیاری شروع کر دی گئی ہر مسلمان نے اپنی طاقت کے مطابق اس جنگ کے لئے دل کھول کر چندہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے سامان کے دو حصے کر دیئے ایک حصہ گھر میں رکھا اور ایک حصہ لا کر حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔

14- اذان کا اجراء

مسجد نبوی کی تعمیر مکمل ہوئی جس میں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل رہے۔ نمازیوں کی تعداد بھی بڑھ گئی تو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے نمازیوں کو بلانے کا مسئلہ درپیش آیا۔ حضور ﷺ نے اس ضمن میں مشاورت فرمائی مختلف آراء سامنے آئیں لیکن آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا انہوں نے رائے دی تھی کہ کسی بلند مقام پر کھڑے ہو کر جماعت کے لئے نمازیوں کو بلایا جائے۔ یہ ایک ایسا طریقہ تھا جو اس سے قبل کسی مذہب کے

مقلدین میں مروج نہ تھا اور حضور ﷺ اسی قسم کا منفرد سا اسلوب چاہتے تھے۔ اس روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی جس نے دو سبز چادریں پہن رکھی ہیں اپنے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے ناقوس طلب فرمایا اور بتایا کہ نمازیوں کو بلانے کے لئے ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نمازیوں کو نماز کے لئے بلانے کا میں اس سے بہتر طریقہ آپ کو بتاتا ہوں چنانچہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو موجودہ اذان کے کلمات سکھائے اسی رات کو بالکل یہی خواب ایک مقتدر صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔ دونوں نے اپنے اپنے خواب حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور یہ اذان حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جاری کرنے کا حکم دیا۔

15- مواخات مدینہ

ہجرت مدینہ پر انصار بھائیوں نے اپنے مہاجر بھائیوں سے جس قدر تعاون اور ایثار سے کام لیا اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ حضور ﷺ نے ان کے اس رشتہ کو زیادہ مقدس بنانے اور قرب عطا کرنے کے لئے ان میں رشتہ اخوت و مودت قائم کیا جسے تاریخ اسلام میں ”مواخات مدینہ“ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس میں طرفین کے رتبہ، حیثیت اور فرق مراتب کا خاص خیال رکھا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جن سے بھائی کا رشتہ بنا وہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ تھے جو کہ اپنے قبیلہ بنی سالم کے سردار تھے۔

16- قبیلہ ہواذن کا حملہ (8ھ)

فتح مکہ کے بعد واپسی پر مکہ سے بھاگتے ہوئے قبیلہ ہواذن کے لوگ اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ چونکہ بالکل غیر متوقع تھا اس لئے مسلمان جم کر مقابلہ نہ کر سکے۔ اور منتشر ہونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہایت استقلال اور جرات کا ثبوت دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ذرا بھرنے گہرائے ثابت قدمی سے اپنی جگہ پر ڈٹے

رہے اور مسلمانوں کو احساس دلا کرواپس بلا تے رہے۔ آپ ﷺ کی یہ کوشش نہایت کامیاب رہی۔ مسلمانوں میں جوش اور جذبہ پیدا ہوا اور وہ واپس لوٹے، ڈٹ کر لڑے اور ہواذن کے بھگوڑوں کو میدان سے بھگا دیا۔

17- حضور ﷺ کا وصال (11ھ)

حضور ﷺ نے دو ہفتہ کی علالت کے بعد وصال فرمایا۔ آپ ﷺ کی وفات حسرت آفات کے المناک حادثہ سے حضرت عمر پر بے حد جذباتی دباؤ پڑا آپ نے حضور ﷺ کی وفات ہی سے انکار کر دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں اگر کسی نے آپ ﷺ کی وفات کا اعلان کیا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو از خود رفتہ دیکھا تو انہیں خاموش رہنے کی تاکید فرمائی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار نہ کی تو حضرت ابو بکر صدیق نے مسجد نبوی میں جہاں کہ تمام صحابہ جمع تھے ایک طرف کھڑے ہو کر تقریر کرنا شروع کر دی آپ ﷺ کے ارشادات سن کر حضرت عمر فاروق خاموش ہو گئے۔

18- سقیفہ بنی ساعدہ کا بحران (11ھ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقریر کے دوران آپ کو اطلاع ملی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہیں اور خلیفہ کا انتخاب کر رہے ہیں یہ ایک ایسا موضوع تھا کہ ایک لمحہ کا تفاعل مسلمانوں کو ایک بڑے المیہ اور بحران سے دوچار کر سکتا تھا۔ آپ فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند دیگر مقتدر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیکر وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ انصار حضرت سعد بن عبادہ کو خلیفہ چن رہے ہیں۔ آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ آپ اس موقع پر موجود تھے جب کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ امراء قریش میں سے ہونگے اور وزراء انصار میں سے چنے جائینگے۔ یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو بکر! تم نے سچ کہا چنانچہ تم امراء اور

ہم تمہارے وزراء ہونگے۔ اس موقع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ بس پھر کیا تھا بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مقتدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کر لی تو پھر عوام الناس جو ق در جو ق بیعت کرنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بروقت اس اقدام نے مسلمانوں کو ایک بہت بڑے فتنہ اور نہ ختم ہونے والے انتشار سے بچا لیا۔

19- خلافت صدیقی (11ھ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت بہت مختصر رہی۔ اس دوران بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے ایک مشیر خاص کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور تمام انتظامی امور میں ان کا ہاتھ بٹایا، جب صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کوئی بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو احترام کے تناظر سے نہ کہہ سکتے تو اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی ترجمانی کرتے ہوئے خلیفہ المسلمین کو ان کے جذبات سے آگاہ کرتے اس صورتحال کی جھلک اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی اور منکرین زکوٰۃ کے سد باب کے ضمن میں ہمیں تاریخ کے صفحات میں نظر آتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کئی حیثیتوں سے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے وہ ایک منجھے ہوئے قانون دان بھی تھے۔ خلیفہ کے وزیر اعلیٰ اور مشیر خاص بھی۔

20- فاروق اعظم کا عہد خلافت ۱۳ھ تا ۲۴ھ بمطابق ۶۳۲ء تا ۶۴۵ء

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے مسند خلافت سنبھالی۔ بیعت مکمل ہو چکی تو آپ نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

عرب کی مثال ایک اونٹ کی سی ہے جو اپنے ساربان کا مطیع ہو۔ اس کے رہنما کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ وہ اسے کہاں لے جا رہا ہے۔ میں رب کعبہ کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ تم کو سیدھے راستے پر لے جاؤنگا۔“ ہر اعتبار سے دور فاروقی اسلامی

تاریخ کا سنہری دور سمجھا جاتا ہے۔ خصوصاً آپ کی فتوحات کی نظیر کسی عظیم فاتح کے دور حکومت میں بھی نہیں ملتی۔ اس لئے یہ حقیقت ہے کہ تاریخ عالم میں آپ ﷺ کے پائے کا کوئی فاتح نظر نہیں آتا۔

21- عراقی فتوحات (13ھ)

اس علاقہ کی فتوحات کا سلسلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شروع ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اس علاقہ پر توجہ مرکوز کی آپ نے نمارق اور سقاٹیہ پر حملہ آور ہو کر عراقی فوجوں کو شکست دی اور یہ علاقے فتح کر لئے پھر مروجہ پر حملہ آور ہونے کی لشکر کو اجازت ملی۔ مسلمانوں اور عراقی لشکر کے درمیان دریائے فرات بہ رہا تھا۔ سپہ سالار ابو عبید نے جذبات میں آ کر فوج کو دریا پار کرنے کا حکم دیا جو کہ جنگی مصلحتوں کے منافی تھا چنانچہ اس جنگ میں مسلمانوں کا غیر معمولی جانی نقصان ہوا اور میدان بھی ایرانیوں کے ہاتھ رہا۔ اس شکست کی تلافی کے طور پر مسلمانوں نے اپنی بھرپور کوشش و کاوش سے بویب کے مقام پر عراقی لشکر سے مقابلہ کیا۔ عراقیوں کی تعداد بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ خون ریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ اس شکست نے ایران کو ہلا کر رکھ دیا۔ اور انہوں نے ایک نئے جوش اور ولولہ سے حملہ آور ہو کر عراق کے کئی علاقہ جات مسلمانوں سے آزاد کرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صورت حال سے آگاہ ہوئے تو ایک لشکر جزائر ترتیب دیا۔ اور قادسیہ کی طرف پیش رفت کے احکام جاری فرمائے۔

22- جنگ قادسیہ (14ھ)

شروع میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بذات خود لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی لیکن صحابہ کرام کے پر زور اصرار پر سعد بن ابی وقاص کو سالار لشکر بنا دیا گیا اسلامی لشکر نے کونہ سے تین میل کے فاصلہ پر قیام کیا لیکن خلیفہ المسلمین کے حکم پر قادسیہ کے مقام پر

لشکر کو لایا گیا اور چودہ افراد پر مشتمل ایک سفارت شاہ ایران کے پاس بھیجی جو کہ ناکام رہی۔ پزد گرد نے بڑی رعونت سے سفارت کے مطالبات کا مذاق اڑایا اور رستم کی سپہ سالاری میں ایک لاکھ تیس ہزار جنگجووں پر مشتمل ایک لشکر جرار مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے بھیج دیا جس نے قادسیہ کے مقام پر مسلمانوں کے لشکر کے سامنے جا کر ڈیرے ڈال دیئے۔ جنگی رسم و رواج کے مطابق پہلے انفرادی جنگ کا آغاز ہوا اور پھر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ اسلامی لشکر کو امداد پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے تین روز کی گھمسان جنگ کے بعد مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ رستم مارا گیا چھ ہزار مسلمانوں نے شہادت پائی کفار اس تعداد سے چار گناہ زیادہ واصل جہنم ہوئے۔

23- مدائن کی فتح

قادسیہ کی کامیابی نے مدائن کی فتح کی راہ ہموار کر دی۔ اسلامی لشکر قادسیہ سے نکل کر مدائن میں آ کر خیمہ زن ہو گیا اس مقام پر کسریٰ نے ایک بڑا شیر پال رکھا تھا جو شہر کی حفاظت کرتا تھا مسلمان مجاہد جب یہاں پہنچے تو شیر کو کھول دیا گیا شیر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تو ہر اول دستہ کے سردار ہاشم نے اس صفائی سے اس پر حملہ کیا کہ شیر کا سر اڑا دیا۔ شیر کے مرنے سے شہر میں مزاحمت نہ ہونے کے برابر رہ گئی اور مسلمانوں نے بغیر کسی مزاحمت کے شہر پر قبضہ کر لیا اب دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایرانی فوجوں سے ٹڈ بھيڑ ہونا تھی اسلامی لشکر جب دجلہ کے کنارے پر پہنچا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا اللہ کا نام لے کر دریا میں اتار دیا تمام لشکریوں نے تقلید کی اللہ تعالیٰ کی لطف و عطا سے یہ لشکر صحیح و سالم دجلہ کے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا لیکن ایرانی لشکر مسلمانوں کے دریا عبور کرنے کے انداز سے اس قدر مرعوب اور پس ہمت ہوا کہ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے مسلمانوں کا ایران پر قبضہ ہوا اور بے انداز مال غنیمت ہاتھ آیا۔

24- جنگ جلولہ (16ھ)

شکست خورہ ایرانی جلولہ کے مقام پر اکٹھے ہوئے اور فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دربار خلافت کے حکم کے مطابق ہاشم بن عتبہ کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ ایرانی بھاگ نکلے۔ اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ ایرانی مارے گئے اور بے بہا مال و دولت مسلمانوں کے قبضہ میں آئی۔ مفتوحہ علاقہ کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ان پر عمال مقرر کر دیئے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے کوفہ اور بصرہ کے شہر آباد کئے گئے اور سرحدوں پر فوجی چھاونیاں قائم کی گئیں۔

25- دمشق کی فتح (14ھ)

دمشق کا محاصرہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کیا جا چکا تھا لیکن یہ شہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس کا محاصرہ کیا عیسائی قلعہ بند ہو گئے باہر سے سخت ناکہ بندی کر دی گئی ایک رات کو شہر میں کوئی ایک تقریب تھی جس میں مرغن کھانے، شراب کے جام اور حسینان دمشق کے رقص کا اہتمام تھا۔ اہل قلعہ اس میں مصروف تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ خندق عبور کی اور اس کے ذریعے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر دروازہ پر متعین دربانوں کو قتل کیا۔ اور دروازہ کھول دیا۔ عین اسی وقت قلعہ کے دوسرے دروازے پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان سے صلح کر چکے تھے اور انہیں پناہ دی جا چکی تھی۔ انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔

26-

فحل کی فتح ۱۴ ہجری بمطابق ۶۳۵ء

ضلع اردن میں فحل نامی ایک مقام پر قیصر کا مقرر کردہ سپہ سالار چالیس ہزار کی

سپاہ لیکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے آیا۔ اس نے قریب کی نہریں توڑ کر سیلاب کی صورت پیدا کر دی تاکہ مسلمان اس سے گھبرا کر ارادہ جنگ سے باز رہیں لیکن مجاہدین نے اس کی پرواہ نہ کی جب اس نے دیکھا کہ مسلمان تو ہر صورت میں جنگ کے لئے تیار ہیں تو اس نے صلح کے لئے مسلمانوں سے نمائندے بھیجنے کو کہا لیکن سفارت ناکام رہی چنانچہ میدان کارزار گرم ہو اورومی بڑی ثابت قدمی سے لڑے لیکن مسلمانوں کے جوش ایمانی کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور شکست کھائی۔ اس فتح کے بعد ضلع اردن کے تمام شہر آسانی سے مسلمانوں نے فتح کر لیے۔

27- حمص کی فتح ۱۲ ہجری بمطابق ۶۳۵ء

فحل کی فتح کے بعد اسلامی فوجیں حمص کی طرف بڑھیں وہاں رومی فوجیں جمع ہو چکی تھیں جب اسلامی لشکر وہاں پہنچا تو اہل حمص قلعہ بند ہو گئے ان کا خیال تھا کہ مسلمان سردی کی شدت کا سامنا نہیں کر سکیں گے اور خود بخود بیزار ہو کر محاصرہ اٹھا لینگے اس دوران قیصر کی بھیجی ہوئی امدادی فوج ان کی مدد کو پہنچ جائے گی لیکن ان کی دونوں توقعات پوری نہ ہوئیں۔ مسلمان سپاہ نے سردی کی پرواہ نہ کی اور ان کی فوج کو مسلمانوں نے راستہ میں روک لیا۔ اس طرح سے مایوس ہو کر اہل حمص نے صلح کی درخواست کی جو کہ منظور کر لی گئی۔

28- جنگ یرموک ۱۵ ہجری بمطابق ۶۳۶ء

مسلمانوں کی مسلسل کامیابیوں سے قیصر کو سخت فکر لاحق ہوئی اور اس نے زور شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ یہ خبر مسلمانوں کے لئے بہت پریشان کن تھی کیونکہ اسلامی سپاہ منتشر تھی اسلامی سپاہ کو اکٹھا کیا گیا اسی دوران دو لاکھ رومی افواج ہرموک کے مقام پر پہنچ گئی۔ باہان ان کا سپہ سالار تھا اسلامی فوج رومی فوج کے سامنے گئی باہان نے مشاورت کر کے پہلے تو مسلمانوں کو کچھ لالچ

دلا کرواپس بھیج دینے کا فیصلہ کیا لیکن اپنے منصوبہ میں ناکام رہا کیونکہ مسلمانوں نے ان کی ہر پیشکش ٹھکرا دی اور اپنے موقف پر قائم رہے۔ آخر ایک دن ایسا طلوع ہوا کہ پینتیس ہزار کلمہ گو دو لاکھ کفار سے ٹکرائے گئے گھمسان کارن پڑا فریقین جان توڑ کر لڑے مسلمانوں نے اسلام پر جانثاری کے وہ نمونے دیئے کہ تاریخ میں ان کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ مجاہد صفوں میں گھس جاتے اور کشتوں کے پشے لگا دیتے اللہ کے فضل و کرم سے اس جنگ میں مسلمانوں کو ایک عظیم الشان اور فیصلہ کن فتح نصیب ہوئی جس نے شام کی قسمت کا فیصلہ سنا دیا۔ اور قیصر کو شام کے لئے الواو اع کے الفاظ کہنا پڑے اس شاندار فتح کے بعد یرموک کے گرد و نواح کے علاقے قنسرین، حلب، انطاکیہ اور بغراس وغیرہ نہایت آسانی سے فتح ہو گئے۔

29- بیت المقدس کی فتح 16 ہجری تا 637ء

جنگ یرموک کے بعد عیسائیوں کے حوصلے پست ہو گئے اس لئے جب عمرو عاص رضی اللہ عنہ نے فلسطین کا محاصرہ کیا تو عیسائی صلح کے لئے تیار نظر آئے اور استدعا کی کہ آپ اپنے خلیفہ کو بلائیں ہم ان کی موجودگی میں ایک معاہدہ تحریر کرنا چاہتے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا یا گیا اور آپ کی موجودگی میں صلح نامہ تحریر ہوا عیسائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی خداترسی، مساوات اور دین داری سے بے حد متاثر ہوئے۔

30- 16ھ کو جزیرہ فتح ہوا۔

31- 17ھ مصر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا۔

32- 18ھ میں عمرو اس کی دبانے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

33- 19ھ میں قیسا دیہ فتح ہوا

34- 20ھ میں مصر فتح کیا گیا

35- 21ھ نہاوند پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا اور سکندر یہ فتح کیا گیا۔

36- 22-23 ھ: مختلف علاقوں میں سالار بھیج کر عام یلغار کی گئی جس کے تحت آذربائیجان، رے، طبرستان، آرمینیا، سیستان، مکران، خراساں کے شہروں نے اطاعت قبول کر لی۔

37- فتوحات عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر نے دس سال چھ ماہ اور چار دن خلافت کی اس مدت میں کی جانے والی فتوحات غیر معمولی تھی آپ کی سلطنت مکہ معظمہ کی جانب شمال 1036 میل جانب مشرق 1087 میل جانب جنوب 483 میل اور جانب غرب سمندر تک تھی اگر آپ کی مدت خلافت کی فتوحات کی فی یوم اوسط نکالی جائے تو 351 میل روزانہ کا علاقہ بنتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا جائزہ لینے کے بعد زبان پر بے اختیار یہ جملہ آتا ہے کہ تاریخ میں کوئی شخص فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پایہ کفایت نہیں ہوا۔

38- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ ھ

مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ایک ذاتی غلام ابولولو فیروز تھا وہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شکایت لے کر آیا کہ اس کا مالک اس سے محصول زیادہ وصول کرتا ہے امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تحقیق کی تو اس کی شکایت غلط ثابت ہوئی آپ رضی اللہ عنہ نے اسے طلب فرما کر سمجھایا کہ تمہاری آمدنی کے حوالے سے یہ محصول کوئی زیادہ نہیں ہے دوسرے روز اس شقی القلب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے دودھاری خنجر سے حملہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے گرتے ہی دریافت فرمایا ”مجھ پر کس نے حملہ کیا ہے“ جب آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بتایا گیا کہ حملہ کرنے والا کافر ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے حملہ کے تیسرے روز 23 ذی الحجہ ۲۷ بروز شنبہ بوقت شام اللہ کو پیارے ہوئے ”ان اللہ وان الیہ راجعون“

آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق صہیب رضی اللہ عنہ نے نمازہ جنازہ پڑھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے میت قبر میں اتاری۔ مورخ متفق ہیں کہ آپ ﷺ کی خلافت کا زمانہ تاریخ اسلام کا سنہری زمانہ تھا۔

ازواج و اولاد

آپ ﷺ کی ازواج و اولاد کی تفصیل یوں ہے۔

نمبر شمار	زوجہ محترمہ	اولاد
1-	زینب بنت مظعون	عبداللہ، عبدالرحمن، اکبر، حضرت حفصہؓ
2-	ملیکہ بنت جبرول الخزاعی	عبید اللہ (اسلام نہ لائی اور طلاق ہو گئی)
3-	قریبہ بنت ابی حنیئہ	اولاد نہ تھی اسلام نہ لائیں اور طلاق ہو گئی۔
4-	جمیلہ بنت عاصم	عاصم، طلاق ہو گئی
5-	ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب	(رقیہ، زید مجیر، تاحیات ساتھ رہیں)

غذا اور لباس

آپ ﷺ کے دسترخوان پر ان چھٹے آٹے کی روٹی اور روغن زیتون کے بغیر دیگر اشیاء کم ہی ہوتی تھیں۔ آٹا کبھی گھیوں کا اور کبھی جو کا میسر آتا تھا کبھی کبھار ترکاری، سرکہ، دودھ اور گوشت بھی کھانے میں شامل ہوتا تھا۔

لباس

لباس میں کوئی تکلف روانہ رکھتے تھے۔ ہمیشہ موٹا کپڑا استعمال فرماتے۔ اکثر کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے۔

فتح بیت المقدس کے وقت آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی قمیض میں ستر پیوند تھے جن میں سے کئی ایک پیوند چمڑے کے بھی تھے۔

حلیہ مبارک

آپ ﷺ کا قد دراز، جسم فرہ، رنگ گندمی، آنکھیں سرخ، داڑھی گھنی اور موچھیں لمبی تھی۔ آپ اس قدر بار رعب آدمی تھے کہ بڑے بڑے بادشاہ آپ ﷺ کے نام سے ہی تھراتے تھے۔

خصوصی فضائل

- 1- آپ ﷺ کو شاہ سواری میں وہ کمال حاصل تھا کہ جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ آپ ﷺ دوڑتے ہوئے گھوڑے پر اچھل کر سوار ہو جاتے تھے اور اس طرح جم کر بیٹھتے کہ بدن کو حرکت تک نہ ہوتی۔
- 2- حضور ﷺ کی بعثت مبارک کے وقت قریش میں صرف سترہ آدمی پڑھے لکھے جن میں سے ایک آپ ﷺ تھے۔
- 3- آپ ﷺ کا شمار اسلام میں سبقت کرنے والوں اور عشرہ مبشرہ میں ہوتا تھا۔
- 4- آپ ﷺ سے 1539 حدیث مقدسہ مروی ہیں۔ جن کو مقتدر صحابہ ﷺ نے روایت کیا ہے۔

فاروق اعظم کا نظام حکومت

فاروق اعظم ﷺ نے مقبوضہ اور مفتوحہ علاقوں کا نظام حکومت مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے سلطنت کو مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر صوبہ کا نگران دالی کہلاتا تھا اور صوبہ بھر کے جملہ امور کا نگران اور ہر امر کے لئے خلیفۃ المسلمین ﷺ کے سامنے جواب دہ ہوتا جب حضرت عمر ﷺ کسی صوبہ کا دالی کسی کو مقرر کرتے تو اسے درج ذیل امور کی تعمیل کی بطور خاص تاکید فرماتے۔

- 1- ترگی گھوڑے پر سوار نہ ہونا 2- باریک کپڑے نہ پہننا
- 3- چھنا ہوا آٹا نہ کھانا 4- دروازے پر دربان نہ بٹھانا

5۔ ایام حج میں مکہ مکرمہ میں موجود رہنا۔

مملکت کی صوبوں میں تقسیم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نوشیروانی صوبوں کو معمولی سے تغیر و تبدل کے ساتھ بحال رکھا اور باقی مملکت کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کر دیا جو کہ درج ذیل تھے۔

نوشیروان کے وقت چار صوبے، عراق، خراساں، آذربائیجان، فارس تھے باقی مملکت کے آٹھ صوبے، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین۔

بعد میں انتظامی تقاضوں کے حوالہ سے مصر اور فلسطین کے ہر صوبہ کو دو دو صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

صوبوں کا عمل

ہر صوبہ کا انتظام و انصرام مستحکم رکھنے کے لئے درج ذیل افسران کا تقرر عمل میں لایا جاتا تھا۔ (1) دالی، صوبہ کانگران اعلیٰ (2) کاتب یعنی میرنشی (3) کاتب دیوان یعنی فوج کا میرنشی (4) صاحب الخراج یعنی کلکٹر (5) صاحب احداث، پولیس کا اعلیٰ افسر (6) صاحب بیت المال افسر خزانہ یعنی بیت المال کا انچارج (7) قاضی، عدل و انصاف کا افسر

حاکم صوبہ کے تمام عملہ کا تقرر امیر المومنین خود کرتے تھے تاکہ معیاری لوگ ان ذمہ داریوں پر لگائے جاسکیں۔

انتظامی امور کے سلسلہ کی کڑیاں

1- شعبہ زراعت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں زراعت نے بہت ترقی کی اور مال گزاری سے مسلمانوں کی معیشت پر نہایت خوشگوار اثر پڑا، ملکیت زمین کا پرانا قانون یہ تھا کہ عوام اور رعایا کو زمین کی ملکیت کا کوئی حق نہ تھا کچھ زمین فوجی افسران کے نام کچھ حکومت کے قبضہ میں کچھ گرجوں اور کلیساؤں کو وقف ہوئی تھی رعایا کو زمین خرید سکنے کا حق بھی نہ تھا یہ لوگ صرف کاشتکاری کیا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں میں تمام زمین عوام الناس کو منتقل کر دی اور جو کوئی زمین کاشت کر رہا ہے اس کو حقوق ملکیت دے دیئے گئے۔ مسلمانوں پر بذریعہ قانون پابندی لگادی گئی کہ وہ زمین کا ایک انچ بھی نہ خرید سکتے ہیں نہ کاشت کر سکتے ہیں اس قانون پر سختی سے عمل ہوا۔

زراعت کی ترقی کے لئے محکمہ آبپاشی قائم کیا گیا جس کے زیر انتظام نئی نہریں تیار ہوئیں۔ بنجر زمین آباد کی گئی افتادہ زمین کو اس شرط پر لوگوں کی ملکیت میں دے دیا گیا کہ وہ تین سال میں اسے آباد کریں۔ اس طریقہ سے تمام افتادہ زمین ملک بھر میں آباد ہوگئی اور ان دونوں قسم کی عشری اور خراجی زمینوں سے سلطنت کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

2- صیغہ عدالت

اسلامی حکومت میں اس شعبہ کا اجراء بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اس شعبہ کا تعلق انتظامی شعبہ سے کچھ نہ تھا اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا کوئی دباؤ تھا ان سطور سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے عدالتیں ہوتی ہی نہیں تھیں۔ عدل

وانصاف پہلے بھی ہوتا تھا لیکن یہ کام مملکت کے انتظامی افسران انجام دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی زمانہ میں انصاف اسی طرح انتظامی افسران کے ذریعے ہی انجام پاتا رہا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد میں اس کو الگ ایک محکمہ کی حیثیت سے متعارف کرایا تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔ قضاء کے اصول و آئین مرتب کئے اور تاکید کی گئی کہ مقدمات میں اول قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کیا جائے قرآن میں متعلقہ صورت موجود نہ ہو تو حدیث اور حدیث میں بھی نہ ہو تو اجماع رائے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو خود اجتہاد کے ذریعے فیصلہ کیا جائے۔ قضا کا انتخاب اگرچہ اپنے اپنے ضلع اور صوبہ میں والیاں کرتے تھے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے تقرر میں خاص نگاہ رکھتے تھے، تقرر سے قبل ان کی علمیت، تجربہ، دینی خدمات کا جائزہ لیا جاتا تھا۔

3- محکمہ پولیس

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پولیس کے محکمہ کا اجراء فرمایا اور اس کے سربراہ کا نام صاحب الاحداث رکھا پولیس ضابطہ تیار کیا گیا۔ پولیس کے زیر نگرانی احتساب کا ایک مستقل صیغہ کام کرنے لگ گیا۔ جیل خانے بنا دیئے گئے جہاں مجرموں کو رکھا جانے لگا عوام کا امن و امان قانون کا احترام اور مجرموں کو سزا دلانے کے امور پولیس کو تفویض تھے۔

4- بیت المال

یہ شعبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی جاری کردہ ہے۔ اس سے اسلامی مملکت کی ہر قسم کی آمدن موقع ہی پر عوام میں تقسیم کر دی جاتی تھی بیت المال کا ایک مکان تھا مگر اس میں رقم نہیں ہوتی تھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بیت المال سے کل ایک درہم نکلا۔ جیسا کہ عرض کیا گیا خلیفہ وقت ہر آمدن کو موقع پر ہی مستحقین میں تقسیم کر دیتے تھے۔

باقاعدہ اور معنوی طور پر بیت المال کا اجراء 15ھ میں ہوا اس کا چارج عبداللہ بن رضی اللہ عنہ رقم کو دیا گیا جو نہایت قابل اور دیانت دار صحابی تھے۔

دار الخلافہ کے علاوہ تمام صوبہ جات میں بیت المال متعارف کرایا گیا۔ بیت المال کی کئی عمارتیں تعمیر کی گئیں اور کوشش کی گئی کہ یہ عمارتیں مساجد کے ساتھ متصل ہوں تاکہ بیت المال کا تحفظ برقرار رہے۔ بعد میں جب بیت المال میں لاکھوں درہم رہنے لگے تو اس کی عمارت کے دروازہ پر باقاعدہ محافظ تعینات ہوئے مملکت کی تمام تر آمدن پہلے بیت المال میں جاتی اور پھر وہاں سے تمام مصارف کے لئے رقوم حاصل کی جاتی تھیں۔

15- فوج

پرانے نظام کے مطابق حکومتیں فوج کی سردردی اپنے سر نہیں لیتی تھیں وہ لوگوں کو جاگیریں دیتیں اور ان کو فوج رکھنے کا پابند کرتیں جو کہ حسب ضرورت حکومت طلب کرتی اور کام میں لاتی تھی اس نظام کا روشن پہلو یہ تھا کہ حکومتیں فوج کے مصارف سے بچی رہتیں۔ لیکن تاریک پہلو یہ تھا کہ جب کوئی اقدام ان جاگیرداروں کے مفاد کے خلاف حکومت کرتی تو یہ لوگ بغاوت کر دیتے اور اسی فوج کو حکومت کے خلاف استعمال کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 15ھ کو باقاعدہ فوج کا اجراء کیا ان کا پروگرام یہ تھا کہ ہر مسلمان فوج کا سپاہی ہو اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی تمام مسلمانوں کے مردوزن کی فہرستیں حضور ﷺ سے قرابت کے تناظر سے تیار کرائیں اور ان کے وظائف مقرر کئے یہ وظائف تنخواہ کی صورت میں دیئے جانے لگے اور ہر فرد فوج کا سپاہی ہوا بعد میں ان درج رجسٹر افراد کے دو گروپ بنا دیئے گئے ایک گروپ وہ تھا جو ہر وقت جنگی مہمات میں مصروف رہتا اور دوسرا ان لوگوں پر مشتمل تھا جو عملاً تو اپنے گھروں میں رہتے لیکن ضرورت کے وقت طلب کئے جاتے پہلا گروپ

ملک کی باقاعدہ فوج کے زمرہ میں آتا تھا۔

اس نظام کو منظم اور مستحکم کرنے کے لئے ملک کو چند فوجی مراکز میں تقسیم کیا گیا قابل ذکر مراکز یہ تھے۔ دمشق، فلسطین، اردن، بصرہ اور کوفہ ان فوجی صدر مقامات پر جو انتظامات کئے گئے وہ یہ تھے۔

(الف) فوج کی رہائش کے لئے عمارات تعمیر کی گئیں۔

(ب) ہر صدر مقام پر گھوڑوں کے اصطلبل بنائے گئے جہاں چار چار ہزار گھوڑے بمعہ جملہ سامان سے لیس ہر وقت تیار رہتے تھے۔

(د) فوج کے متعلق ریکارڈ رکھنے کے لئے صدر دفتر بنائے گئے۔

(ر) رسد اور سامان خورد و نوش کا شاک کیا جانے لگا۔

(س) ہر سال تیس ہزار نئی فوج تیار کی جانے لگی۔

(ش) تنخواہیں باقاعدگی سے دی جانے لگیں اور فوج کی خوراک کے ساتھ ساتھ کپڑا اور بھتہ بھی دیا جاتا۔

(م) فوج اگر کوچ پر ہوتی تو ہمیشہ جمعہ کا دن آرام کیلئے دیا جاتا۔

(ل) دور دراز کے علاقوں میں متعین فوجیوں کو سال میں ایک دفعہ ضرور رخصت پر بھیجا جاتا تھا۔

(و) فوج کے لئے مخصوص یونیفارم مقرر کی گئی تھی۔

(ہ) خبر رسائی، جاسوسی اور پرچہ نویسی کا معقول انتظام کیا گیا تھا جن کے ذریعے دشمنوں کی فوجوں کے حالات بھی معلوم ہوتے اور پرچہ نویس فوج کی ایک ایک بات کی اطلاع امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو بہم پہنچاتے تھے۔

تجاویز عمر رضی اللہ عنہ کو شرف قبولیت

جب بھی مسلمانوں پر کوئی مشکل وقت آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاورت کے

لئے مسلمانوں کو اکٹھا کیا تو اکثر اوقات ایسا ہوا کہ جو رائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے اتفاق فرمایا اور قرآن مقدس نے بھی اسی رائے کی تصدیق و تائید فرمائی۔ کلام الہی میں تقریباً ستائیس احکامات ایسے ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی تصدیق و تائید میں جاری ہوئے۔ ان احکامات قرآنی سے خدائے قدوس کی بارگاہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت کی نشاندہی ہوتی ہے۔ قارئین کے ملاحظہ کے لئے ایسے چند ایک احکامات سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

(الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں امہات المؤمنین کے پردہ کی تجویز پیش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز کو پسند فرمایا تو خالق کائنات نے بذریعہ وحی تمام مسلمان عورتوں کے لئے پردہ کے احکام نافذ فرمادیئے اور ارشاد ربانی ہوا۔

ترجمہ: ”جب تم امہات المؤمنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔“ (22 پ ع 4)

(ب) ابو جہل اور اس کے ساتھی جنگ کے لئے بدر کے میدان میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جنگ لڑنے کے بارے میں مشاورت کی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ ہم جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے اور نہ ہی ہمارے پاس حسب ضرورت اسلحہ ہے نیز ہماری تعداد بھی زیادہ نہیں اس لئے فی الحال ہمیں جنگ سے گریز کرنا چاہیے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا جس کی سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصدیق فرمائی اور قرآن مقدس کی آیت مقدسہ نازل ہوگئی۔

ترجمہ: ”اے محبوب! تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ بدر کی طرف برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا“ (9 پ رکوع 15)

(ج) ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جل جبرائیل فرشتے کا

ذکر تمہارے نبی ﷺ کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جو انبیاء اور ملائکہ کو دشمن سمجھتا ہے وہ کافر ہے اور اللہ دشمن ہے کافروں کا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان نازل ہوا جو کہ لفظ بلفظ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی تصدیق و تائید تھی۔

(د) ایک یہودی اور ایک مسلمان کا آپس میں کوئی جھگڑا تھا۔ یہودی اپنا فیصلہ حضور کے پاس لے آیا آپ ﷺ نے فیصلہ فرما دیا۔ یہ فیصلہ مقدمہ کے حوالہ سے یہودی کے حق میں جاتا تھا۔ مسلمان نے یہودی سے کہا کہ مجھے اس فیصلہ سے اتفاق نہیں۔ چلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کراتے ہیں۔ دونوں اشخاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور صورت حال واضح کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے فیصلہ پر آپ لوگ اگر مجھ ہی سے فیصلہ کرانا چاہتے ہیں تو میں فیصلہ کئے دیتا ہوں آپ ذرا انتظار کریں آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے۔ سنگی تلوار ساتھ لائے اور اس اسلام کے دعویدار کا سرتن سے جدا کر دیا اور فرمایا کہ حضور ﷺ کے فیصلہ سے منحرف ہونے والے کا فیصلہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی ہے۔ اس کے فوراً بعد قرآن مقدس کی آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: ”اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ لوگ مسلمان نہیں ہونگے جب تک اپنے جھگڑوں میں تمہیں حکم تسلیم نہ کر لیں اور پھر جو کچھ تم حکم صادر فرما دو اپنے دلوں میں اس کے لئے رکاوٹ نہ پائیں بلکہ اسے دل سے مان لیں“ (5 پ ع 6)

(ر) غزوہ بدر کے قیدی جب مدینہ منورہ لائے گئے تو ان سے کئے جانے والے سلوک کے ضمن میں حضور ﷺ نے مقتدر صحابہ سے مشاورت فرمائی بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان اسیران بدر کو فدیہ کی ادائیگی پر چھوڑ دئے جانے کا مشورہ دیا جس پر عمل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشورہ کے حق میں نہ تھے آپ ﷺ نے اسیران

بدر کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا آپ کے مشورہ کی تائید میں سورہ انفال کی آیت مقدسہ نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

ترجمہ: ”اسیران بدر کو چھوڑ دینے کا فیصلہ مسحسن نہ تھا۔

بہ الفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز کی توثیق فرمادی۔

(س) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجنے کی تجویز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جسے کہ شرف قبولیت سے نوازا گیا۔

(ش) موجودہ مروجہ اذان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز کے حوالے سے جاری ہوئی۔

(ل) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زیارت کعبہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجویز

پیش کی کہ مسلمان اپنے ہتھیار اپنے ساتھ لے جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اتفاق فرمایا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زہد و قناعت اور سادگی

آپ رضی اللہ عنہ کے زہد و قناعت کے معیار کو کوئی اپنا نہ سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس قدر وسیع و عریض سلطنت کے فرمانروائیں اور لباس میں پیوند در پیوند لگے ہوئے ہیں۔ کبھی مسجد کی سیڑھیوں میں سو جاتے ہیں تو کبھی ریت پر استراحت فرما رہے ہوتے ہیں۔ کبھی ستوا اور کبھی کھجور کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور فاتحوں پر بھی بالکل مطمئن نظر آتے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں اچھی خوراک اور اچھا لباس استعمال کرنے کی درخواست کرتی ہیں تو جواب ملتا ہے اے بنت عمر! تم خوب جانتی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلیفہ اول نے کس قدر سادہ اور پر تناعت زندگی گزاری۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ یہی زندگی اپنا کر ان کے عظیم نقوش حیات پر چلوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہی انداز حیات دیکھ کر بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہ

اور سفراءِ نگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔

ایک دفعہ ایک روسی سفیر مدینہ منورہ میں آیا اور کسی سے پوچھا کہ تمہارے شہنشاہ کا محل کدھر ہے اس نے جواب دیا کہ ہمارے ہاں نہ کوئی شہنشاہ ہوتا ہے اور نہ کوئی محل۔ البتہ ایک خادم ضرور ہے جسے ہم خلیفہ کہتے ہیں اور وہ گلی میں گارا اٹھا رہے ہیں۔ سفیر نے وہاں جا کر دریافت کیا تو پتہ چلا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ ایک دیوار کے سائے میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں۔ سفیر ان کے قریب گیا اور یوں گویا ہوا کیا یہ وہی انسان ہے جس کی ہیبت سے دنیا کے شہنشاہوں کی نیندیں اڑ چکی ہیں۔ خلیفہ وقت سے یوں مخاطب ہوا۔

اے عمر رضی اللہ عنہ! تم نے انصاف کیا تو تمہیں گرم ریت پر بھی نیند آگئی۔ ہمارے بادشاہوں نے ظلم کیا جس پر انہیں سنگین حصاروں کے اندر سمور و کجواب کے بستروں پر بھی نیند نہیں آتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور سے عقیدت

تاریخ کا دامن ایسے ہزاروں واقعات سے بھرا پڑا ہے جن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت جھلکتی ہے جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا اشارہ تک بھی کیا یا کسی کی گفتگو میں سرور کونین کی شان اقدس میں گستاخی کا ایک خفی سا پہلو بھی پایا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً گستاخ رسول کا سر قلم کرنے کے لئے تلوار میان سے نکال لی شہت از خروار کے طور پر ایسے واقعات میں سے چند ایک سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

(الف) غزوہ بنو مصطلق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگلی فوج کے سردار تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے جنگ کے دوران عبداللہ بن ابی منافق اعظم نے انصار اور مہاجرین کو آپس میں لڑانے کی کوشش کی اور انصار کو شہ دیکر کہا کہ جنگ کے بعد یہ

لوگ جب مدینہ منورہ واپس پہنچ جائیں تو ان کے سب سے زیادہ عزیز کو ذلیل کیا جائے گا اس کا یہ اشارہ حضور ﷺ کی ذات مستودہ صفات کی طرف تھا۔ اس بات کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہیں اس قدر غصہ آیا کہ اس منافق کو قتل کر دینے کی اجازت حضور ﷺ سے چاہی لیکن حضور ﷺ نے لطف و کرم کی بناء پر منع فرما دیا۔

(ب) صلح حدیبیہ کی شرائط سے بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان مرعوب ہو کر قریش کے حق میں شرائط منظور کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی خیال کیا اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں جو ایسی شرائط پر صلح فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”بے شک میں اللہ کا سچا نبی ہوں“ چونکہ اس کا حکم یہی ہے اس لئے ان شرائط پر صلح منظور کر رہا ہوں۔ یہ سن کر آپ مطمئن ہو گئے اور عہد نامہ پر دستخط کر دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف یہ سوال کرنے پر اس قدر پچھتائے کہ ساری عمر اپنے اس عمل پر نادم رہے۔ اور اس کو اپنی گستاخی سمجھ کر کفارہ کے طور پر کئی غلام آزاد کئے روزے رکھے اور صدقات دیئے۔

(ج) غزوہ حنین کا مال تقسیم ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے قریش کی توقعات سے زیادہ انہیں سامان مرحمت فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ”اے محمد ﷺ! انصاف کرو“ حضور ﷺ کے چہرہ اطہر پر غیض و غصہ کے آثار نمایاں ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ اس کا سر قلم کر دے جس نے آپ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کیا ہے لیکن حضور ﷺ نے رحمت اللعالمین کے ناطے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت نہ دی۔ ایسے موقع پر سیخ پا ہو جانا اور گستاخان رسول ﷺ کو قتل کرنے پر تیار ہو جانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے بے پناہ عقیدت کی دلیل ہے۔

(د) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھت پر ایک پرنا لہ تھا۔ ایک روز حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نئے کپڑے پہن کر مسجد کو جا رہے تھے۔ اتفاق سے اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر دو مرغ ذبح کئے جا رہے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر نالے کے قریب سے گزرے تو مرغوں کا خون اس پر نالے سے ٹپکا اور اس کے قطرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر پڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر نالے کو اکھیڑ دینے کا حکم صادر فرمایا اور لوگوں نے فوراً اس پر نالے کو اکھیڑ دیا۔

آپ رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے۔ دوسرے کپڑے پہنے اور واپس مسجد میں تشریف لے گئے ادائے نماز کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا امیر المؤمنین! خدا کی قسم اس پر نالے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر پریشان ہو گئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا اے عباس! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اپنے پیر میرے کندھے پر رکھ کر اس پر نالے کو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا اسی جگہ پر لگا دو۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا کر دیا۔

دیکھئے اس مثال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت و احترام کا احوال کس قدر واضح ہے۔

(ر) آپ کے فرزند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آئے۔ حسنین کریمین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس وقت کاروبار خلافت میں مصروف تھے۔ اس لئے اپنے فرزند کو اجازت نہ دی وہ لوٹ گئے تو ان کے ساتھ ہی دونوں شہزادے بھی چلے گئے جب آپ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو فوراً سارے کام چھوڑ دیئے اور انہیں واپس بلایا اور پوچھا۔

”آپ واپس کیوں چلے گئے تھے“

انہوں نے جواب دیا

”جب آپ نے بھائی عبداللہ کو اجازت نہ دی تو ہم نے کاروبار خلافت میں
مخل ہونا مناسب نہ سمجھا“

آپ ﷺ نے کہا ”خلافت کا یہ تاج آپ ہی کی بدولت اس سر کی زینت ہے
آپ جب چاہیں تشریف لے آیا کریں۔“

(س) مدینہ منورہ میں ایک عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی زمین کی روئیدگی متاثر ہوئی تو
قحط کی صورت حال پیدا ہونے لگی آپ ﷺ نے حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ
کو آگے کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

”اے اللہ! ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے تھے تو باران رحمت
عطا فرما دیا کرتا تھا اب ہم تیرے پیارے نبی ﷺ کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ
ہمیں بارش عطا فرما“ دعا ختم ہوئی تو کچھ دیر بعد اللہ تعالیٰ نے خوب بارش برسا دی۔

(ش) ایک دفعہ یمن سے کچھ چادریں آئیں جو کہ نہایت قیمتی اور خوبصورت تھیں۔
اتفاق ایسا ہوا کہ چادریں تقسیم ہو گئیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو نہ ملیں۔ آپ ﷺ نے

یمن سے مزید چادریں منگوانے کا فوراً بندوبست کیا۔ جب یہ خوبصورت چادریں
دونوں شہزادوں نے اوڑھیں تو تب آپ کو چین آیا اس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا
ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں حضور ﷺ کے اہل بیت کے لئے بے پناہ عزت و

عقیدت اور محبت و احترام اور بھرپور خیر سگالی کے جذبات تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے آقا کی نظر میں

مومنین مہاجرین، مجاہدین اور شہداء کی تعریف و توصیف میں قرآن مقدس کی
سینکڑوں آیات مقدسہ موجود ہیں ان ارشادات ایزدی کا معتد بہ حصہ حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ضمن میں پایا جاتا ہے آپ اسلام کے ہر نشیب و فراز میں
سینہ سپر رہے اور اسلام ہی کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ بارگاہ رب العلاء میں پیش کر

دیا۔ قادر مطلق نے اپنے فرامین عالیشان میں ان عظیم ہستیوں ہی کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

”اولئک ہم المؤمنین“ (یہی سچے لوگ مومن ہیں) یا جنہیں رب ذوالجلال سے یہ اعزاز ملا۔ ”لقد رضی اللہ عن المؤمنین“ ان کی عظمت کے بیان میں مزید کسی دلیل و حجت کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ درج ذیل سطور میں حضور ﷺ سرور کائنات کے ان ارشادات عالیہ کو سپرد قلم کیا جا رہا ہے۔ جو آپ کی زبان حق ترجمان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں ارشاد فرمائے تاکہ اس امر کی وضاحت ہو جائے کہ اپنے غلام کے بارے میں شفیق آقا کی رائے کیا تھی اور آپ ﷺ کو اپنے شاگرد رشید پر کس قدر فخر و ناز تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات والا صفات کے بارے میں اگر کسی کو خالق کائنات کے ان ارشادات عظیم سے اختلاف ہو اور محبوب کائنات کے ان ارشادات سے بھی اتفاق نہ ہو تو اسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ اور اس کے پیارے حبیب کو بھی ایسے شقی القلب اور نافرمان و گستاخ کی کوئی ضرورت نہیں اور اس کی تنقید و ہرزہ سرائی سے اس مشہور و معروف ضرب المثل کے تناظر میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت اور مقام میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ مثل مشہور ہے کہ ”چاند پر تھوکنے سے چاند کی لطیف روشنی اور تازگی و شادابی پر کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ تھوک خود تھوکنے والے کے منہ پر آگرتی ہے۔“ بالکل اسی مثل کے مصداق فاروق اعظم جیسی عظیم ہستیوں پر تنقید کرنے والا خود ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں جاگرتا ہے ان ہستیوں کی عظمتوں میں اس کی گستاخی کوئی کمی نہیں لاسکتی۔ مومنین کی تقویت ایمان کے لئے اپنے پیارے دوست عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے کریم آقا کے چند ارشادات عالیہ سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جب کبھی حضور ﷺ عمر ابن الخطاب یا ابو جہل بن شام کو دیکھتے تو اپنے مولا کریم کے حضور دعا فرماتے۔

(1) ترجمہ۔ ”اے اللہ دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے اپنے دین کو قوت عطا فرما“ (طبقات ابن سعد)

(2) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بارگاہ رب ذوالجلال میں التجا کی۔ ترجمہ اے اللہ اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ سے عزت عطا فرما“ (مستدرک)

حضور ﷺ کی دعا منظور ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لانے کی نیت سے دار ارقم کے دروازہ پر آ پہنچے حضور ﷺ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے پھر اپنا دامن بارگاہ رب ذوالجلال میں دراز فرمایا۔

(3) ترجمہ: ”الہی یہ عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر کھڑا ہے میرے مالک عمر کو شرف بہ اسلام فرما اور اس کے مسلمان ہونے سے اپنے دین کو عزت بخش“ (ابن سعد) ادھر حضور ﷺ کی زبان حق ترجمان سے یہ جملہ نکلا ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کو ایمان سے منور فرما دیا۔

حضرت عمر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں پاس بٹھایا اور ان کے سینہ پر تین دفعہ اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔

(4) ترجمہ: ”الہی اس کے سینہ میں جو غل و غمش ہے اس کو نکال دے اور اس کے بدلے اسے نور ایمان سے پر کر دے۔“ (مستدرک)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

(5) ترجمہ: ”جب عمر مسلمان ہوئے تو جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے

بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف بہ اسلام ہونے سے آسمان میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔“

(6) امام بخاری نے اپنی صحیح کتاب المناقب میں ایک حدیث بیان کی ہے۔ فرمایا حضور ﷺ نے ترجمہ: ”اے ابن خطاب اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے شیطان جس راہ پر آپ کو گزرتے ہوئے پاتا ہے وہ اس راستہ سے ہٹ جاتا ہے اور کسی دوسرے راہ پر چلنے لگتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(7) حضرت ایوب بن موسیٰ سے روایت ہے فرمایا حضور ﷺ نے ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری کر دیا اور اس کے دل میں مثبت کر دیا ہے وہ فاروق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے حق اور باطل میں تفریق کر دی ہے۔“

(8) حضرت امام بخاری سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ترجمہ: ”خواب میں میں نے دودھ پیا یہاں تک کہ اس سے خوب سیر ہو گیا اور اس سیرانی کے آثار میرے ناخنوں سے نمایاں ہونے لگے۔ پھر میں نے وہ دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا ”علم“

(9) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ترجمہ: ”تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان میں محدث ہوا کرتے تھے۔ اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ محدث کی تشریح میں علامہ ابن حجر نے فرمایا ”کہ جس شخص کی زبان حق کی ترجمان ہو اور جس کی طرف من جانب اللہ الہام کیا جائے یعنی عالم بالا سے جس کے دل میں حقائق کا القاء کیا جائے اور اس کی زبان سے جو نکلے وہ حق اور سچ ہو وہ محدث ہوتا ہے۔“

(10) حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے فرمایا آقائے کائنات نے ترجمہ: ”میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور انہوں نے قمیض پہنی ہوئی ہیں کسی کی قمیض سینہ تک ہے اور کسی کی اس

سے نیچے حضرت عمر کو بھی مجھ پر پیش کیا گیا انہوں نے ایسی فراخ اور لمبی قمیض پہنی ہوئی تھی جو زمین پر گھسٹی جاتی ہے“ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خواب کی تعبیر کیا ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”دین“

(11) ارشاد رسالت ماب ہے ترجمہ ”اگر میرے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتا۔“

(12) ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں پیش ہو کر عمرہ کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا ترجمہ: ”میرے بھائی! اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کرنا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔“

(13) مختلف مواقع پر بڑے دلبر بانداز میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ: ”عمر جنتی ہے اور بارگاہ رب العزت میں بلند مقام اور درجات پر فائز ہے۔“

(14) حضرت ابو موسیٰ الشعری سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ کے باغات میں سے

ایک باغ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ باہر سے ایک آدمی آیا اس نے

دروازے پر دستک دی۔ حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو

جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا۔ وہاں ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد

کے مطابق میں نے انہیں بشارت دی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ ان کے بعد ایک

اور آدمی آیا۔ اس نے بھی دروازے پر دستک دی حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے لئے

دروازہ کھولو اور اسے بھی جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولو تو وہاں حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کو پایا میں حضور ﷺ کے ارشاد عالیہ کی مطابق انہیں جنت کی بشارت دی جس پر

انہوں نے اللہ کی حمد کی۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی گئی۔

(15) فرمایا حضور سرور کونین ﷺ نے: ”جنت میں فاروق اعظم کو ایک محل ملے گا۔“

(16) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے

فرمایا:

ترجمہ: ”ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس کے دو وزیر آسمانوں پر اور دو وزیر زمین ہوں لہذا آسمان پر میرے دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں اور زمین پر ابو بکر و صدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔“

(17) قیامت کے روز جب صور پھونکا جائیگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں رفقاء ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اٹھیں گے اور یہ دونوں خوش بخت صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے آقا کے دائیں بائیں ہوں گے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی حیات ہی میں خلیفہ مقرر کر دیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سخت مزاج آدمی ہیں اور آپ ان کو خلیفہ مقرر کر رہے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

(1) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں اللہ تعالیٰ کو یہ جواب دوں گا کہ تیرے بندوں میں سے جو سب سے اچھا ہے اسے خلیفہ اور تیرے بندوں پر امیر مقرر کر کے آیا ہوں“ اس ایک ہی جملہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نگاہوں میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام واضح ہو جاتا ہے۔

(2) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: ”بخدا ہم کعبہ کے پاس کھلے بندوں نماز نہیں پڑھ سکتے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔“

(3) حضرت صہیب من سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ترجمہ: ”جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ اس کی

تبلیغ اعلانیہ شروع ہوئی ہم حلقے باندھ کر کعبہ کے ارد گرد بیٹھنے لگے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے لگے اب جو ہم پر زیادتی کرتا ہم اس سے بدلہ لینے کے قابل ہو گئے تھے۔
(4) حضرت ابن سعد مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا ہمارے لئے فتح مبین تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ہمارے لئے نصرت الہی تھی آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت سراپا رحمت تھی۔ میں نے وہ دن دیکھے ہیں جب مسلمان بیت اللہ شریف کے نزدیک نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے کفار سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھنے کی آزادی دے دی۔“
(5) حضرت ابوذر غفاری کا فرمان ہے۔

ترجمہ: ”فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک نوجوان گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑا پاک باز نوجوان ہے۔ ابوذر اس کے پیچھے گئے اور اسے کہا بھائی! میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ اس نوجوان نے کہا اے ابوذر! ”کیا میں آپ کے لئے مغفرت کی دعا کروں حالانکہ آپ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ابوذر نے پھر کہا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا مانگو اس نے کہا کہ جب تک آپ اس کی وجہ نہیں بتائیں گے میں دعا نہیں مانگوں گا۔ حضرت ابوذر نے کہا جب تم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں کہا، بڑا پاک باز نوجوان ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا گیا“

(6) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پائی کے پاس کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ترجمہ: ”اللہ کی قسم میرے نزدیک روئے زمین پر اس کفن پوس (حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبوب اور کوئی شخص نہیں ہے۔ میری دلی تمنا ہے کہ میں اس شخص جیسا اعمال نامہ لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو سکوں۔“

(7) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: ”جب صالحین کا ذکر کرو تو عمر رضی اللہ عنہ کو ضرور یاد رکھو“

(8) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ”اللہ عمر کی قبر کو روشن کرے جنہوں نے تراویح کی جماعت کا حکم دیکر

مساجد کو مزین کر دیا۔“

(9) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ”اے عمر! تم بہترین اسلامی بھائی تھے حق کے بارے میں بے حد سختی

اور باطل کے بارہ میں بے حد بخیل۔ مضا کے موقع پر راضی ہوتے تھے ناراضی کے

موقع پر ناراض۔ تمہاری آنکھیں عظیم تھی تمہارا ظرف بہت اعلیٰ تھا نہ تم کسی کے مداح

تھے اور نہ کسی کے غیبت گو“

عدل فاروقی

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ تاریخ اسلامی کا سنہری دور کہلاتا ہے۔ عدل و

انصاف اس دور کا خصوصی وصف تھا اس لئے عدل فاروقی ایک ضرب المثل کی حیثیت

سے ادب کا حصہ بنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور کی مملکت اسلامیہ میں ایک ایسا عادلانہ

نظام قائم کیا جسے کہ اسلامی معاشرہ کے لئے ایک معیار قرار دیا گیا۔ آپ نے پہلی دفعہ

عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا تاکہ انتظامیہ کا اثر و رسوخ اور جاہ و منصب عدل و

انصاف کی راہ میں حائل نہ ہو سکے اور عدلیہ بغیر کسی بیرونی دباؤ کے عدل و انصاف کے

تقاضے پورے کر سکے۔ اس نظام کو معیاری بنانے کے لئے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے

درج ذیل قواعد و ضوابط مرتب کئے۔

- 1- آپ ﷺ نے تمام علاقوں اور اضلاع میں عدالتیں قائم کیں۔
- 2- عدل و انصاف کیلئے نہایت قابل اور متقی افراد کو قاضی مقرر کیا گیا اس دور کے قاضی عرب کے چورتھے۔
- 3- قاضی کو عدالتانہ حیثیت کے تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا چاہیے۔
- 4- بارشہوت مدعی پر ہے۔
- 5- مدعا علیہ اگر کسی قسم کا ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے۔
- 6- فریقین صلح کر سکتے ہیں لیکن جو امر خلاف قانون ہے اس میں صلح نہیں ہو سکتی۔
- 7- مقدمہ کی سماعت کی تاریخ مقرر کی جائے اگر تاریخ مقرر پر مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو فیصلہ یک طرفہ کر دیا جائے گا۔
- 8- ہر مسلمان شہادت کا اہل ہے لیکن جو سزا یافتہ ہے یا جس سے کسی موقع پر جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو تو وہ قابل شہادت نہیں۔
- 9- یہ فرمان جاری کیا کہ اسلام کا اصل قانون قرآن مقدس کی صورت میں موجود ہے۔ مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت پہلے قرآن کو مد نظر رکھا جائے۔ صورت مذکورہ نہ ہو تو پھر احادیث مقدسہ کی طرف رجوع کیا جائے اگر وہاں بھی بات واضح نہ ہو تو خود اجتہاد کرو۔
- 10- رشوت اور لالچ کو عدلیہ سے دور رکھنے کے لئے فاروق اعظم ﷺ نے عدالت کا عہدہ ایسے افراد کے سپرد کیا جو دولت مند معزز، بارعب اور اہل الرائے تھے مثلاً زید بن ثابت حضرت عبادہ بن ثابت ﷺ، حضرت علی ﷺ، حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ، حضرت معاذ بن جہل وغیرہ حضرت قاضی شریح جیسے منتخب افراد کو یہ منصب سونپا گیا۔ ان کی تنخواہیں معقول کیں یہ افراد کسی قسم کی خرید و فروخت یا تجارت نہیں کر سکتے تھے۔

- 11- آبادی کی ضروریات کے مطابق ملک بھر میں قاضی مقرر فرمائے تاکہ مقدمات کے فیصلہ میں تاخیر بھی نہ ہو اور عوام کو انصاف اپنے دروازے پر مل سکے۔
- 12- آپ ﷺ نے عدالت کے لئے مساجد کی عمارات پر اکتفا کیا تاکہ عدالت کا دروازہ ہر وقت اور ہر کسی کے کھلا رہے اور آقا، غلام، حاکم، رعایا، امیر و غریب میں کوئی تمیز نہ ہو۔

13- عوام کو مفت قانونی مشورہ دینے کے لئے شروع ہی سے اسلام میں افتاء کا ایک شعبہ ہوتا۔ آپ ﷺ نے اس شعبہ کو وسیع اور منظم کیا اور اس میں کام کرنے کے لئے نہایت موزوں اور اہل افراد کو مقرر فرمایا۔

14- مقدمات کی سماعت کے دوران بعض فنی امور کی تصدیق و تائید اسی فن کے ماہر سے ہی ممکن ہوتی ہے۔ فاروق اعظم ﷺ نے حکم جاری فرمایا کہ حسب ضرورت ماہرین فن سے رائے لی جائے اور اپنے فیصلہ کی بنیاد ایسی رائے ہی کو بنایا جائے۔

چند فیصلے

1- ایک موٹا تازہ اونٹ بازار میں فروخت ہو رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر پڑ گئی دریافت کرنے پر یہ چلا کہ آپ ﷺ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے ان سے پوچھا کہ یہ اونٹ کہاں سے آیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اسے خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا اور اب کچھ فریبہ ہو گیا ہے تو بیچنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فریبہ ہو اس لئے تم اس راہ المال کے مستحق ہو چنانچہ اونٹ فروخت ہو تو اس المال سے زائد رقم بیت المال میں جمع کرادی گئی۔“

2- ایک روز آپ ﷺ نے ایک ذمی بوڑھے کو گدا کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا ”تو کیوں بھیک مانگتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے حالانکہ میں بالکل مخلص ہوں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اپنے ساتھ لے گئے کچھ درہم نقد دیئے اور

مہتمم بیت المال کو حکم دیا کہ ایسے لوگوں کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔ واللہ! یہ انصاف نہیں کہ جوانی میں ہم ان سے کام لیں اور بڑھاپے میں ان کی خبر گیری نہ کریں۔

فاروق اعظم اغیار کی نظر میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہر کارنامہ معرفت کا باب اور ہر پیغام ہدایت کا نصاب ہے۔ آپ کی حیات طیبہ دینی و دنیوی محاسن کا ایک مرقع اور روشن باب ہے۔ جن حقائق کے سامنے ذی شعور اغیار بھی آپ کی عظمتوں کو سلام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ایسی ہی چند ایک مثالیں حیطہ تحریر میں لائی جا رہی ہیں۔

1- مہاتما گاندھی

ترجمہ ”آؤ حضرت عمر کی مثالی زندگی کو آئینہ توجہ کے سامنے لائیں وہ ایک وسیع سلطنت کے فرمانروا تھے مگر ان کی زندگی ایک مفلس کی زندگی تھی۔“

2- سٹینلے لین پولی

ترجمہ: ”حضرت عمر طبیعت کے تیز تھے بڑے جذباتی تھے۔ شروع میں اسلام کے شدید دشمن تھے لیکن جب مسلمان ہو گئے تو آپ نے خود کو اسلام کا ایک مضبوط اور بنیادی ستون ثابت کیا۔“

3- سرو لیم میور

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تمام عرب آپ کے تصرف میں تھا آپ نے اپنی فراست اپنے صبر و تحمل اور اپنے کس بل سے شام مصر اور ایران پر تصرف حاصل کیا۔ آپ ایک عظیم مملکت کے امیر المؤمنین تھے۔“

4- لالہ جیت رائے

ترجمہ: ”ہندوستان کو اب ایک عمر کی ضرورت ہے۔“

5- سر ولیم میور

ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہر فیصلہ دانشمندانہ اور تدبر و دوراندیشی کے میزان و پیمانہ کا آئینہ تھا۔ وہ ایک عام شیخ عرب کی طرف کفایت شعار تھے۔ منزل پر پہنچنے کے لئے ان کے پیش نظر دو اصول تھے ”سادگی اور فرض شناسی“ ان کے مقاصد کی بنیاد عدل و اخلاص پر تھی۔“

6- این اے رائے

ترجمہ: ”اسلام کے دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المقدس میں فاتحانہ داخلہ کا منظر یہ ہے آپ نے مدینہ منورہ سے بیت المقدس کا سفر ایک اونٹ پر کیا۔ جس پر شاہانہ سامان کی کل کائنات اونٹ کے گھر درے بالوں کا ایک خیمہ، ستو، جو اور کھجوروں کا ایک تھیلہ ایک چوبی پیالہ پانی پینے کے لئے ایک چرمی کٹورا، ایک غلام ہمراہ تھا۔ سفر یوں طے ہوا کہ ایک منزل تک اونٹ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوار ہوتے تو اس کی مہار خادم کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ دوسری منزل پر غلام سوار ہوتا اور مہار بردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے تھے۔ ”امیری میں فقیری“ یہ سادگی و مساوات کے داعی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔“

فاروق اعظم اور اہل بیت اطہار

ان سطور سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اپنے ہادی برحق حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے خانوداہ اطہر کی کس قدر عظمت و محبت تھی اور اہل بیت اطہار اس فرزند جلیل کو کس احترام و تعظیم کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

مومنین میں سے کون تھا جسے خاتون جنت سے عقد کی تمنا نہ ہو۔ کئی حضرات نے اس ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست بھی کی لیکن جواب ملا کہ یہ رشتہ حسب و جی الہی پائے گا۔ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور

حضرت سعد بن معاذ نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں بات کی جائے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ رشتہ طلب کریں اور اگر بوجہ غربت و افلاس یہ رشتہ طلب کرنے سے ہچکچا رہے ہوں تو ہمارے مال ان کے لئے حاضر ہیں۔ تینوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیا اور عرض کیا کہ آپ اس مقدس رشتہ کے لئے ہر پہلو پر موزوں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور سے عرض کیوں نہیں کرتے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو اُٹھ آئے اور فرمایا ابو بکر! آپ رضی اللہ عنہ نے میرے پرسکون جذبات میں ہیجان پیدا کر دیا ہے اور ایک خوابیدہ تمنا کو بیدار کر دیا میں تہ دل سے اس سعادت کے حصول کا متمنی ہوں لیکن مفلسی اور تنگدستی کے باعث اس خواہش کے اظہار کی جرات نہیں کر سکتا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دنیا و مافیہا کی قدر و منزلت ایک ذرے کے برابر بھی نہیں۔ تاہم اگر ایسی کوئی ضرورت پیش آئی تو ہمارا مال و اسباب سب آپ کے لئے حاضر ہے۔ اس حوصلہ افزائی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس عرضداشت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو بے پناہ مسرت ہوئی باہر نکلے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتظر پایا اور یہ خوشخبری انہیں سنائی تو انہیں بھی بے پناہ فرحت و مسرت نصیب ہوئی۔

مقام غور ہے ہے کہ ایسی سعادت کے حصول کا مشورہ اپنے دشمن اور بد خواہوں کو دیا جاتا ہے یا اسے جو جان سے بھی عزیز تر ہوں۔

2- حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس شوری کے رکن رکین تھے جب بھی کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آتا اور مجلس شوری کا اجلاس طلب فرماتے اور اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔

3- ایرانی فوجوں کی مسلمانوں پر حملہ آوری کی تیاری کے بارے میں سن کر

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی رائے دیتے ہوئے فرمایا۔ ”آپ کا دین اور آپ کا لشکر اللہ کا لشکر ہے جس کی مدد اور نصرت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور وہ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دین کو اللہ کا دین اور آپ رضی اللہ عنہ کے شکر کو اللہ کا لشکر قرار دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہیں۔ عہد خلافت میں ایسے بہت سے واقعات تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ محبت بھرے جذبات کا اظہار فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ان کی رائے کا بے حد احترام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے ترجمہ۔ ”الہی! مجھے اس وقت تک زندہ نہ رکھنا کہ جب کوئی مشکل درپیش آئے اور اس کے حل کرنے کے لئے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میرے پاس موجود نہ ہوں۔“

4- آپ کی خلافت میں ایران فتح ہوا۔ یزدگرد شاہ ایران کی شہزادی ایک قیدی کی حیثیت سے دربار میں پیش کی گئی تو اس کے لئے ہزاروں دوسرے موزوں افراد ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ انتخاب شہزادہ کونین حضرت امام حسینؑ پر پڑی اور حضرت مائی شیربانوں کا عقد ان سے کر دیا گیا۔

5- حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد مجاد جو حسن انتخاب میں لا جواب تھی ہرگز ہرگز اپنی اولاد کے لئے ایسے نام منتخب کرنے کو تیار نہیں ہو سکتی تھی جن ناموں کے حاملین سے آپ کے دلوں میں نفرت اور ناپسندیدگی کا عنصر ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ناموں کا ایک جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جس سے اندازہ ہو جائے گا کہ اہل بیت اطہار میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام کیا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کے صاحبزادے کا نام عمر تھا۔ (جلاء العیون کشف النغمہ)

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔

(جلاء العیون کشف الغمہ)

سیدنا امام رضی اللہ عنہ زین العابدین نے بھی اپنے لخت جگر کا نام عمر رکھا

(جلال العیون، کشف الغمہ)

حضرت امام موسیٰ کاظم نے اپنے ایک نور نظر کا نام عمر رکھا گیا۔

6- سیدنا علی کی اصابت رائے اور جرات میں بے پایاں خلوص اور

محبت کے باعث حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو آپ پر اس قدر اعتماد اور وثوق تھا کہ مملکت اسلامیہ کے تمام اہم معاملات میں آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ضرور مشورہ لیا کرتے تھے۔

قرآنی خدمات اور فاروق اعظم

قرآن مقدس، اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے جو اس نے جبریل امین کے ذریعے

اپنے پیارے حبیب حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وقفہ وقفہ سے نازل فرمایا اور یہ سلسلہ

23 سال تک جاری رہا۔ نزول قرآن کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیات نزولہ کا تباہ و جی کو

لکھا دیا کرتے تھے۔ ایسے قرآنی اقتباسات کاغذ کی عدم دستیابی کے باعث کھجور کے

پتوں، اونٹ کی ہڈیوں، پتھروں کی سلوں پر تحریر کر کے محفوظ کر لئے جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلیفہ اول کے دور میں مسلمہ کذاب سے لڑائی

ہوئی سینکڑوں صحابہ کرام شہادت کی عظمت سے سرفراز ہوئے جن میں بہت سے حفاظ

قرآن تھے۔ لڑائی کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا

کہ اگر اس طرح حق و باطل کے معرکوں میں حفاظ قرآن اٹھتے رہے تو ہم قرآن مقدس

سے محروم ہو کر رہ جائیں گے۔ اس لئے ابھی سے اس کی جمع و ترتیب کی فکر کرنی

چاہیے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ

میں کیونکر کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہا اس کی ضرورت اور مصلحت بیان فرمائی یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گئے۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کاتبان وحی کے طور پر سب سے زیادہ کام زید بن ثابت نے انجام دیا تھا اس لئے یہ ذمہ داری ان ہی کے سپرد کی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انتہائی حزم و احتیاط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآنی آیات یکجا کیں اس بات کا خصوصی التزام کیا گیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا اس پر دو شخصوں کی شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قلمبند کیا ہو اور دیکھا تھا عرض اس کوشش و کاوش حزم و احتیاط اور محنت شاقہ سے جب تمام سورتیں یکجا ہو گئیں تو چند آدمی مامور ہوئے کہ ان کی نگرانی میں پورا قرآن ایک مجموعہ کی صورت میں ترتیب دیا جائے۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بتاتے جاتے تھے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے جاتے۔ جب یہ مجموعہ تیار ہو گیا تو قرآمی تعلیم کو عام کرنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں درج ذیل امور بلا تاخیر طے پائے۔

- 1- اس مقدس کتاب کی نقلیں تیار کر کے ملک بھر میں بھیجی گئیں۔
- 2- اعراب اور الفاظ کی صحت کو محفوظ رکھنے کے لئے معقول انتظامات کئے گئے اسامی
- 3- ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا۔
- 4- لوگوں کو قرآن مجید سکھانے کے لئے معلم اور قاری مقرر کئے اور ان حضرات کی معقول تنخواہیں اور مشاہرات مقرر فرمائے۔
- 5- خانہ بدوش بدوؤں کے لئے قرآن مجید کی جبری تعلیم کا بندوبست کیا ایک شخص ابوسفیان کو افسر تعلیم مقرر کیا جو اپنے عملے کے ساتھ قبائل میں پھر کر ہر شخص کی تعلیم کا انتظام کرتا۔ اس کا امتحان لیتا اور اگر کسی نے اس کوشش سے استفادہ نہ کیا ہوتا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔

6- عہد رسالت میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ،

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو درداء کو پورا قرآن پاک حفظ تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب اصحاب کو بلا کر فرمایا کہ شام کے مسلمانوں کو آپ کی ضرورت ہے آپ رضی اللہ عنہ وہاں جا کر مسلمانوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ یوں تو تمام قرآن مجید ہی دین کا ستون ہے لیکن اگر اس کے کچھ ایسے اجزاء جن کا تعلق اسلام کے ضروری احکام و فرائض سے ہے عوام کو یاد کرائے جائیں تو تب بھی قوم کی تربیت ہو سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سورہ بقرہ، سورہ نساء، سورہ مائدہ، سورہ حج، اور سورہ نور پر مشتمل ایک قرآنی نصاب تیار کرایا اور حکم دیا کہ لوگ کم از کم اس قدر قرآن کریم ضرور سیکھیں۔

آپ رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ناظرہ خوان تو تقریباً ہر شخص ہو گیا۔ حفاظ کی تعداد ہزاروں کو پہنچ گئی۔ لوگوں میں قرآنی تعلیمات کا ذوق اس قدر عام ہو گیا کہ ہر مسجد قرآنی درس گاہ بن گئی فوجی چھاونیوں میں کھلے میدانوں میں درس دیا جاتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کا جمع کرنا، ترتیب دینا، صحیح تیار کر کے محفوظ کرنا اور تمام ممالک میں اس کو رواج دینا۔ جو کچھ ہوا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اہتمام اور توجہ سے ہوا۔ (شبلی نعمانی)

حضرت فاروق اعظم اور خدمت خلق

خدمت خلق اسلامی تعلیمات کا جزو اعظم اور صالح عمال کا مرکزی کردار ہے اور یہ وصف بھی دوسرے اوصاف جمیلہ کی طرح حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یوں نظر آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا مقصد و مدعا ہی خدمت خلق کو سمجھ رکھا تھا نعیم صدیقی صاحب نے اس کی ایک جھلک یوں پیش کی ہے۔

1- کبھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فاقہ زدہ کنبے کے لئے رات کے وقت اپنی پیٹھ پر سامان کا بورا اٹھائے لئے جا رہے ہیں۔ کبھی مدینہ کے نواح میں خیمہ زن مسافروں کا خود پہرہ دے رہے ہیں کبھی وہ بد و عورت کی حالت زچگی میں مدد دینے کے لئے اپنی زوجہ محترمہ کو لے کر شہر سے باہر پہنچے ہیں۔ کبھی رات کو گشت کرتے ہوئے ایک نوجوان عورت کے الفاظ سن کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ مسلمان مجاہدین کو زیادہ مدت تک گھر سے الگ نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہر چار ماہ بعد رخصت پر آنا چاہیے۔ کبھی وہ قلم و دوات لے کر مجاہدین کے گھروں کا چکر لگاتے ہیں اور ایک ایک دروازے پر جا کر مجاہدین کے اہل خانہ کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنے آدمیوں کے نام خط لکھو اور سرکاری ہر کارہ میدان جنگ کی طرف جا رہا ہے۔“

حضرت شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخلفاء میں لکھا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے مال آتا یا خمس پہنچتا تو آپ بنی ہاشم میں جس قدر بے نکاح لوگ ہوتے ان کے نکاح کر دیتے اور جس قدر بے خادم ہوتے انہیں خادم دیتے تھے۔ علامہ طنطاوی زمانہ قحط کے متعلق بنی نفیر کے مالک بن اوس کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے قبیلہ کو خوراک کے علاوہ سواریاں بھی فراہم کرتے اور مردوں کے لئے کفن کا انتظام بھی فرماتے تھے۔

آپ کے دور میں مسلمانوں کی معیشت بہت تیز تھی۔ فتوحات کے باعث بے پناہ مال غنیمت حاصل ہوتا جو کہ تمام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا اس سے مسلمانوں کی اقتصادی حالت بہتر ہوتی گئی اور بیت المال میں حاجتمندوں کو تقسیم کرنے کے لئے زر کثیر آ گیا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف کی دایگی میں تنظیم نو کی اور تقریباً ہر مسلمان کے لیے وظیفہ جاری کیا اور اس کی تقسیم کے لئے درج ذیل قواعد و ضوابط مرتب کئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور کی مساویہ تقسیم کی بجائے مختلف لوگوں کے مراتب کے مطابق وظائف مقرر کئے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے افراد سے ابتداء کی گئی اور ان کے وظائف کی شرح سب سے زیادہ مقرر فرمائی۔

ان کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کو زیر غور لایا گیا۔

ان کے بعد مقام اور درجہ کے لحاظ سے باقی تمام قبائل کے وظائف مقرر فرمائے یہ امر بطور خاص پیش نظر رکھا کہ کسی شخص کا مرتبہ کتاب اللہ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے کیا ہے قدمت و سبقت اسلام کے لحاظ سے کیا ہے خدمت اسلام اور اسلام کے لئے مصیبت اٹھانے اور قربانیاں دینے کے لحاظ سے کیا ہے ان ہی ترجیحات کے ساتھ ساتھ کثرت عیال کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔

غیر مسلمانوں کے لئے بھی وظائف مقرر فرمائے۔

ماہانہ وظائف کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غرباء و مساکین کو سامان خورد و نوش از قسم آٹا، ستو، کھجور، روغن زیتون وغیرہ بہم رسائی کا وسیع انتظام فرمایا اور ان چیزوں کو سٹور کرنے کے لئے رسد خانے تعمیر کرائے گئے۔

مہمان کی کی دیکھ بھال، اجناس کے سرکاری سٹوروں میں سے مسافروں اور مہمانوں کی دیکھ بھال اور تواضع کا معقول بندوبست کیا گیا تھا شہراہ مدینہ جس پر سب سے زیادہ آمد و رفعت رہتی تھی پر مسافروں کی خدمت اور مدد کا خصوصی انتظام کیا گیا۔ مسافروں کے کھانے پینے اور آرام کر سکنے کے اسباب بہم پہنچائے گئے اور حسب ضرورت سواری کی بہم رسائی کو بھی ممکن بنایا گیا۔

خوفناک قحط

تاریخ شاہد ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنی بشری تاریخ میں دو دفعہ انتہائی

خوفناک قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں رونما ہوا جس کا مقابلہ آپ ﷺ نے اپنی الہامی بصیرت سے کیا اور دوسرا قحط حضرت محمد ﷺ کے ایک غلام کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا اور وہ دور تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا۔

مصیبت کا دور کسی حکمران کی حکمت بصیرت اور جذبہ خلاق کو جانچنے کی بہترین کسوٹی ہوتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا قحط ۹ ماہ تک جاری رہا اور آپ نے جس محنت لگن اور کوشش و کاوش جذبہ ایثار و قربانی سے عوام کی کفالت کا جو معیار پیش کیا اس کی مثال نہیں ملتی آپ نے:-

- 1- جو کچھ بیت المال میں تھا ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔
- 2- غلے کے تاجروں کو غلے کا ذخیرہ کرنے سے روک دیا۔
- 3- تمام عمال کو احکام جاری کر دیئے کہ جس قدر غلہ میسر آئے (فورا خرید کر مدینہ روانہ کریں۔)

4- اپنے آپ پر پابندی لگائی کہ جب تک قحط دور نہیں ہو جاتا، گوشت روغن زیتون اور دودھ استعمال نہیں کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قحط کے دوران رعایا کی محبت میں اپنی جس قدر نفس کشی کی۔ جس قدر ایثار سے کام لیا خدا سے استغفار کرتے اور دعائیں مانگنے میں جس اضطراب اور بے چینی کا اظہار فرمایا انسانی ہمدردی کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کی سلطنت اسلامی سلطنت کی ایک اعلیٰ مثال تھی اور جو حقوق اسلام انسانوں کو عطا کرتا ہے وہ سب اس سلطنت میں ان کو حاصل تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ذاتی محاسن

- 1- آپ ﷺ جس قدر امیروں اور گورنروں کے لئے سخت تھے اس قدر رعایا کے مشفق اور نرم تھے۔

- 2- قبائل کے دفاتر خود اٹھا کر لے جاتیا اور اپنے ہاتھ سے وظائف تقسیم کرتے تھے۔
- 3- ایک دفعہ غنیمت کا مال آیا تو آپ ﷺ کی بیٹی حفصہ نے اس میں سے اپنا حق مانگا تو فرمایا یہ مال غنیمت کا مال ہے اور اس میں ذی القربی کا کوئی حق نہیں ہوتا۔
- 4- ایک دفعہ آپ ﷺ بیمار ہوئے اور حکماء نے شہد استعمال کرنے کو کہا۔ بیت المال میں شہد تھا۔ مسجد نبوی میں جا کر لوگوں سے کہا کہ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اپنے علاج کے لئے بیت المال میں سے تھوڑا سا شہد لے لوں۔
- 5- ایک روز آپ بیت المال کے تیل والا دیا جلا کر بیت المال کا حساب کر رہے تھے کہ آپ ﷺ کی بیوی تشریف لے آئیں اور گھریلو باتیں شروع کر دیں آپ ﷺ نے فوراً بیت المال والا دیا بجھا دیا دریافت کرنے پر فرمایا بیت المال کا تیل گھریلو باتوں کے لئے نہیں ہے۔
- 6- ایک دفعہ آپ ﷺ کی زوجہ ام کلثوم نے قیصر روم کی ملکہ کو عطر کی چند شیشیاں تحفہ کے طور پر بھیجیں ملکہ نے وہ شیشیاں جواہرات سے بھر کر واپس کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو تمام جواہرات بیت المال میں داخل کر دئے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ تو ملکہ روم کا ہدیہ ہے جو نہ ہمارے ماتحت ہے اور نہ اس کے مال سے ہمارا کوئی تعلق ہے تو فرمایا، قاصد مسلمانوں کا تھا اور اس کی آمد و رفت کے اخراجات بیت المال سے ادا ہوئے اس لئے ادھر سے آنے والی کوئی چیز ہو اس پر بیت المال کا حق ہے۔
- 7- ایک روز آپ ﷺ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ دیکھا تو ایک آدمی بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ اس کے پاس گئے اور اسے ہدایت کی کہ کھانا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے عرض کیا کہ میرا دایاں ہاتھ جنگ موتہ میں کٹ گیا تھا تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اس کے پاس بیٹھ کر آپ ﷺ نے اسے کھانا کھلانا شروع کر دیا۔
- 8- آپ ﷺ قرآن پاک کے چوٹی کے عالم اور محدث تھے۔

- 9- فن تفریر میں آپ ﷺ کو کمال حاصل تھا۔
- 10- خود شاعر نہ تھے مگر شعر فہمی میں آپ ﷺ کو کمال حاصل تھا آپ ﷺ نے اپنے دور خلافت میں عشقیہ شاعری اور ہجو گوئی پر پابندی عائد کر دی تھی۔
- 11- دوران جنگ میں آپ ﷺ کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور بازار سے انہیں سودا سلف لادیتے میدان جنگ سے قاصد خطوط لاتا تو خود ہر ایک گھر میں پہنچاتے اور بتاتے کہ فلاں دن قاصد واپس جائے گا تم جو اب لکھوا رکھنا جس گھر میں کوئی خط لکھنے والا نہ ہوتا ان کی چوکھٹ پر بیٹھ کر گھر والوں کے کہنے کے مطابق خط لکھ دیتے تھے۔
- 12- آپ ﷺ ملک عرب کے نامور پہلوان تھے۔
- 13- شہسواری میں اس قدر کمال تھا کہ دوڑتے گھوڑے پر اچھل کر سوار ہو جاتے۔
- 14- حضور ﷺ کی بعثت کے وقت عرب میں صرف سترہ پڑھے لکھے آدمی تھے جن میں سے ایک آپ ﷺ تھے۔
- 15- آپ ﷺ سابقین الادلین اور عشرہ مبشرہ میں داخل تھے۔ آپ نے چالیسویں نمبر پر اسلام قبول کیا۔
- 16- آپ ﷺ کو حضور ﷺ کا خسر ہونے کا شرف حاصل تھا۔
- 17- حضور ﷺ نے آپ ﷺ کو اسلام کے منتخب فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے دعا فرمائی ہے۔
- 18- آپ ﷺ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ میں اعلانیہ نماز ادا کرائی اور خود بھی پڑھی۔
- 19- حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت کا کوئی سلسلہ ہوتا تو اس کے لئے حضرت عمر ﷺ کو منتخب کیا جاتا۔

20- ایک مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا ”آسمان کے تمام فرشتے عمر رضی اللہ عنہ کا احترام

کرتے ہیں اور زمین کے شیطان ان سے ڈرتے ہیں۔

21- تاریخ اسلام اور تاریخ انسانیت ان دونوں کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمل

کے ایسے نمونے چھوڑے جن کی چمک قیامت تک رہے گی اور کبھی ماند نہیں پڑے گی۔

22- آپ رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف مثالی تھا جس میں کسی بھی بنیاد پر کسی کی رعایت

کا تصور تک نہ تھا۔

23- ہزار کوس پر بھی اگر آپ کی فوجیں لڑ رہی ہوتیں پھر بھی جنگ کا نقشہ آپ رضی اللہ عنہ خود

تیار کر کے بھیجا کرتے۔

24- اسلام کے معاملات میں قرابت اور محبت کا اثر ان پر غالب نہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے

غزوہ بدر میں اپنے حقیقی ماموں عاص بن ہشام جو قریش کی طرف سے لڑ رہا تھا قتل

کر دیا۔

اولیات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سلطنت کے انتظامی امور کے ضمن میں جو چیزیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رائج

کیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے قبل مروج نہیں تھیں اولیات فاروق اعظم کے عنوان سے اس

باب میں یکجا کر دی گئیں۔ ان امور سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انتظامی صلاحیتوں کا اندازہ

قارئین کرام کو ہو جائے گا۔

1- آپ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین کا لقب اختیار فرمایا۔

2- بیت المال کا اجراء فرمایا اور اسے قومی خزانہ قرار دیا۔

3- عدالتیں قائم کیں اور ان کے قاضی مقرر فرمائے۔

4- تاریخ اور سنہ کا اجراء فرمایا۔

5- اسلامی رضا کاروں کے مشاہرات مقرر کئے۔

- 6 آب پاشی کا نظام رائج کیا اور اس کے لئے نہریں کھدوائیں۔
- 7 حربی تاجروں کو ملک میں آنے جانے اور تجارت کر سکنے کی اجازت فرمائی۔
- 8 دریا کی پیداوار پر محصول لگایا اور اس مقصد کے لئے محصول قائم کئے۔
- 9 مفتوحہ علاقوں کو صوبوں میں تقسیم فرمایا۔
- 10 نئے شہر آباد کرائے مثلاً کوفہ، بصرہ، خجیزہ، فسطاط اور موصل وغیرہ۔
- 11 مردم شماری کرائی جس سے ملک میں مسلمانوں، ذمیوں اور دیگر اقوام کی تعداد کا علم ہوا۔
- 12 زمین کی پیمائش کا طریقہ رائج کیا۔
- 13 دفتر مال مقرر کیا۔
- 14 فوجی دفتر ترتیب دیا۔ اور باقاعدہ فوج بھرتی کی گئی۔
- 15 مجرموں کے لئے جیل خانے بنائے۔
- 16 درہ کا استعمال شروع کیا۔
- 17 رات کی گشت اور رعایا کے حالات سے آگاہی کا طریق رائج فرمایا۔
- 18 امن عامہ کے تحفظ کے لئے پولیس کا محکمہ قائم کیا۔
- 19 معلموں اور مدرسوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
- 20 تعلیم و تدریس کے لئے باقاعدہ درس گاہ تیار کرائیں۔
- 21 قیاس کا اصول وضع فرمایا۔
- 22 فجر کی نماز میں ”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ کیا۔
- 23 نماز تراویح جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام فرمایا۔
- 24 تین طلاقوں کا ایک ساتھ دیا جانا بائن قرار دیا۔
- 25 نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر لوگوں کا اجماع کرایا۔

- 26 وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔
- 27 شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے مقرر کئے۔
- 28 مساجد میں وعظ کا طریقہ رائج کیا۔
- 29 مساجد میں راتوں کو روشنی کا اہتمام کیا گیا۔
- 30 مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔
- 31 لاوارث اور ایسے بے سہارا بچوں کی پرورش کے لئے وظائف مقرر کئے۔
- 32 دور دراز علاقوں کے حالات سے باخبر رہنے کے لئے پرچہ نویس مقرر کئے۔
- 33 ملکی سرحدات کی حفاظت کے لئے جا بجا فوجی چھاو نیاں قائم کیں۔
- 34 آپ ﷺ نے پہلی دفعہ اسلامی سکھرائی کیا جس کے ایک طرف الحمد للہ اور دوسری طرف کلمہ تھا۔
- 35 تعمیرات کا ایک علیحدہ شعبہ جاری کیا جس کی نگرانی میں مساجد، مہمان خانے، کنویں تھے۔
- 36 لوگوں کی سہولت کے لئے ایران اور مصر میں محاصل کے دفاتر رومی اور فارسی زبان میں قائم کئے گئے۔ جس سے موزوں محاسبوں اور محرروں کی تلاش کا مسئلہ از خود حل کیا گیا۔

ارشادات فاروق اعظم ﷺ

- 1 طمع کرنا مفلسی بے غرض ہونا امیری اور بدلہ نہ چاہنا صبر ہے۔
- 2 نیکی کے بدلے نیکی حق ادائیگی ہے اور بدی کے بدلے نیکی احسان ہے۔
- 3 کم بولنا حکمت ہے کم کھانا صحت، کم سونا عبادت اور عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔
- 4 بڑھاپے سے پہلے جوانی اور موت سے پہلے بڑھاپا کو غنیمت جان۔
- 5 سخی حبیب خدا ہے اگرچہ فاسق ہو، بخیل دشمن خدا ہے اگرچہ عابد ہو۔

- 6 ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم ہے۔
- 7 جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب ہوتا ہے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔
- 8 بدترین آوازیں دو ہیں راگ کی اور نوحہ کی۔
- 9 عزت دنیا مال سے اور عزت آخرت اعمال سے۔
- 10 (نہیں حاصل ہوتا) مطلب بغیر خوف کے۔
- ہوتی اچھی عادت بغیر ادب کے۔
- خوشی بغیر امن کے۔
- تو نگری بغیر بخشش کے
- فقیری بغیر قناعت کے۔
- رفعت بغیر تواضع کے۔
- 11 دوزخ سے بچو اگر چہ آدھے خرما ہی کی بدولت ہو اگر یہ بھی نہ ہو تو میٹھی بات سے ہی سہی۔
- 12 تین چیزوں سے محبت بڑھتی ہے۔
- (الف) مجلس میں دوسرے کو بیٹھنے کی جگہ دینے سے
- (ب) سلام میں پہل کرنے سے
- (ج) اچھے نام سے پکارنے سے
- 13 تھوڑی دنیا لو تو آزاد ہو گے زیادہ دنیا لو گے تو پابند ہو جاؤ گے۔
- 14 جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں مبتلا ہو جائے گا۔
- 15 خدا اس شخص سے بھلا کرے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کرتا ہے۔
- 16 لوگوں کی فکر میں تم اپنے تئیں بھول نہ جاؤ۔
- 17 توبہ کی تکلیف سے گناہ کا ترک زیادہ آسان ہے۔

18- جس سے تم کو نفرت ہو اس سے ڈرتے رہو۔

19- جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔

20- اللہ سے ڈرہ مجھ سے درگزر کر کے میرا ہاتھ بٹاؤ، امر بالمعروف اور نہی عن

المنکر میں میری مدد کرو، تمہاری جو خدمات اللہ نے میرے سپرد کر رکھی ہیں ان کے

بارے میں مجھے نصیحت کرتے رہو۔ میں تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے

اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

اللہ کی قسم تمہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا میرے سوا کوئی اسے طے نہیں

کرے گا۔ اگر لوگوں نے میرے ساتھ بھلائی کی تو میں بھی یقیناً ان کے ساتھ بھلائی

کروں گا لیکن اگر وہ برائی کے ساتھ پیش آئے تو میں انہیں سزا دوں گا۔

کرامات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

علامہ ابو نعیم نے دلائل میں حضرت عمر بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

1- حضرت فاروق اعظم کا دور خلافت ہے مدینہ منورہ سے ایک ماہ پیدل چلنے

کی مسافت پر ایک مقام نہاوند ہے جہاں اسلام کا لشکر کفار سے نبرد آزما ہے۔ اسلامی

فوج کا سپہ سالار ساریہ رضی اللہ عنہ ہے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما

رہے ہیں کہ خطبہ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ بلند آواز سے فرمایا ”یا ساریہ

الجبل“ نماز ختم ہوئی تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے دریافت کیا کہ آپ تو خطبہ فرما

رہے تھے۔ خطبہ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ نے تین دفعہ یہ کلمہ کہنے کا معاملہ کیا کیا۔

ساریہ الجبل“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدائے وحدہ لا شریک کی قسم کہ میں ایسا کہنے

پر مجبور ہو گیا تھا میں نے دیکھا کہ نہاوند کے مقام پر ساریہ کا لشکر دشمن کے گھیرے میں آ

رہا ہے اور دشمن پہاڑ کی طرف سے حملہ آور ہونا چاہتا ہے ساریہ کو اس صورت سے آگاہ

کرتے ہوئے میں اسے پہاڑ کی طرف متوجہ کرنے کی تاکید کی تھی۔

2- کچھ دنوں کے بعد قاصد ساریہ کا خط لیکر حاضر ہوا جس میں نہ صرف اس آواز کی تصدیق کی بلکہ آواز کو اپنی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

3- ایک شخص سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے

جواب دیا تمبرہ (چنگاری) پھر اس کے والد کا نام دریافت فرماتا تو اس نے کہا شہاب (

شعلہ) پھر اس سے پوچھا گیا کہ تمہارا قبیلہ کون سا ہے جو بلا حرقہ (اگ) جب

آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے رہنے کی جگہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا حرہ تیاہ (گرمی)

آپ رضی اللہ عنہ نے استفار فرمایا حرہ کہاں ہے تو اس نے جواب دیا ذات نطفی (شعلہ والی)

جگہ یہ سارے جوابات سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ترجمہ (اپنے اہل و عیال کی خیر لو کہ وہ

لوگ آگ میں جل کر مر گئے) جب وہ شخص اپنے گھر واپس ہوا تو دیکھا کہ واقعی گھر کو

اگ لگ گئی تھی اور سب اہل خانہ جل کر مر چکے تھے۔ (تاریخ اطفاء عرصت ۸۶)

حضرت ابوالشیخ کتاب العصمت میں حضرت حجاج رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمر ابن العاص مصر کے والی ہیں۔ دریائے نیل جس پر مصر کی کاشت و

برداشت کا انحصار تھا خشک ہو گیا اہل عجم حضرت عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوئے

عرض کیا کہ نیل خشک ہو چکا ہے کاشت بری طرح متاثر ہے اس میں پانی لانے کا ہمارا

طریقہ یہ ہے کہ ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی بہترین لباس اور قیمتی زیورات سے سجا

کر ہم دریائے نیل کے حوالے کر دیتے ہیں اور خشک نیل میں پانی آجاتا ہے۔ اس

کے بارے میں کیا حکم ہے۔ حضرت عمرو ابن العاص نے اس عمل سے سختی سے روک دیا

اور فرمایا اسلام میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا یہ تمام باتیں لغو اور بے سرو پا ہیں اسلام اس قسم

کی تمام باطل باتوں کو مٹانے آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے امیر المؤمنین

فاروق اعظم کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ خلیفۃ المسلمین نے ان کے جواب کو سراہا اور

ہدایت کی کہ یہ ساتھ والا رقعہ دریائے نیل میں ڈال دیا جائے۔ رقعہ کی عبارت یہ تھی۔
ترجمہ: ”اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کے دریائے نیل
کے نام اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر خدائے
عزوجل تجھے جاری کرتا ہے تو میں اللہ واحد قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری فرما
دیں“

رقعہ نیل میں رات کے وقت ڈال دیا گیا صبح لوگ اٹھے تو انہوں نے دیکھا کہ
اللہ تعالیٰ نے نیل کو اس طرح جاری فرما دیا ہے کہ سولہ ہاتھ پانی اور چڑھا ہوا ہے اس
کے بعد دریائے نیل اس طرح کبھی خشک نہیں ہوا۔

عہد فاروقی کا ایک اجمالی جائزہ

1- فتوحات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کی مثال دنیا کے کسی فاتح نے پیش نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف ملک فتح کئے بلکہ ہر فتوحہ ملک کا نظام نہایت احسن طریقے سے عوام کی خواہشات کے عین مطابق کیا۔ اسلام نے ان میں ایسا جوش و عزم و استقلال بھردیا تھا کہ دنیا کی کوئی قوم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

2- شوری

آپ رضی اللہ عنہ نے انتظام سلطنت میں شوری کا نظام متعارف کرایا اسے منظم کیا اور خلافت کا ہر کام مقتدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے انجام دیا۔

3- عمال کا انتخاب

آپ رضی اللہ عنہ اس شعبہ پر کڑی نگاہ رکھتے تھے اور بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ہر عہدہ کے لئے نہایت موزوں افراد کا انتخاب خود فرماتے جہاں ضرورت محسوس کرتے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ عمال کا سخت احتساب ہوتا تھا۔ تقرر سے پہلے ہر عامل کو اس کے اختیارات کا پروانہ دے دیا جاتا اور پھر سخت محاسبہ روارکھا جاتا۔

4- عدلیہ

آپ رضی اللہ عنہ نے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا تاکہ انتظامیہ کا اثر و رسوخ عدل میں مانع نہ ہو تمام اضلاع میں عدالتیں قائم کیں، قاضی مقرر کئے اور قضاء کے اصول و قوانین مرتب فرمائے۔ قاضی کے انتخاب میں بڑی احتیاط برتی جاتی اور ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جاتا جن میں علم، تقویٰ، ذہانت اور قوت فیصلہ بدرجہ اتم موجود ہو۔

5- پولیس

پولیس کا باقاعدہ محکمہ بنایا اور قیام امن کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی پولیس حرات کہا جاتا تھا پولیس ہی کے ذریعے احتساب کا عمل بروئے کار لایا جاتا تھا۔

6- جیل خانے

آپ ﷺ نے جیل خانے تعمیر کرائے اور ملزمان مجرمین کو جیلوں میں رکھا جانے لگا۔

7- محاصل

خلافت کے تمام اخراجات کا دار و مدار خراج اور محاصل اور غنیمت پر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نظام کو نہایت وسیع اور مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔ مفتوحہ علاقوں کو حکومت کی ملکیت قرار دیا۔

8- آب پاشی

زمینوں کی سیرابی کے لئے نہریں بنوائیں، تالاب تعمیر کرائے اور ان امور کے انتظام و انصرام اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک وسیع محکمہ جاری کیا۔

9- بیت المال

آپ ﷺ نے بیت المال کو منظم کیا اور وسعت دی، تمام صولوں اور مرکزی مقامات پر بیت المال قائم کئے، ان کی حفاظت کے لئے عملہ مقرر کیا، بیت المال کے مدخل و مخارج کا ریکارڈ رکھا جاتا اور پھر اس کی پڑتال ہوتی۔ ذرا سی بھی کوتاہی اس ضمن میں برداشت نہ کی جاتی۔ بیت المال کے انچارج اور پڑتال کنندہ عملہ لائق اور دیانتدار رکھا جاتا۔

10- فوج

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوج کا کوئی منظم محکمہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے 15ھ میں اسے ایک وسیع اور منظم محکمہ کی شکل دی قریش اور انصار کے نام درج کرائے

سب کے لئے بیت المال سے تنخواہیں مقرر کی گئیں۔ فوج دو حصوں پر مشتمل تھی ایک وہ لوگ جو ہر وقت جنگی مہمات میں مصروف رہتے اور دوسرے وہ جو حسب ضرورت مہمات پر بلائے جاتے تھے۔

11- تعلیم

اس دور میں تعلیم سے مراد صرف مذہبی تعلیم لی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کا بڑا اہتمام کیا۔ قرآن کی تعلیم کے لئے مکتب کھولے گئے اور ان میں تنخواہ دار معلم تعینات کئے احادیث مقدسہ کی تلاش، تحقیق اور اشاعت کا بھی معقول انتظام کیا گیا، علم فقہ کی بڑی ترقی اور اشاعت ہوئی کیونکہ عملی زندگی میں زیادہ ترقی سے کام پڑتا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی تمدن کی ترقی سے صد ہا ایسے مسائل پیدا ہوئے جن کے لئے فقہ کی رہنمائی لازم تھی۔

12- تبلیغ دین

اسلام کی تبلیغ کو آپ ﷺ اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ آپ جبری اسلام کے خلاف تھے۔ کسی ملک پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس حکومت کو اسلام پیش کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام میں اس قدر دلکشی پیدا کر دی تھی کہ غیر قومیوں میں خود بخود اسلام کی طرف کھینچتی تھیں۔

13- حرم اور مسجد نبوی کی توسیع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرم کی عمارت کو وسیع کیا اس پر غلاف چڑھایا اور چار دیواری کے ذریعہ اس کی حدود متعین کیں۔ مسجد نبوی کی توسیع کے وقت ازواج مطہرات کے حجرات کو چھوڑ کر مسجد نبوی سے جتنے متصل مکانات تھے خرید کر مسجد کی عمارت میں شامل کر دیئے۔

14- رفاہ عامہ کے کام

آپ ﷺ کے دور میں رفاہ عامہ کے بہت سے کام ہوئے ہر معاملہ میں

بہتری اور مفاد عامہ کو ترجیح دی جاتی تھی۔ نہر کے ذریعے گھر گھر پانی پہنچایا گیا۔

15- عدل و مساوات

آپ ﷺ کا ہر عمل عدل و انصاف و مساوات کا بہترین نمونہ تھا کسی صوبہ کا والی یا ایک مسلمان آپ ﷺ کی نظر میں ایک ہی جیسے تھے۔ حقوق فرائض میں کسی کو کوئی اہمیت نہ تھی۔ آپ نے عدل و انصاف اور مساوات کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ آپ کے اس عمل سے متاثر ہو کر اہل زبان نے عدل فاروقی کی اصطلاح جاری کی جو کہ اعلیٰ معیار عدل کے لئے آج بھی استعمال ہوتی ہے۔

16- خشیت الہی

تمام محاسن اخلاق کا سرچشمہ خشیت الہی ہے۔ خدا کا خوف آپ کی رگ و پے میں جاری و ساری تھا۔ آپ ﷺ ہر معاملہ میں مواخذہ کے خوف سے لرزہ بر اندم رہتے۔

17- حب رسول ﷺ

حضور ﷺ سے والہانہ محبت تھی ہر چیز آپ ﷺ کی ذات پر فدا تھی۔ حضور ﷺ کی وفات پر آپ کے غلبہ عشق میں آپ ﷺ پر ایک وار فنگی سی طاری ہو گئی۔ آپ رسالت ماب کے لواحقین کا خیال اپنی اولاد سے زیادہ رکھتے تھے۔ ان کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر قرار دیتے۔ آپ ﷺ کسی بھی کام میں سنت نبوی سے کبھی تجاوز نہ کرتے تھے۔

18- سیرت

زید و قناعت، سادگی، تواضع آپ ﷺ کے اخلاق کے روشن ترین پہلو ہیں۔

19- احتساب نفس

آپ ﷺ کا مزاج فطرتاً تیز و تند واقع ہوا تھا لیکن جب کبھی آپ کے دل میں عجب و غرور کا شائبہ بھی پیدا ہوتا تو فوراً اس کا تدارک فرماتے۔

حیات فاروق کے معروف واقعات سن ہجری

کے آئینہ میں

- | | | |
|--------------|--|-----|
| ۵۸۲ | پیدائش | -1 |
| | آپ نے اسلام قبول کیا عمر 26 سال | -2 |
| 13 سال | ہجرت مدینہ | -3 |
| ۲ھ | غزوہ بدر | -4 |
| 3ھ | غزوہ احد، حضرت حفصہ کا حضور ﷺ سے عقد | -5 |
| | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایماء پر مسلمان خواتین کے پردہ کا حکم | -5 |
| 4ھ | واقعہ بنو نضیر | -6 |
| 6 بعثت | قبول اسلام | -7 |
| 13 بعثت نبوی | ہجرت مدینہ | -8 |
| 2ھ 624ء | غزوہ بدر | -9 |
| 3ھ 625ء | غزوہ احد | -10 |
| 4ھ 626ء | واقعہ بنو نضیر | -11 |
| 5ھ 627ء | جنگ خندق | -12 |
| 6ھ 628ء | واقعہ حدیبیہ | -13 |
| 7ھ 629ء | جنگ خیبر | -14 |
| 8ھ 630ء | فتح مکہ | -15 |
| 8ھ 630ء | واقعہ ہواذن | -16 |

- | | | | |
|------|-----|----------------------------|-----|
| 631ء | 9ھ | جنگ تبوک | -17 |
| 633ء | 11ھ | حضور ﷺ کا وصال | -18 |
| 633ء | 11ھ | بنو سقیفہ کا بحران | -19 |
| 633ء | 13ھ | فتوحات عراق | -20 |
| 634ء | 14ھ | واقعہ بویب و جنگ قادسیہ | -21 |
| 637ء | 16ھ | جنگ جلولہ، خبریرہ فتح دمشق | -22 |
| 635ء | 14ھ | جنگ فحل، دو قعدہ، حمص | -23 |
| 636ء | 15ھ | جنگ یرموک، خوزستان | -24 |
| 637ء | 16ھ | فتح بیت المقدس | -25 |
| 638ء | 17ھ | معرکہ قمص (دوبارہ) | -26 |

شماریات

- | | | |
|--------------------|-----|--|
| 40 سال | -1 | سلسلہ نسب کو سی پشت پر حضور سے ملتا ہے |
| 29 سال | -2 | سن ولادت |
| 40 سال | -3 | ایمان لانے والوں میں نمبر |
| 50 سال | -4 | ایمان لانے کے وقت آپ کی عمر |
| 52 سال | -5 | حضور ﷺ کی بعثت کے وقت عمر |
| 63 سال | -6 | ہجرت مدینہ کے وقت عمر |
| 27 سال | -7 | حضور ﷺ کے وصال کے وقت عمر |
| 13ھ | -8 | خلافت سنبھالنے کے وقت عمر |
| 63 سال | -9 | وصال کے وقت آپ کی عمر |
| 6 | -10 | جتنے غزوات میں شمولیت کی |
| 13ھ | -11 | آغاز خلافت کا سال |
| 23ھ | -12 | شہادت کا سال |
| 6 | -13 | ازواج کی تعداد |
| 7 | -14 | بیٹوں کی تعداد |
| 2 | -15 | بیٹیوں کی تعداد |
| 17 سال | -16 | حضور ساتھ رفاقت کا زمانہ |
| 33 سال | -17 | قبول اسلام کے وقت عمر |
| 6 سال | -18 | بعثت کے بعد ایمان لائے |
| 27 سال | -19 | ان کی تائید میں جتنی آیات نازل ہوئیں |
| 40 | -20 | آپ ﷺ کے حق میں احادیث کی تعداد |
| 10 سال 6 ماہ 10 دن | -21 | عرصہ خلافت |

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ ثالث

آپ رضی اللہ عنہ ذی النورین یار باصفا
 مرتبہ اونچا ہے بے شک آپ کا
 دل میں تھا آقا کے ان کا احترام
 اور کرتے تھے ملائک بھی حیا
 دین کو جب بھی ضرورت آ پڑی
 آپ رضی اللہ عنہ نے قربان سب کچھ کر دیا
 جان دی دین ہدیٰ کی آن پر
 مرحبا مرحبا مجاہد مرحبا !

حضرت عثمان غنی خلیفہ ثالث

مولف کا نذرانہ عقیدت

دیکھنا ہو مرتبہ عالی اگر ایمان کا
 جذبہ ایثار دیکھو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
 جب بھی آئی دین پر کوئی گھڑی افتاد کی
 سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امداد کی
 کی مسلمانوں کی ہر دم دستگیری آپ رضی اللہ عنہ نے
 زندگی بھر کی امیری میں فقیری آپ رضی اللہ عنہ نے
 اپنا سب کچھ دے دیا ہدی کے نام پر
 جان تک قربان کر دی آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام پر
 مرتبہ عالی رہا جو و سخا میں آپ رضی اللہ عنہ کا
 کوئی بھی ثانی نہیں شرم و حیا میں آپ کا
 تھے ملائک بھی حیا کرتے رہے ان کا مدام
 سرور کونین خود کرتے تھے ان کا احترام
 لقب ذوالنورین سے ہی آپ کی تشہیر تھی
 سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ کی توقیر تھی
 آپ رضی اللہ عنہ استقلال سے قائم رہے حق بات پر
 آنچ آنے دی نہ ہر گز مصطفیٰ کی ذات پر
 دشمنی پر غیر کی دل میں نہ تھا خوف و خطر
 اتحاد عالم اسلام تھا پیش نظر

مصطفیٰ کے دین کی عثمان بے شک آن تھے
 آپ ﷺ تھے یار نبی اور جامع القرآن تھے۔
 جب کہ تھے بلوائی ان کی جان لینے کو تیار
 آپ ﷺ تھے ان پر نہ لیکن وار کرنے کو تیار
 تھے تلاوت کر رہے آپ ﷺ اس گھڑی قرآن کی
 واسطے اسلام کے بازی لگا دی جان کی
 اتحاد باہمی کی اہمیت جتلا گئے
 دین آقا کا بچایا خود شہادت پا گئے
 خدمت اسلام میں ایثار کا رنگ بھر دیا
 اک سنہری باب کا اس میں اضافہ کر دیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

ولادت تا شہادت

1- نام و نسب

آپ رضی اللہ عنہ کا خاندان رؤسائے قریش میں سے تھا اور غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا۔ آپ کے جد اعلیٰ امیہ بن عبدالمطلب تھے جن کے نام سے خاندان امیہ منسوب ہے ابوسفیان آپ ہی کے خاندان سے تھا عظمت و برتری میں قریش کے بعد آپ کا نمبر تھا۔

2- ولادت

اسم گرامی عثمان کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ذوالنورین تھا۔ والد کا نام عفان بن ابی العاص اور والدہ کا نام اروی بنت کریمہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نسب پانچویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل کے ۶ سال بعد ہوئی اس طرح حضور رضی اللہ عنہ سے عمر میں ۶ سال چھوٹے تھے۔

نوٹ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بچپن اور لڑکپن کے حالات کتب سیر اور تاریخ میں نہیں ملتے۔ قرآن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش نہایت خوشگوار ماحول میں فارغ البالی سے ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے لڑکپن ہی میں پڑھنا لکھنا سیکھ لیا تھا۔

3- پیشہ

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد شباب میں رؤسائے مکہ کا روایتی پیشہ اختیار کیا اور اپنی خداداد صلاحتیوں، امانت و دیانت اور صداقت کے عظیم شعار کے بل پر اس پیشہ میں غیر معمولی ترقی کی۔ مکہ کے سرفہرست متمول گھرانوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

4- قبول اسلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد ابھی تین ہی افراد مسلمان ہوئے تھے کہ

ایک دن حضرت عثمان غنی اپنی خالہ سعدی بنت گریز کے گھر تشریف لے گئے وہاں حضور ﷺ کے دعویٰ نبوت کا تذکرہ چھڑ گیا۔ آپ ﷺ کی خالہ نے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہ کے رسول ہیں ان کے پاس جبرائیل آتے ہیں ان کا پیغام سپیدہ سحر کی طرح روشن اور حیات افروز ہے ان کے دین میں خیر ہے ان کا حکم ماننے میں کامیابی ہے۔ ان کے ساتھ محاذ آرائی دنیا اور آخرت کی ذلت کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت عثمان اپنی خالہ کی یہ باتیں سن کر اٹھے اور سیدھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انتہائی قابل اعتماد دوست تھے۔ ان سے ان باتوں کا تذکرہ کیا جو اپنی خالہ سے سنی تھیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمانے لگے۔ ”اے عثمان تم صاحب فہم و فراست ہو تمہاری عظمت کے حوالے سے حق اور باطل تم سے مشتبہ نہیں رہ سکتا۔ تمہاری قوم جن خود تر رشیدہ بتوں کی عبارت کرتی ہے یہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکنے پر قادر ہیں۔ نہ تو یہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ حضرت عثمان نے جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فرمودہ ان حقائق کی تصدیق کی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ”عثمان! خدا کی قسم تمہاری خالہ نے درست کہا ہے محمد بن عبد اللہ! اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جن کو حق تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ تم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کا کلام سنو۔ حضرت عثمان اسی وقت حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں عرض کیا تو حضور فرمانے لگے۔ ”اے عثمان! اللہ تعالیٰ کی جنت قبول کر لو میں تمہارا اور تمام مخلوق کا رسول ہوں۔“ یہ کلام اثر آفرین سنتے ہی حضرت عثمان نے عرض کیا میں آپکی نبوت پر ایمان لاتا ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہو چکے تھے اور اس اعتبار سے آپ رضی اللہ عنہ نے چوتھے نمبر پر اسلام قبول فرمایا۔

آپ کے قبول اسلام کے بارے میں ایک اور روایت بھی موجود ہے جسے کہ مدائنی نے بسند عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خالہ مسماۃ اروی بنت عبدالمطلب کے گھرانہ کی عیادت کو گئے اسی دوران میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف لے آئے۔ ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تذکرہ اور چرچا جا بجا تھا۔ اس تناظر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغوردیکھنا شروع تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ”اے عثمان! کیا بات ہے“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تعجب ہو رہا ہے کہ ہم لوگوں میں آپ کا کیا مرتبہ تھا اور اب آپ پر کیا افترا پردازی کی جا رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات سن کر جواب میں فرمایا ”لا الہ الا اللہ“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کلمہ کے یہ الفاظ سن کر میں کانپ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: ”اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ چیزیں جن کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمان وزمین کے پروردگار کی قسم بے شک یہ سب اسی طرح حق ہیں جس طرح کہ تم بات کرتے ہو“ ان ارشادات عالیہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل پڑے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بصد عقیدت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (۱۱، استعاب ص ۲۶۵)

5- آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک

ابن عساکر بیان کرتے ہیں کہ آپ درمیانی قد کے خوبصورت شخص تھے۔

رنگ میں سفیدی کے ساتھ سرخی کا نہایت حسین امتزاج تھا چہرے پر برائے نام چچک کے داغ تھے۔ جسم کی ہڈیاں چوڑی اور مضبوط تھی۔ کندھے پھیلے ہوئے تھے۔ پنڈلیاں بھری بھری تھیں۔ ہاتھ لمبے لمبے تھے جن پر کافی بال تھے۔ سر کے بال گھنگھریالے تھے۔ دانت بہت خوبصورت تھے۔ اور سونے کے تار سے بندھے ہوئے تھے۔ کنپٹیوں کے بال کانوں کے نیچے تک تھے۔ بالوں پر آپ پیلے رنگ کا خضاب کیا کرتے تھے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن حزم مازنی سے روایت ہے کہ میں نے عورتوں اور مردوں میں کسی کو حضرت عثمان سے زیادہ حسین اور خوبصورت نہیں پایا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گوشت کا ایک پیالہ دے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا۔ میں وہاں پہنچا تو اجازت لے کر اندر گیا اور حضرت بی بی رقیہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے ان دونوں نورانی چہروں کو بغور دیکھا تو میں نے انہیں بہت حسین پایا۔ جب میں واپس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اسامہ! کیا تم عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر بھی گئے تھے۔ میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں اجازت لیکر اندر بھی گیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اسامہ! کیا تم نے ان میاں بیوی سے حسین تر کسی میاں بیوی کو دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں دیکھا۔ (تاریخ الخلفاء)

6- مصائب و آلام

ابن سعد سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو ان کا پورا خاندان بھڑک اٹھا۔ چونکہ ان کا تعلق روسائے قریش سے تھا اور ان کا خاندان ایک متمول اور بااثر خاندان تھا۔ اس لئے ان کا ایمان لانا جہاں اسلام کی تقویت کا باعث تھا وہاں قریش کی بدترین شکست کے بھی مترادف تھا اس لئے وہ

سب لوگ آپ ﷺ کے ایمان لانے پر سیخ پا ہو گئے۔ آپ کے چچا حکم بن العاص اس قدر برہم ہوئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ جب تک تم نئے دین کو ترک نہیں کرو گے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور اسی طرح باندھ کر رکھیں گے۔ ان نادانوں کو معلوم نہ تھا کہ یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اتار دے“ حضرت عثمان غنی نے فرمایا ”رب ذوالجلال کی قسم مذہب اسلام کو میں کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور نہ کبھی اس دولت لازوال سے دست بردار ہو سکتا ہوں۔ میری جان تو جاسکتی ہے مگر ترک ایمان نہیں ہو سکتا۔“

ایک دفعہ ایک کوٹھری میں آپ ﷺ کو بند کر دیا گیا اور کوٹھری میں اس قدر دھواں بھرا کہ آپ کا دم گھٹنے لگا لیکن آپ کے ایمان و استقلال میں ذرا بھر فرق نہ آیا اور باطل اپنے تمام تر شیطانی حربوں کو بروئے کار لا کر بھی آپ کو دین اسلام سے برگشتہ نہ کر سکا۔

7- حضرت رقیہ سے عقد: 3ھ بعثت نبوی

حضور ﷺ کی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہو چکا تھا لیکن ابولہب کی اسلام دشمنی نے اس کو اس قدر بدحواس کر دیا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے پر دباؤ ڈال کر حضرت رقیہ کو طلاق دلادی۔ حضور ﷺ نے اپنی اس بیٹی کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا دیا تقریباً دس سال تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی صاحبزادی کی زوجیت کا شرف حاصل رہا۔

8- ہجرت حبشہ ۵ بعثت نبوی

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کفار کا ظلم و ستم حد سے تجاوز کر گیا تو حضور ﷺ نے انہیں ملک حبشہ میں ہجرت کر جانیکی اجازت فرمادی۔ حبشہ کی پہلی ہجرت نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینہ میں ہوئی یہ قافلہ گیارہ مردوں اور پانچ عورتوں پر مشتمل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا سمیت ہجرت کر رہے تھے۔ اور

اس قافلہ مہاجرین کے سالار تھے۔ آپ نے سب سے پہلے اپنی اہلیہ سمیت ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بلاشبہ عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) پہلے شخص ہیں جس نے خدا کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنی زوجہ کے ساتھ ہجرت کی۔ مسلمان مہاجرین حبشہ میں نجاشی کے زیر سایہ بحفاظت رہنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک خبر حبشہ میں گردش کرنے لگی کہ مسلمانوں اور قریش کے درمیان مفاہمت ہوگئی ہے اور مسلمان اب بے خطر رہنے لگے ہیں اس خبر پر کچھ لوگ حبشہ سے عازم مکہ ہوئے لیکن یہاں پہنچ کر پتہ چلا کہ حالات کی کشیدگی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ کچھ دیر مکہ پاک میں قیام کر کے حضور ﷺ کی اجازت سے ایک بہت بڑا قافلہ ہجرت کر کے عازم حبشہ ہوا۔ اس قافلہ میں ۸۲ مرد اور ۲۰ عورتیں شامل تھیں۔

9- ہجرت مدینہ ۳ بعثت

آپ ﷺ کو حبشہ سے واپس آئے زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ہجرت مدینہ کا حکم موصول ہوا اور رسول خدا نے مدینہ کی طرف ہجرت کر سکنے کی مسلمانوں کو اجازت عطا فرمادی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی عازم مدینہ ہوئے اس سفر میں بھی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھی۔ آپ نے مدینہ منورہ سے ۵ میل باہر قبا کے مقام پر قیام فرمایا۔ حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سے آملے اور تعمیر مسجد میں حضور ﷺ کا ہاتھ بٹایا۔

تعمیر مسجد سے فارغ ہو کر جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لے گئے اور مواخات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو الفرش بن ثابت انصاری کا بھائی بنایا اس کے بعد جلدی ہی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ستر علالت پر صاحب فراش ہو گئیں۔

10- حضرت رقیہ کی وفات ۲ھ

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عین اس دن جب دن حضرت زید رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں

مسلمانوں کی شاندار کامیابی کی خبر لائے وفات پائی تھی۔ آپ ﷺ کی تدفین ہو رہی تھی کہ اس فتح عظیم کی خبر مسلمانوں کو پہنچی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے باعث حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میدان بدر میں جانے سے روک دیا تھا اور فرمایا تھا کہ آپ کو اللہ کی طرف سے مجاہدین جتنا ثواب اور مال غنیمت میں مجاہدین جتنا حصہ ملے گا۔

11- حضرت ام کلثوم سے عقد ۴ھ

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے دو سال بعد حضور ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی سے کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سفر و حضر، جنگ و صلح غرضیکہ کسی بھی حالت میں حضور ﷺ سے جدا نہیں ہوئے تھے۔

12- بیعت رضوان ۶ھ

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر قریش مکہ کے پاس بھیجا۔ حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ قریش ان کے اخلاق کے باعث ان کا احترام کرتے ہیں۔ اس افواہ پر کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے آپ ﷺ نے ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا انتقام لینے کی بیعت لی جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی آیا ہے اور اسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور عثمان کی بیعت بھی میں اسی وقت لیتا ہوں۔

13- ذوالنورین کا لقب ۴ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب غنی اور ذوالنورین ہے۔ غنی اس لئے ہے کہ آپ بے حد مخیر تھے اپنی دولت اسلامی امور پر صرف کر دی۔ غزوات کے موقع پر عدیم المثال قربانیوں کا مظاہرہ فرماتے ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتے۔ صدقات کثرت سے غرباء اور مساکین کو عطا فرمایا کرتے تھے۔

14- وجہ ذوالنورین

ذوالنورین اس لئے کہ آپ کو یکے بعد دیگرے حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے شرف زوجیت سے سرفراز فرمایا گیا اس کے معنی ہیں (دونوروں والا)

15- غزوات میں شمولیت

حضرت عثمان غنی سوائے غزوہ بدر کے ہر غزوہ میں حضور ﷺ کے دوش بدوش صف آراء رہے اور اپنی عقیدت اور جذبہ ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ غزوہ بدر میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شدید علالت کے باعث حضور ﷺ کی اجازت سے آپ نے شمولیت نہ فرمائی لیکن آپ کو اصحاب بدر میں شمار بھی کیا گیا اور مال غنیمت میں حصہ بھی عطا ہوا۔

16- حضرت ام کلثوم کی وفات ۹ھ

۹ھ میں آپ کی دوسری بیوی ام کلثوم بنت محمد علیہ السلام نے بھی انتقال فرمایا۔ حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور تجہیز و تکفین کی اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”عثمان اپنے اعلیٰ اخلاق کے باعث اس منصب پر ہے کہ اگر میرے ہاں کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں تیسری بیٹی بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں دے دیتا۔“

17- خلافت کے لئے انتخاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تیسرے دن تمام مسلمان خلافت کے انتخاب کے لئے اکٹھے ہوئے تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا کہ میری رائے ہے کہ پہلے تین آدمی دوسرے تین آدمیوں کے حق میں دستبردار ہو جائیں اور دوسرے تین آدمی بیٹھ کر آپس میں خلیفہ کا انتخاب کر لیں۔ اس تجویز کو بھرپور تائید حاصل ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے حق میں اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق

میں دستبردار ہو گئے۔ اب یہ تینوں آدمی مشورہ کے لئے الگ ہوئے تو حضرت عبد الرحمن نے انہیں فرمایا کہ میں خلافت کو ناپسند کرتا ہوں اس لئے میں اس کا امیدوار نہیں ہوں آپ دونوں میں اگر کوئی ایسے جذبات رکھتا ہو تو اس کا اظہار فرمائے لیکن ان دونوں کی طرف سے سکوت رہا۔ اس پر حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا آپ لوگ اس انتخاب کا کام میرے سپرد کر دیں۔ دونوں حضرات (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) اس تجویز پر متفق ہو گئے اور فرمایا کہ ہم انتخاب خلیفہ کا کام آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ اب حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت علی کے پاس گئے اور عرض کیا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! آپ اسلام قبول کرنے والوں میں سابقین اولین میں سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی عزیز ہیں۔ لہذا اگر آپ کو خلیفہ مقرر کر دیا جائے تو آپ قبول فرمائیں گے اور اگر میں کسی دوسرے کو آپ پر خلیفہ مقرر کر دوں تو آپ رضی اللہ عنہ اس کی اطاعت کریں گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے منظور ہے۔ پھر حضرت عبد الرحمن نے یہی سوال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تو انہوں نے بھی دونوں باتوں کو تسلیم کر لیا جب یہ دونوں حضرت عہد و پیمانہ کر چکے تو عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی کے علاوہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور جملہ مقتدر مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا اور دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثرت حضرت عثمان کے انتخاب کے حق میں ہے اس لئے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ ثالث منتخب قرار پائے۔

17- خلافت عثمان ۲۳ تا ۳۵ھ بمطابق ۶۴۵ تا ۶۵۵ء

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ مقرر ہو جانے پر جب تمام مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ

سے بیعت کر لی تو آپ ﷺ نے منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ ”آپ ﷺ نے لوگوں کو صالح اعمال اور ثوابِ آخرت کی طرف توجہ دلائی۔ مال و دولت کی کثرت کے باعث مسلمانوں میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کی مذمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ دنیا ایک فریب کا جال ہے اس سے بچ کر رہو۔ شیطان کے پھندے سے بچو اور اپنی زندگیوں کو اللہ کی رضا جوئی میں خرچ کرو“ اس کے بعد مختلف اسلامی صوبوں میں حاکموں اور افسران فوج کے نام فرمان جاری کئے۔ کہ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرو اور جس طرح خلفائے سابق رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے میں مذہبی اور سیاسی امور کو نیک نیتی اور تندہی سے انجام دیتے چلے آئے ہو اسی پر کام کرتے جاؤ۔

18- پہلا مقدمہ

حضرت فاروق اعظم کی شہادت پر بظاہر تو ایک ہی قاتل فیروز نامی تھا جس نے خود ہی خودکشی کر لی تھی۔ لیکن درحقیقت یہ شہادت ایک سازش کا نتیجہ تھی۔ جن کا مرکزی کردار برمزان والی ایران تھا اور جنیفہ بھی اس میں شامل تھا۔ یہ انکشاف ہو جانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ہرمزان اور جنیفہ کو قتل کر دیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے جو کہ عارضی طور پر خلافت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر اپنے گھر ہی میں قید کر دیا اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں تو سب سے پہلے یہی مقدمہ آپ رضی اللہ عنہ کے پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مقتدر صحابہ اور مشیران خاص سے مشورہ کیا۔ صحابہ کرام میں اختلاف رائے دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے اور بالآخر کافی غور و غوض کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے خون بہا کی ادائیگی اپنے ذمہ لے لی اس فیصلہ سے لوگ بھی خوش ہو گئے اور ہرمزان وغیرہ کے رشتہ دار بھی راضی ہو گئے۔

19- ہمدان اور رے میں بغاوت

آپ ﷺ کو خلافت سنبھالے ابھی چھ ماہ بھی نہ ہوئے تھے کہ ہمدان اور رے میں بغاوت ہو گئی۔ لیکن مغیرہ بن شعبہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما وغیرہ کی کوشش سے یہ بغاوتیں فرو کر دی گئیں۔

20- مصر میں بغاوت

مصر والوں نے بھی بغاوت کی جسے فرو کرنے کے لئے آپ ﷺ نے عمرو بن عاص کو متعین فرمایا اور ان کی کوشش سے اس بغاوت کو فرو کر دیا گیا۔

21- عہد عثمان کی فتوحات

حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت کی طرح آپ ﷺ کے دور میں بھی اسلامی فتوحات کا سلسلہ بدستور جاری رہا اور اسلامی عملداری کا دائرہ وسیع ہوتا رہا۔ جس کا اجمالاً تذکرہ درج ذیل کی سطور میں کیا جا رہا ہے۔

خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۲ ہجری میں سکندریہ رے فتح ہو یہ خراساں کا ایک مرکزی شہر تھا جو کہ آج کل ایران کا دارالسلطنت ہے اور تہران کے نام سے مشہور ہے۔ آذربائیجان اور آرمینیا بھی اسی سال فتح ہوئے۔

۲۶ ہجری میں مسلمانوں نے شہر شاہ پور پر قبضہ کر لیا اور طرابلس، الجزائر اور مراکش کے علاقے فتح کئے۔

۲۷ ہجری میں حضرت امیر معاویہ نے امیر المومنین کی اجازت سے سمندری راہ اختیار کرتے ہوئے قبرص پر حملہ کیا اور فتح پائی اور جزیرہ کی ادائیگی طے پائی۔ اسی سال جرجان اور جبر بھی فتح ہو کر مملکت اسلامیہ میں شامل کئے گئے۔

۲۷ ہجری میں حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے مصر پر حملہ کیا اور اسے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔

اسی سال اسپین یعنی ہسپانیہ پر مسلمانوں کا تسلط ہو گیا۔
 ۲۹ ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے طبرستان فتح ہوا۔
 ۳۳ ہجری کو قسطنطنیہ سے متصل علاقے مرور، طالستان اور جرجان فتح ہوئے
 اور اسلامی عملداری میں شامل کئے گئے۔

اور بہت سے علاقے فتح ہو کر سلطنت اسلامیہ میں شامل کئے گئے۔
 ۳۰ ہجری میں جور، خراساں اور نیشاپور صلح کے ذریعے فتح ہوئے۔
 ایران کے بہت سے دوسرے شہر طوس، سرفس، مرو اور بیہق بھی صلح کے ذریعے
 فتح ہوئے اور مملکت اسلامیہ میں شامل کئے گئے۔

آپ کے دور خلافت میں مملکت اسلامیہ کی حدود ہندوستان روس، افغانستان
 ، لیبیا، الجزائر، مراکش اور بحیرہ روم کے جزائر تک وسیع ہو گئی تھیں۔
 ان فتوحات سے حاصل ہونے والا مال غنیمت اس قدر زیادہ فاضل تھا کہ
 ایک ایک سپاہی کے حصہ میں ایک ایک لاکھ روپے آئے۔ اس وقت کا مروجہ سکہ بدرہ
 دس ہزار درہم کا ہوتا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ۱۰۶)

22- ابن سبا کی شرانگیزی ۳۳ھ

عبداللہ ابن سبا یمن کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ جس نے اپنی مذہبی کتابیں
 خوب پڑھی تھیں۔ بڑا چالاک گرگ باراں دیدہ اور سازشی دماغ کا آدمی تھا اس کو
 مسلمانوں سے یہودیوں کی پرانی عداوت نکالنے کا موقع مل گیا۔ چونکہ وہ یہودی
 مذہب پر قائم رہ کر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا تھا اس لئے اس نے اسلام کا
 لباس پہن کر اپنی سازش کی ابتداء کی چنانچہ وہی مکار یہودی مدینہ منورہ میں آ کر بظاہر
 مسلمان ہو گیا اور اپنی یہودیت اور خباثت کو مسلمانوں کے نام سے چھپا کر اپنے اصل
 مقصد کے حصول کے لئے کوشش شروع کر دی۔ ابن سبا نے سب سے پہلے زمانہ

جاہلیت کی اس پرانی چشمک کو ابھارنے کی کوشش شروع کی جو کبھی بنو ہاشم اور بنو امیہ میں پائی جاتی تھی اور اسلام کے بعد بالکل دب گئی تھی اس نے محبت اہل بیت کے لباس میں اہل بیت کی حمایت کرتے ہوئے خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ ہر پیغمبر کے ساتھ ایک وزیر ہوتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور خلافت کے اصل حقدار یہ ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو رو ستم کر کے خلافت حاصل کی ہے اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بالکل ناحق ہے اور ان کو معزول کرنا ضروری ہے۔ تفریق کا یہ بیج بونے اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لانے کے بعد اس نے کھلم کھلا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تنقید کے درج ذیل انداز اختیار کئے۔

عثمانی عمال اور گورنروں کو ہر ممکن طریقہ سے بدنام کرنا۔

حضرت عثمان کی کنبہ پروری کی داستان مشہور کرنا۔

آپ رضی اللہ عنہ کے ذاتی مال سے صدقات و خیرات اور جو دوسخا کے متعلق یہ ظاہر کرنا کہ یہ بیت المال کی رقم بطور اسراف خرچ کر رہے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کو مالدار بنا رہے ہیں۔

سرزمین عجم میں ابن سبا کی تحریک نے زور پکڑ لیا۔ کیونکہ اہل عجم ایک تو یہ چاہتے تھے کہ اسلامی خلافت ایک ایسے موروثی قالب میں ڈھل جائے کہ اس پر اہل بیت کے سوا کوئی اور متمکن نہ ہو سکے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو کہ یزدگرد شاہ ایران کی لڑکی شہر بانو کے بیٹے تھے اہل عجم یہ چاہتے تھے کہ خلافت عجمی شاہزادی کی اولاد کے لئے تا قیامت محفوظ ہو جائے۔ ان وجوہات کی بناء پر عراق وغیرہ میں ابن سبا کی تحریک خوب بار آور ہوئی۔

ابن سبا نے خود عراق اور مصر وغیرہ میں جا کر حضرت عثمان کے خلاف سازشی

جماعتیں ترتیب دیں سب سے پہلے ۳۳ھ میں عبد اللہ بن عامر کو ابن سبا کی ان سازشوں کا علم ہوا تو انہوں نے اسے اپنے ہاں سے نکال دیا وہ بد بخت سیدھا کوٹہ پہنچا اور یہاں اپنی انہی منفی کاروائیوں اور زہریلے پروپیگنڈہ کو جاری رکھا۔ چنانچہ کوفہ اور بصرہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی علانیہ مخالفت شروع ہو گئی۔ یہ خبیث جہاں بھی جاتا سادہ لوح مسلمانوں کو بتاتا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت کا آدمی ہوں اور ان ہی کے ایماء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتا ہوں وہ اس مشن میں میرے رہنما ہیں اور وہ خود کھل کر سامنے نہیں آتے اور ان کا میدان میں مقابلہ کرنا نہیں چاہتے بہ ظاہر وہ اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ان کے مخالفت ہیں۔

23- کوفہ میں سبائیوں کا فتنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف نکتہ چینی تو بہت عرصہ سے اس گروہ نے شروع کر رکھی تھی اور لا تعداد مسلمانوں کو اپنے ہم نوا بھی بنا لیا تھا۔ لیکن کسی کو آپ کے خلاف اٹھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی سب سے پہلے ۳۲ھ میں کوفہ کے ایک انقلابی یزید بن زید سبائیوں کی ایک کثیر تعداد ساتھ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دست برداری کا مطالبہ کرنے کے لئے چلا لیکن راستے میں گرفتار ہونے کے بعد یہ کہا کہ میں تو صرف گورنر سعید بن العاص کی شکایت کرنے جا رہا ہوں تاکہ اسے وہاں سے تبدیل کر دیا جائے۔

24- حضرت عثمان کی کوشش اصلاح

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فطرتاً حلیم طبع اور متمثل مزاج تھے آپ میں عفو و درگزر کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ آپ ان شر پسندوں کی شکایت بھی تحمل سے سنتے اور ان کا تدارک فرماتے تھے۔ آپ نے اہل کوفہ کے اس وفد کی شکایت پر گورنر سعید بن العاص کو وہاں سے تبدیل کر کے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو وہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ بشری تقاضوں کے تحت عثمانی عمال سے لغزشیں ہو جاتیں تھیں۔ آپ ان کا علم ہو جانے پر ان کا

تدارک بھی کرتے اور اصلاح احوال کی بھرپور کوشش جاری رکھتے لیکن ایسے مواقع پر مخالفین انہیں بدنام کرنے کے لئے رائی کا پہاڑ بنا کر خوب مشتہر کرتے اور لوگوں کو آپ سے بدظن کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھتے۔

25- سبائیوں کا مدینہ منورہ پر قبضہ ۳۲ھ

حضرت عثمان اصلاح احوال کی کوششوں میں مصروف تھے کہ فتنہ انگیزوں کا ایک جم غفیر حج کے بہانہ سے مدینہ منورہ آیا اور مسجد نبوی کے گرد گھیرا ڈال کر خلیفہ ثالث پر سنگ باری شروع کر دی۔ مصر کے باغی مروان کے خط کا بہانہ بنا کر سبائیوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ فتنہ انگیزوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر کے ہر شے اندر سے روک دی آخر میں پانی تک بند کر دیا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ان کے سمجھانے کے لئے وہاں تشریف لے گئیں۔

بلوایوں نے ان کی شان میں بھی ناملائم الفاظ استعمال کئے رفتہ رفتہ تمام مدینہ پر بلوایوں کا قبضہ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بارہا سمجھایا مگر اثر کچھ نہ ہوا۔ کیونکہ محبت علی تو ایک بہانہ تھا انہیں اہل بیت سے کچھ سروکار تھا اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ حقیقی تعلق۔

26- حضرت عثمان کی شہادت ۳۵ھ

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کیا بلحاظ مظلومیت و مصائب کے یا بلحاظ ان نتائج و فتن کے جو آپ کی شہادت کے دوران پیش آئے اس امت میں سب سے پہلی بے نظیر شہادت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے آپ کی شہادت اور شہادت کے نتائج کو بیان فرما چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”عثمان کو شہید کرنے کی یہ سزا ملے گی کہ پھر مسلمانوں کی تلواریں آپس میں چلنے لگیں گی اور اسلامی فتوحات کا دروازہ بند ہو جائے گا۔“

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ آپ کی خلافت کے آخری ایام میں سات سو آدمی مصر سے حاکم مصر کی شکایت لے کر آئے اور عبد اللہ بن سرح کے

مظالم سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ خلیفہ ثالث نے ان کی شکایت کے حوالہ سے وائی مصر عبداللہ بن سرح کو معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو حاکم مقرر فرما دیا جب یہ فتنہ فرو ہوتا ہوا دیکھا تو عبداللہ بن سبا کی سازشی جماعت کو سخت پریشانی ہوئی اور انہوں نے سوچا کہ ہمارا تو کیا دھرا خاک میں ملا جاتا ہے۔ لہذا فوراً ایک جعلی خط حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم مصر کے نام اس مضمون کا تیار کیا کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آتے ہیں ان کو فوراً قتل کر دو اور اپنی حکومت پر بدستور قائم رہو۔ ادھر محمد بن ابی بکر حکومت مصر پر اپنی تقرری کا پروانہ لے کر روانہ ہوئے۔ ادھر ایک غلام کے ہاتھ جعلی خط روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو گرفتار کر لیا اور یہ خط بھی اس سے حاصل کر لیا۔ گرفتار ہو جانے پر یہ غلام کبھی تو کہتا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں اور کبھی کہتا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ بہر حال اس جعلی خط کو دیکھ کر محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھی نہایت برہم ہوئے اور بجائے مصر جانے کے مدینہ منورہ لوٹ آئے اور تمام صحابہ کو جمع کر کے یہ خط ان کے سامنے پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مع دوسرے صحابہ کرام کے اس خط کو مع غلام کے حضرت عثمان کے پاس لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلام بھی میرا ہے۔ اونٹ بھی میرا ہے مہر بھی میری ہے مگر خدا کی قسم یہ خط میرا نہیں ہے۔ اور نہ مجھے اس کا علم ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی قسم کا یقین کیا اور اقرار کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے خط پہچانا گیا تو مروان کا لکھا ہوا ثابت ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مروان کو دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا اور پانی ان پر بند کر دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو تھوڑا سا پانی بمشکل تمام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچایا اور حضرت حسنین کریمین کو حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے ان کے دروازے پر متعین کر دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزیر رضی اللہ عنہ

اور کئی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے بیٹے حضرت عثمان کی حفاظت کے لئے بھیج دئے۔ بلوائیوں نے تیر اندازی شروع کر دی جس سے یہ حفاظت کرنیوالی جماعت سخت زخمی ہو گئی حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو خون میں نہا گئے اس کے بعد کچھ لوگ پشت کی دیوار پھاند کر اندر آ گئے اور خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا۔ بوقت شہادت آپ تلاوت قرآن میں مشغول تھے۔ آپ کا خون جو بہا تو قرآن مجید کی اس آیت پر پڑا ”فسی کفیکہم اللہ السميع العليم“ شہادت سے پہلے حضرت عثمان نے اتمام حجت کے لئے اپنے فضائل کا لوگوں سے اقرار کرایا۔ اس وقت انصار نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ کی مظلومیت ہم سے دیکھی نہیں جاتی اگر آپ حکم دیں تو ان باغیوں کو ہم بھی تہس نہس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے حکم سے مسلمانوں کا خون بہایا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ پھر آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیے۔ آپ نے فرمایا بخدا رسول خدا مجھے اس کی ممانعت فرما گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اب آپ کی مظلومیت کی برداشت ہم میں نہیں ہے۔ فرمایا ”آج ان سب مظالموں کا خاتمہ ہے کیونکہ آج میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور افطار کے وقت تک انشاء اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤنگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ”ان اللہ وان الیہ راجعون“

اتباع نبی تھی پیش نظر موت تک حق کی طرفداری
تادم مرگ آپ نے کیے شک خون مسلم کی پاسداری کی
ایک دوسری روایت میں ہے کہ سترہ ذی الحج جمعہ المبارک کا دن تھا۔ آپ نے اس روز خواب میں دیکھا۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں ”عثمان جلدی کرو آج جمعہ میرے ساتھ پڑھنا“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ اب وقت قریب

آپہنچا ہے۔ آپ ﷺ نے لباس تبدیل کیا اور قرآن پاک تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد باغیوں نے حملہ کر دیا اور کچھ لوگ مکان کی پشت پر سے دیوار پھلانگ کر اندر آ گئے۔ محمد بن ابی بکر نے آپ کی داڑھی پکڑ کر کھینچی تو آپ ﷺ نے فرمایا بھتیجے اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو وہ اس فعل کو ناپسند کرتے۔ کنایہ بن بشر نے آپ ﷺ کی پیشانی پر لوہے کی ایک سلاخ زور سے ماری جس سے آپ گر پڑے اور زبان سے یہ کلمات نکلے ”بسم اللہ وتو کلت علی اللہ“ سواد بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا اور خون کے چھینٹے قرآن مقدس پر پڑے اس جانکاہ حادثہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تحفظ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ کی انگلیاں کٹ گئیں آپ ﷺ کی شہادت کے بعد تین دن تک آپ کا جسد مبارک تدفین سے محروم رہا۔

باب متفرقات

ازواج و اولاد

آپ ﷺ نے 8 نکاح کئے جن میں سے 15 بچے ہوئے

نمبر شمار	نام زوجہ	اولاد
1	حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ	عبداللہ
2	حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ	
3	فاختہ بنت غزوان	عبداللہ اصغر
4	ام عمرو بنت جندب	عمر، خالد، ایان اور مریم
5	خاتمہ بنت الولید	ولید، سعید، اور ام سعید
6	ام البنین بنت عیینہ	عبدالملک
7	رملہ بنت شیبہ	عائشہ، ام ابان، ام عمرو

مریم، عتبہ

8- نائلہ بنت الفرافصہ

سیرت کے اہم پہلو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر کے سوا تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمات اور سیرت مطہرہ کے چند پہلو بیان کئے جاتے ہیں۔

1- کتابت وحی

آپ رضی اللہ عنہ بہت خوش نویس تھے۔ کتابت میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مقدس کی کتابت کا کام آپ ہی کے سپرد کر رکھا تھا۔ جب بھی کوئی نئی آیت مقدس نازل ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہ کو بلوا کر وہ آیت لکھوا دیتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کا وقت تھا ایک آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوا بھیجا۔ اور وہ آیت مقدسہ انہیں لکھا دی گئی۔

2- خشیت الہی

آپ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بار جنت کی بشارت دی تھی اس کے باوجود خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی قبر کے پاس سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک آنسو سے تر ہو جاتی کسی نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس قدر گریہ کا سبب پوچھا تو فرمایا ”میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر یہاں آسانی ہوئی تو آئندہ درپیش منازل آسان ہوں گی۔ اگر یہاں دشواری ہوئی تو باقی تمام منازل میں سرخروئی کا کوئی امکان نہیں

3- عبادت

عہد خلافت میں عموماً دن کا وقت کار خلافت میں گزارتے اور رات کا اکثر حصہ اللہ کے حضور عبادت میں گزارتا تھا۔ کبھی کبھی ایک رات میں پورا قرآن ختم کر

دیتے تھے۔ دوسرے اور تیسرے روز عموماً روزہ رکھتے اور کبھی کئی دن روزے سے رہتے اور رات کو صرف اتنا کھاتے جس سے زندگی کا سلسلہ قائم رہے۔

4- جمع قرآن

آپ ﷺ نے اپنے دور خلافت میں سب سے اہم جو کارنامہ سرانجام دیا۔ وہ قرآن مقدس کو لغت قریش کے مطابق رائج کرنا تھا۔

اس سے قبل مسلمانوں کو سات لغات پر قرآن پڑھنے کی اجازت تھی لیکن ساتوں لغات میں بعض الفاظ ایسے بھی تھے جو دوسری لغات میں نہ ملتے تھے اس وجہ سے ناواقف لوگ ایک شخص کی قرات کو دوسرے شخص کی قرات کے خلاف سمجھ کر اس کی تکذیب کرنے لگے تھے اور اس سے ناخوشگوار بحث کا سلسلہ چل نکلتا تھا۔ حضرت عثمان نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے تمام بلاد اسلامیہ سے قرآن پاک کے نسخے منگوائیے اور ان کو دھلوا کر سادہ کاغذوں کو جلا دیا۔ اور جو نسخہ حضرت ابو بکر ﷺ کے عہد میں لغت قریش کے مطابق تیار ہوا تھا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا اس کی نقلیں تیار کرائیں۔ اور تمام بلاد اسلامیہ میں بھیج دیں۔ آج ہمارے ہاتھوں میں قرآن کا جو واحد نسخہ موجود ہے یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کی کاوش کا ثمر ہے۔

5- بئر رومہ

مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو یہاں پینے کے پانی کی شدید قلت تھی۔ صرف ایک میٹھا کنواں تھا جس کا نام بئر رومہ تھا اور یہ ایک یہودی کے قبضہ میں تھا۔ اسی کا مالک اس کا پانی گراں قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس صورت حال کا جائزہ لیا تو فرمایا کہ جو شخص اس کنویں کو مول لے کر وقف کر دے اسے جنت ملے گی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو خرید کر وقف کر دیا۔

6- مسجد نبوی کی توسیع

مسجد نبوی پہلے بالکل چھوٹی سی مسجد تھی۔ مسجد سے ملحقہ ایک قطعہ زمین بک رہا

تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص زمین کا یہ ٹکڑا خرید کر مسجد میں شامل کر دے اللہ تعالیٰ یقیناً اس کا ٹھکانہ جنت بنا یگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ زمین کا ٹکڑا خریدا اور مسجد کیلئے پیش کر دیا۔

7- جنگ تبوک

یہ وہ وقت تھا جب کہ مسلمانوں پر انتہائی تنگ دستی، خستہ حالی، غالب تھی اور اس وقت کی سب سے بڑی طاقت نے انہیں لاکارا تھا۔ حضور ﷺ کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے مسلمانوں حسب ہمت طاقت امداد کر رہے تھے لیکن عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اپنا ہی ایک انداز تھا۔ آپ ﷺ دس ہزار اشرفیاں اپنی آستین میں ڈال کر لے آئے اور حضور ﷺ کی جھولی میں ڈال دیں۔ حضور ان اشرفیوں کو اپنی جھولی میں الٹ پلٹ رہے تھے اور دعا فرما رہے تھے۔ ”اے اللہ عثمان سے راضی ہو جا۔ میں اس سے راضی ہوں“

8- حیا داری

حیاء اسلامی کردار کا ایک نہایت ہی اہم پہلو ہے۔ آپ ﷺ کو اس شعبہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ جس کا اعتراف حضور ﷺ نے بھی فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے۔ ”میں اس شخص سے کیوں حیا نہ کروں۔ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔“ ایک اور حدیث مقدسہ ہے ”نبی کے بعد سب سے زیادہ حیا دار اس امت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔“

9- صدقات و خیرات

اس میدان میں بھی آپ ﷺ کی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔ ”مجھے تین چیزیں مرغوب ہیں۔ (۱)۔ بھوکوں کو آسودہ رکھنا۔ (۲) ننگوں کا تن ڈھانپنا (۳) قرآن مقدس کی تلاوت کرنا، گویا غرباء و مساکین کی امداد آپ ﷺ کی زندگی کا مشن تھا اگر آپ کے حالات زندگی کا جائزہ لیا جائے تو انفاق فی

سبیل اللہ کے حوالے سے مسجد نبوی کی توسیع کے وقت غزوہ تبوک کے موقع پر۔ بیئر رومہ کی خریداری کے ضمن میں۔ غلاموں کی آزادی کے حوالے سے آپ سرفہرست نظر آتے ہیں۔ ان غیر معمولی اوصاف کی بناء پر آپ کے اسم گرامی کے ساتھ غنی کا لفظ بطور لاحقہ استعمال ہونے لگا تھا۔

10- تواضع و انکساری

آپ ﷺ کو قدرت کاملہ نے بے پناہ رزق حلال سے نوازا تھا۔ اتنی دولت و ثروت کے باوجود آپ ﷺ کی طبیعت نہایت سادہ اور مائل بہ عجز و انیاز تھی ارد گرد نخوت کا شائبہ تک مزاج میں نہ تھا۔ مہمانوں کی میزبانی خود فرماتے تھے خوراک بالکل سادہ تھی۔ لباس زیادہ قیمتی ہرگز نہ ہوتا تھا۔ دوپہر کا کھانا کھا کر مسجد نبوی میں قیلولہ کے لئے لیٹ جاتے تھے۔ جب آپ ﷺ اٹھتے تو جسم پر سنگریزوں کے نشانات ہوا کرتے تھے۔ عجز و انیاز کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی قابل و تغافل پر غلام کو گوشمالی کر دی تو پھر اسے قصاص لینے پر مجبور کرتے نظر آتے ہیں۔

11- سخاوت

سخاوت میں آپ کے مقام کا متعین کرنے کے لئے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آنے والے قحط کا وہ واقعہ کافی ہے جب کہ غلے کی شدید قلت تھی۔ لوگ فاقوں مر رہے تھے۔ عین ان ایام میں حضرت عثمان کا بہت سا غلہ باہر سے آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو معقول منافع کے ساتھ غلہ فروخت کر دینے کی پیش کش کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس جواب کے ساتھ کہ مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے فروخت کرنے سے انکار کر دیا خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا کہ عثمان سے تو ایسے جواب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن بعد میں جب انہیں پتہ چلا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام غلہ فاقہ زدوں میں مفت تقسیم کر دیا

ہے تو انہیں ذوالنورین کے انکار اور زیادہ منافع کی بات سمجھ میں آگئی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم سے ملے تو عرض کیا۔ ”آپ مجھے میرے غلہ کی بہت کم قیمت دے رہے تھے میں نے اپنا غلہ اپنے رب تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور بہت زیادہ منافع پر دیا ہے“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے بے حد خوشی ہوئی اور ان کے جذبہ صدقات و خیرات سے بے حد متاثر ہوئے۔

مقام عثمان رضی اللہ عنہ

(1) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ نبوی میں بے تکلفی سے تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اجازت لیکر اندر آئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کیفیت میں تشریف فرما رہے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اجازت لیکر اندر تشریف لائے تو پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک درست کر کے اپنی پنڈلیاں ڈھانپ لیں۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو میں (حضرت عائشہ) نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے اپنے بیٹھنے کی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے تو پھر بھی اسی طرح تشریف فرما رہے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے درست کر لئے اور سنبھل کر بیٹھ گئے اس میں کیا حکمت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عائشہ! ”میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے آسمانوں کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔“

(2) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں تھے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے بیعت کی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں مکہ گئے ہوئے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارا یعنی عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی

اور اپنے مبارک ہاتھ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔ جو کہ عظمتوں کی معراج کے مترادف ہے۔ اور کوئی صحابی اس فضیلت سے مشرف نہیں ہو سکا۔

3- حفظ قرآن

حضرت عثمان کو یہ اعزاز بالخصوص حاصل تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سب سے پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن کریم حفظ کیا۔

4- آپ کا خواب

شہادت کے روز آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا شیخین حضور کے ساتھ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو فرمایا عثمان! جلدی کرو ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور تمہارے ساتھ افطار کے منتظر ہیں۔

5- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنے سے انکار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک جنازہ لایا گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میت کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ شخص عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا۔

6- ذوالنورین

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور خاتم الانبیاء تک کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں اور صرف اور صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں اس سر فرازی سے نواز گیا۔ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں اور دوسری بیٹی کی وفات کے موقع پر فرمایا ”کہ عثمان اس مقام پر ہے کہ اگر میرے ہاں کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں وہ بھی ان کے عقد میں دے دیتا۔“

7- شہادت کی پیش گوئی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل

کے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔
 ”یہ شخص ان فتنوں میں مظلوماً شہید کر دیا جائے گا۔“
 ب: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری کو فرمایا۔
 ”عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دے دو لیکن اس مصیبت کے ساتھ جو
 اسے پہنچے گی۔“

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن کے آئینے میں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان عظیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کا ذکر خود
 خالق کائنات نے دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بالکناہ اپنے مقدس کلام میں کیا ہے
 چند مثالیں ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

1- جنگ تبوک کے موقع پر ذوالنورین نے ایک ہزار اونٹ مع جملہ سامان جنگ
 اور دس ہزار اشرفیاں برائے دیگر اخراجات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کئے
 تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اب عثمان کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو اس کے بعد
 وہ کرے گا۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ دو دفعہ دہرایا اور اس موقع کی مناسبت سے قرآن
 مقدس کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: ”جو لوگ کہ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دینے کے
 بعد نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ تکلیف دیتے ہیں تو ان کا اجر و ثواب ان کے اللہ کے
 پاس ہے نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

2- حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر
 اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما جبل احد پر کھڑے تھے کہ اچانک پہاڑ ہلنے لگ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”اے احد ٹھہر جا اس وقت تجھ پر ایک نبی، ایک
 صدیق اور ایک شہید کھڑے ہیں۔ اس فرمان مبارک کی روشنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کو یقین تھا کہ انہیں شہادت کے عظیم مرتبہ سے سرفراز فرمایا جائے گا آپ ﷺ اس دن کا انتظار کر رہے تھے کہ یہ سعادت کب نصیب ہوتی ہے۔ تو ان کے حق میں قرآن کریم کی یہ مقدس آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ترجمہ: ”ان میں سے کوئی وہ ہیں جو اپنی منت پوری کر چکے اور کوئی وہ جو اپنی شہادت کا انتظار کر رہے ہیں۔“

وضاحت

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ منت پوری کر چکنے والے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معصب رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ جام شہادت نوش کر چکے ہیں اور انتظار کرنے والے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

3- مدینہ منورہ میں ایک منافق رہتا تھا جس کا نفاق ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اس کے ہمسائے میں حضور ﷺ کا ایک عقیدت مند رہائش پذیر تھا۔ منافق کے گھر کا پھلدار درخت ان صحابی رسول ﷺ کے صحن میں جھکا ہوا تھا اور اس کا پھل وغیرہ میں بھی ان ہی کے صحن میں گرتا اور انہیں ہر لمحہ یہ خدشہ رہتا کہ کہیں ہم سے خیانت نہ سر زد ہو جائے۔ انصاری نے اپنی اس پریشانی کا ذکر حضور ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے اس منافق سے فرمایا کہ تم اپنا یہ درخت اس انصاری کے ہاتھ فروخت کر دو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں جنت الفردوس میں ایک پھلدار درخت مرحمت فرمائے گا۔ منافق نے درخت فروخت کر نیسے انکار کر دیا۔ جب اس واقعہ کا علم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہوا تو انہیں حضور ﷺ کی نافرمانی کا بہت صدمہ پہنچا۔ آپ ﷺ نے اسی منافق کو اپنا ایک پورا باغ دیکر وہ درخت لے لیا اور انصاری کو دے دیا۔ اس پر حضرت عثمان کی تعریف اور اس منافق کی مذمت میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ: ”عنقریب نصیحت مانے گا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بد بخت دور رہے

گا جو سب سے بڑی آگ میں ڈالا جائے گا۔“

عثمان غنی احادیث مقدسہ کے آئینہ میں

حضور ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مختلف مقامات پر آپ ﷺ کے بارے میں سرور کونین کے ارشادات عالیہ پیش کئے جاتے ہیں جن سے واضح ہو سکے گا کہ سرور دو عالم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس قدر چاہتے تھے۔ اور کس درجہ ان کا احترام کرتے تھے۔

- 1- ترجمہ: ”بے شک عثمان ان لوگوں میں سب سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرت لوط رضی اللہ عنہ کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی“
 - 2- ترجمہ: ”عثمان حیا دار آدمی ہے۔“ (مسلم)
 - 3- ترجمہ: ”عثمان ابن عفان دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہیں۔ (ابو یعلیٰ)
 - 4- ترجمہ: ”ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے میرا رفیق جنت میں عثمان ہے۔“
- حضرت جابر سے روایت ہے فرمایا حضور ﷺ نے۔
- 5- ترجمہ: ”اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہ“
 - 6- ترجمہ: ”اے عثمان! شاید اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیض پہنائے (یعنی خلافت عطا فرمائے) پھر اگر لوگ تجھ سے مطالبہ کریں کہ تو اس قمیض کو اتار ڈال تو ان کی خواہش سے یہ قمیض نہ اتارنا (یعنی خلافت سے دستبردار نہ ہوونا) (ترمذی، ابن ماجہ)
 - 7- حضور مستقبل کے فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سر پر کپڑا ڈالے ادھر سے گزرے۔ آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مقتدر صحابہ کرام کے تاثرات

1- حضرت علی رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ملاء علی میں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔“

”جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے دین سے روگردانی کی وہ ایمان سے خارج ہے۔“
اس وقت امت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں
پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر میں۔“

2- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

امت میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور خدائے قدوس سے سب
سے زیادہ ڈرانے والے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں

3- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

”جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔“

4- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

”اے امیر المؤمنین! میں جان و دل سے آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرتا ہوں آپ
حکم دیں تو میں کھڑا ہوں بیٹھے کی بھی جرات نہ کروں۔“

5- حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

خلافت کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا ”اس وقت سب سے بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ ہی
خلافت کے مستحق ہیں۔“

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کے تاثرات

1- رازدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے۔ جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا۔“

2- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”آج عرب ہلاک ہو گیا ان کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔“

3- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”لوگو! اگر تمہاری بد اعمالی کی سزا میں کوہ احد بھی تم پر ٹوٹ پڑے تو بے جا نہ ہوگا۔“

4- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”یہ باغی وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں زندگی میں اکارت گئیں۔ حالانکہ وہ خیال کرتے تھے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اے اللہ! تو انہیں اپنے کاموں میں پشیمان بنا اور پھر انہیں اپنی گرفت میں لے لے۔“

5- حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”اللہ عثمان پر رحم کرے اور ان کا مددگار رہے۔ ان باغیوں نے بڑی سازش کی اور وہ چاہتے تھے جو وہ پورا نہیں ہو سکے گا۔ اب ان کے لئے ہلاکت ہے۔“

6- حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”آج رسول اللہ کی جانشینی اور خلافت کا خاتمہ ہو گیا اب بادشاہت کا دوشروع ہوگا۔“

7- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”اگر ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح اس پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوتی۔“

8- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”عثمان رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تلوار میان میں تھی لیکن اب میان سے نکلی ہے تو قیامت تک برہنہ ہی رہے گی۔“

9- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ترجمہ: ”عثمان دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک صاف ہو گئے۔“

10- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار

- 1- حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر محافظت کے فرائض انجام دے رہے تھے کہ بلوائیوں کی تیر اندازی کے باعث خون سے رنگین ہو گئے۔
 - 2- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ناکہ بندی جب بہت سخت ہو گئی اور ان کے کئے باہر سے کسی قسم کا رابطہ رکھنے کا موقع نہ رہا تو ایسے حالات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر پانی کا ایک مشکیزہ لے کر گئے اور انتہائی مشقت سے اندر پہنچے باغیوں نے ان کو سخت ست کہا اور ان کی سواری کے جانور کو بھگا دیا۔
 - 3- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین اس لئے کہلائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔
 - 4- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نو اسوں امامین کریمین سے بے حد پیار کرتے تھے اور وہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بہت خوش تھے۔
 - 5- حضرت علی المرتضیٰ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شرف کا اعتراف ”عثمان! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا وہ شرف حاصل کیا ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل نہیں ہوا۔“
- جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو حضرت علی نے جا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا اے عثمان! میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا جس سے آپ واقف نہ ہوں۔ کسی امر کی طرف آپ کی رہنمائی نہیں کر سکتا ہوں جسے آپ نہ جانتے ہوں۔ جو آپ جانتے ہیں وہی ہم مانتے ہیں۔ ہم کسی بات میں آپ پر سبقت نہیں رکھتے کہ جس سے آپ کو باخبر کریں۔ اور نہ کسی بات میں ہم آپ سے جدا ہوتے کہ اب آپ کو بتادیں۔ جس طرح ہم نے دیکھا اسی طرح آپ نے دیکھا۔ جس طرح ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوئے اسی طرح آپ بھی ہوئے۔ ابو

بکر و عمر بھی حق پر عمل کرنے میں آپ سے زیادہ سزاوار نہیں تھے کیونکہ بہ اعتبار قربت آپ رسول اللہ ﷺ سے ان دونوں کے مقابلہ میں نزدیک ترین تھے۔
ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب میں رقمطراز ہیں۔

6- ”حضرت عثمان مہاجر اول ہیں مقام مکہ ہی میں آپ ﷺ کا عقد حضور ﷺ کی

مقدس صاحبزادی حضرت رقیہ سے ہو چکا تھا اور حضور ﷺ کے حکم کے مطابق اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ سب سے پہلے آپ ﷺ ہی نے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔“
7- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے۔ یعنی

پھوپھی کے پوتے تھے اور یہ سلسلہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ختم نہیں ہوا بلکہ اولاد میں جاری رہا جس کی چند ایک مثال ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبداللہ بن جعفر کی دختر کلثوم کا نکاح حضرت ابن عثمان سے ہوا۔

(ب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پوتی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمر بن عثمان سے ہوا۔

(ان تمام رشتوں کی تفصیل ترجمہ المعارف جلد اول میں موجود ہے)

حضرت عثمان ذوالنورین کی کرامات

(1) ایک دفعہ ایک آدمی نے راستے پر چلتے ہوئے کسی عورت کو گھور گھور کر دیکھا اور اس کے بعد امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اسے دیکھتے ہی خلیفۃ المسلمین نہایت جلال میں آگئے اور اس سے فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے پاس آتے ہو جب کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے تاثرات ہوتے ہیں۔
(کرامات صحابہ جلد دوم)

(2) حضرت ابو قادیسیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ملک شام میں ایک نابینا

شخص کو دیکھا جو مسلسل صدا لگا رہا تھا ہائے افسوس میرے لئے جہنم ہے“ میں اس کے پاس گیا اور اس صدا کی وجہ دریافت کی تو وہ گویا ہوا کہ ”میں امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ ان کے مکان میں گھس گیا اور تلوار لے کر جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قریب گیا تو ان کی بیوی نے مجھے ڈانٹا اور شور مچانا شروع کر دیا۔ میں نے غصے میں آ کر آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ کو ایک تھپڑ مار دیا کہ یہ دیکھ کر امیر المومنین نے دعا مانگی ”اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ پاؤں کاٹ دے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کر دے۔ اور تجھ کو جہنم میں جھونک دے۔“ اے شخص میں امیر المومنین کی اس قاہرانہ دعا کو سن کر کانپ گیا اور خوف و دہشت سے کانپتے ہوئے وہاں سے بھاگ نکلا۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی بددعاؤں کی زد میں آچکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی تیسری دعا یعنی میرا جہنم میں داخل ہونا بھی پورا ہو کر رہے گا۔ (کرامات صحابہ)

(3) ایک دفعہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں منبر شریف پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک بد بخت شخص (جمجاہ غفاری) اٹھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر اس نے آپ سے عصا چھین لیا اور توڑ دیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے تو اپنے فطری حلم کے باعث اسے کچھ نہ کہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار غلام سے کی گئی اس گستاخی پر اس کی گرفت کی اسے کینسر کا مرض لاحق ہوا اور وہ ہاتھ جس سے اس نے امیر المومنین سے عصا چھینا تھا گل سٹر کر گر پڑا اور ایک سال کے اندر وہ مر گیا۔

(4) امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتلوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”یاد رکھو کہ تم مجھے قتل کر ڈالو گے تو تم تلوار اپنی گردنوں پر رکھ لو گے۔ اور اللہ تعالیٰ تم میں سے اختلاف کو نہیں اٹھائے گا۔“

حالات اور واقعات شاہد ہیں کہ قاتلین بے موت مارے گئے اور باہمی منافرت انتہا کو پہنچی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہر پسندوں اور فتنہ پردازوں کے الزامات خلیفہ المسلمین کے خلاف بغاوت کرنے والوں نے اپنی بغاوت کی بنیاد ان غیر حقیقی اور بے بنیاد الزامات پر رکھی جن میں سے تحقیق کی روشنی میں ایک بھی الزام درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہ محض اس گروہ کی شہر پسندی اور ابن سبأ کی فنکاری کا نتیجہ تھا۔ مضمون کے طوالت کے خوف سے ہر الزام کی انفرادی طور پر تردید ممکن نہیں تاہم یہ حقیقت ہے کہ درج ذیل امور جو الزام کی صورت میں خلیفہ ثالث پر لگائے گئے بالکل بے بنیاد غیر حقیقی اور محض شہر پسندی کی بنیاد پر تھے۔ اور ان کا مقصد مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنا، عالم اسلام میں بدگمانی اور بد امنی کی فضا پیدا کرنا تھا اور یہ ایک گھناؤنی سازش تھی جسے عبداللہ ابن سبأ نے تیار کیا اور اپنے جھوٹے پروپیگنڈے سے تقویت دی۔

الزامات کی تفصیل

(الف) آپ رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ بنو امیہ کی طرف داری کرتے ہیں اور بہت سے عامل بنو امیہ میں سے مقرر کر رکھے ہیں۔

وضاحت: حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ ثالث کے دور میں ۲۶ عامل اور اعلیٰ عہدہ دار تعینات تھے۔ جن سے صرف اور صرف چار اموی تھے جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عامر ۳۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ابی شرف

مزدان رضی اللہ عنہ بن الحکم

(ب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم خط و کتابت کے لئے چاندی کی ایک انگوٹھی استعمال فرماتے تھے شیخین کے دور میں بھی وہ انگوٹھی استعمال کرتے رہے اور خلیفہ ثالث بھی اسے استعمال

کر رہے تھے کہ ایک روز جب چاہ اولیس کی کھدائی ہو رہی تھی اور خلیفہ ثالث کنویں کے کنارے پر کھڑے لاشعوری حالت میں انگوٹھی کو اپنی انگلی میں پھر رہے تھے تو اچانک انگوٹھی ہاتھ سے پھل کر کنویں میں گر گئی۔ مخالفین کا یہ الزام تھا کہ عثمان غنی

رضی اللہ عنہ نے اتنی قیمتی انگوٹھی ضائع کر دی ہے۔

وضاحت: ہر باشعور سمجھتا ہے کہ اس عمل میں خلیفہ ثالث کے ارادے کا کوئی دخل نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک ایسا افسوس ناک واقعہ تھا جو حادثاتی طور پر رونما ہوا اور اس کا سب سے زیادہ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دکھ پہنچا

(ج)۔ بعید از حقیقت ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا تھا کہ عثمان غنی بیت المال کی رقم اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کرتے ہیں اور اس رقم سے اپنے عزیز واقارب کی مدد فرماتے ہیں اور حضرت امیر معاویہ کی مالی بد عنوانیوں پر پرسش نہیں کرتے۔

وضاحت: آپ نے اپنی خلافت کے دوران شہر پسندوں کی باتیں سن کر اعلان فرمایا کہ بیت المال کا ریکارڈ حاضر ہے اس میں سے ایک درہم بھی کسی کی ذاتی ضرورت پر خرچ نہیں کیا گیا اور اپنے عزیز واقارب کی امداد میں اپنے ذاتی مال سے کرتا ہوں اور یہ حضور ﷺ کی سنت ہے۔

(د) ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا تھا کہ حضور ﷺ نے حکم بن العاص کو مدینہ سے جلا وطن کیا تھا اور خلیفہ ثالث نے اسے واپس مدینہ آنے کی اجازت دے دی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور سے حکم بن العاص کے واپس مدینہ واپس لائے جاسکنے کی اجازت حاصل کر لی تھی اور جب یہ اجازت حاصل کی شیخین موجود نہ تھے۔ اس لئے ان کے ادوار میں ایسا نہ ہو سکا۔

(ر) یہ الزام بھی شہر پسندوں نے خلیفہ ثالث پر لگایا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مقتدر صحابی رسول ﷺ حضرت ابوذر کو مدینہ پاک سے نکال کر ربدہ بھیجا۔

یہ الزام بے بنیاد ہے۔ دستاویزی حقائق موجود ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

نے خلیفہ المومنین رضی اللہ عنہ سے ربدہ جانے کی خود اجازت طلب فرمائی اور ان

کے سامنے حضور ﷺ کا فرمان عالیشان پیش کیا ”رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا

کہ جب مدینہ کی آبادی جبل سلع تک پھیل جائے تو مدینہ سے چلے جانا۔ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف اجازت فرمائی بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سواری اور زادراہ کا بھی انتظام فرمایا تھا۔

خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کے عمال

عالم	نام صوبہ
حضرت عبداللہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	مکہ مکرمہ
حضرت قاسم بن ربیعہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	طائف
حضرت عبداللہ بن ربیعہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	جند
حضرت عبداللہ بن عامر <small>رضی اللہ عنہ</small>	بصرہ
حضرت امیر معاویہ <small>رضی اللہ عنہ</small>	شام
حضرت عبدالرحمن <small>رضی اللہ عنہ</small> بن خالد	حمص
حضرت ابوالانغور سلمی	اردن
حضرت عبداللہ بن قیس <small>رضی اللہ عنہ</small>	بحرین
حضرت اشعث <small>رضی اللہ عنہ</small> بن قیس	آذربائیجان
حضرت سائب <small>رضی اللہ عنہ</small> بن اقرع	اصفہان
حضرت جرید <small>رضی اللہ عنہ</small> بن عبداللہ	قرقسیا
حضرت عتبہ <small>رضی اللہ عنہ</small> بن نیاشی	حلواں
حضرت خمیس <small>رضی اللہ عنہ</small>	سیدان
حضرت عبداللہ <small>رضی اللہ عنہ</small> بن ابی سرح	مصر

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا و مولا سے عشق تھا اور اسی رشتہ نے انہیں اتباع

کی انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ آپ ﷺ زندگی بھر ضرورت کے ہر موڑ پر اسلام کی خدمت کے لئے سینہ سپر رہے اور بڑھ چڑھ کر قربانی دی۔ اس لذت آشنائی نے آپ ﷺ کو دو عالم سے بیگانہ کر دیا تھا۔ جب بھی آقا و مولا نے صحابہ کرام ﷺ کی توجہ صدقہ و خیرات کی طرف مبذول فرمائی تو آپ نے گھر کا سب کچھ حضور کے سامنے لا کر ڈھیر کر دیا۔

(2) جب کبھی آپ کو پتہ چلتا کہ کاشانہ نبوت میں چولہا گرم نہیں ہو رہا تو آستانہ رسالت پر اجناس کے ڈھیر لگا دیتے اور آپ ﷺ کے گھر والوں کی ذرہ بھر پریشانی پر تڑپ اٹھتے تھے۔ ایک دفعہ ایسی ہی صورت درپیش آئی تو آپ ﷺ نے اجناس کے ساتھ ایک بھونا ہوا بکرا بھی لے لیا تا کہ خانوادہ نبوت کو کھانا تیار کرنے تک کا انتظار بھی نہ کرنا پڑے۔

(3) بلوایوں نے جب آپ کا محاصرہ کر لیا تو آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ خلافت سے دستبردار ہو جائیں آپ ﷺ نے انکار فرمایا۔ شہادت اختیار کر لی لیکن آپ ﷺ کے فرمان عالیشان کی خلاف ورزی گوارا نہ کی۔

(4) ایک دفعہ وضو کے بعد آپ ﷺ مسکرائے آپ ﷺ کے اس موقع پر زریلب تبسم کی وجہ پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی جگہ پر میں نے حضور ﷺ کو وضو کے بعد مسکراتے ہوئے دیکھا میں نے وہ سنت ادا کی ہے۔

(5) حدیبیہ سے آپ ﷺ کو سفارت کے تناظر میں مکہ مکرمہ بھیجا گیا قریش مکہ نے آپ ﷺ کو طواف کعبہ کی اجازت دی تو آپ نے فرمایا ”میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک کہ میرے آقا و مولا رسول خدا طواف نہیں کر لیتے۔“

(6) آپ ﷺ کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ نے عمر بھر وہ ہاتھ نجاست سے آلودہ نہیں کیا جس ہاتھ سے آپ نے اپنے آقا و مولا کی بیعت کی تھی۔

(7) ایک دفعہ حضرت عثمان غنی ﷺ نے اپنے غریب خانہ پر حضور ﷺ کی دعوت فرمائی جب حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ حضرت عثمان غنی ﷺ کے گھر جانے

کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کے قدم گننا شروع کر دیئے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر پوچھا۔ عثمان! تم یہ کیا کر رہے ہو؟۔ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 کی آمد کی خوشی میں آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک غلام آزاد کروں گا۔ چنانچہ
 ذی النورین نے ایسا ہی کیا۔

ارشادات ذوالنورین

- ☆ جنت کے اندر رونا عجیب ہے اور دنیا کے اندر ہنسنا عجیب تر
- ☆ ایک پرہیزگار فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔
- ☆ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔
- ☆ تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔
- ☆ تعجب ہے کہ اس شخص پر جو تقدیر کو پہنچانتا ہے اور پھر بھی جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
- ☆ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب کو حق جانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔
- ☆ تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن مانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔
- ☆ فقیر کا ایک درہم صدقہ غنی کے لاکھ درہم صدقہ سے بہتر ہے۔
- ☆ اگر آنکھیں روشن ہوں تو ہر روز روزِ حشر ہے۔
- ☆ گفتگو کرتے وقت مخاطب کی اہلیت کا خیال رکھ۔
- ☆ حقیر سے حقیر پیشہ اختیار کرنا ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔
- ☆ قضا پر رضا دنیا کی جنت ہے۔
- ☆ دنیا کے رنج و غم سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کے فکر و اندوہ سے
 دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔
- ☆ سب سے بڑی بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفرِ آخرت کی کچھ تیاری نہ کرے۔

- ☆ دنیا جس کے لئے قید خانہ ہوگا قبر اس کے لئے مقام راحت ہوگی۔
- ☆ عافیت کے نو حصے لوگوں سے الگ رہنے میں ہیں۔
- ☆ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔
- ☆ تیرا ہر وہ کام دنیا ہے جس سے آخرت مقصود نہ ہو۔
- ☆ جانور تو اپنے مالک کو پہچانتا ہے مگر انسان اپنے خالق کو نہیں پہچانتا۔
- ☆ حاجتمند غرباء کا تیرے پاس آنا اللہ تبارک و تعالیٰ کا انعام ہے۔
- ☆ زبان کا اصلاح پذیر ہو جانا قلب کے صالح ہو جانے کی ضمانت ہے۔
- ☆ تو جتنا بھی مفلوک الحال ہو مغلوب الحال نہ ہو۔
- ☆ نعمت کا بے جا استعمال کفرانِ نعمت ہے۔

عہد عثمانی کا مختصر جائزہ

1- بغاوتوں کا فرو کرنا

حضرت عثمان کے مسندِ خلافت پر بیٹھے ہی خراساں اور آرمینیا اور آذربائیجان کے علاقوں کے افراد نے بغاوت کر دی مصر اور اسکندریہ میں رومی باغی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت مستعدی اور تحمل و بردباری سے ان تمام بغاوتوں کا استحصال کیا۔ اور باغیوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

2- نظامِ حکومت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعلیٰ نوعیت کے نظامِ خلافت کی بنیاد رکھی تھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی نظام کو بحال رکھا اور صرف ضروریات اور حالات کے مطابق بعض تبدیلیاں کیں اور جن شعبوں میں مزید ترقی اور وسعت کی گنجائش تھی انہیں مکمل کیا۔

3- مجلس شوری

اگرچہ عہد عثمانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کی سی مجلس شوری منظم و مستحکم نہ رہی تھی تاہم ملکی اور قومی سطح کے تمام اہم معاملات باہمی مشاورت سے طے کئے جاتے تھے۔

4- عمال کا احتساب

آپ رضی اللہ عنہ چونکہ فطرۃ حلیم الطبع، نرم خو اور خطا پوش تھے اور آپ رضی اللہ عنہ میں درگزر کا پہلو غالب تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ میں مواخذہ و احتساب کی وہ سختی نہ تھی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طفرائے امتیاز تھا۔ تاہم آپ رضی اللہ عنہ ایسی بدعنوانی کو نظر انداز نہیں کرتے تھے جن سے اصول اسلام اخلاق عامہ یا حکومت کا نظام اثر انداز ہوتا ہو۔

5- بیت المال

عثمانی دور میں نئے علاقہ جات فتح ہونے کے باعث خلافت کی آمدن میں اضافہ ہوا۔ عمال کے حسن کارکردگی کے باعث پرانا خراج وصول ہونے لگا اس مال سے آپ نے رفاہ عامہ کے کاموں اور لوگوں کے وظائف میں اضافہ کیا۔

7- فوج

آپ نے بعض صوبوں میں انتظامی اور فوجی شعبہ جات الگ کر دیئے۔ سپاہیوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا۔ نئی فوجی چھاونیاں قائم کیں۔ جہاد کے جانوروں کے لئے چراگاہوں میں اضافہ کیا۔

8- بحری فوج کا قیام

بحری فوج قائم ہوئی جس کے ذریعے جزیرہ قبرص فتح کیا گیا۔ اسلامی بیڑہ تیار کر کے اس قدر ترقی دی گئی کہ یہ بیڑا طاقت اور کارکردگی کے حوالے سے اس دور کے سب سے زیادہ طاقتور بیڑے سے بڑھ گیا۔

9- رفاہ عامہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جس قدر رفاہ عامہ کے کام کئے ان کی مثال نہیں ملے۔ تعمیرات میں اضافہ کیا۔ نئی سڑکیں پل، مسافر خانے تعمیر کرائے کوفہ میں ایک وسیع مہمان خانہ بنوایا۔ سڑکوں کے کناروں پر مسافروں کے لئے سرائے تعمیر کرائیں شیریں پانی کے کنوئیں کھدوائے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

اپنے عہد خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ روشن کارنامہ مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع ہے۔ تعمیر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد کی تزئین و زیبائش میں بے مثال نمونہ دیا۔

10- مصحف صدیقی کی اشاعت

آپ کے دور کا مذہبی خدمات کے باب میں مصحف صدیقی کی اشاعت ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اس کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو قرآن پاک کی ایک قرأت پر متحد کر دیا تھا اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مسلمان بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح خدا کی کتاب میں اختلاف کا شکار ہو جاتے۔

11- مؤذنون کے مشاہرات

آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مساجد میں مؤذنون کا تقرر کیا اور ان کے مشاہرات مقرر فرمائے تاکہ یہ لوگ پوری دل جمعی سے دین کی خدمت بجالا سکیں۔

12- علمی استعداد

چونکہ آپ حاشیہ نشینان بساط نبوت میں سے تھے اس لئے آپ کی ذات علم و عمل کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ کاتب وحی تھے۔ قرآن پاک کے ساتھ آپ کو خاص شغف تھا۔ احادیث نبوی میں بھی خاص دسترس کے حامل تھے۔ فقہ میں اگرچہ آپ کا پایہ

مغربت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسا نہ تھا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد کی حیثیت رکھتے تھے۔

13- خشیت الہی

آپ رضی اللہ عنہ نہایت رفیق القلب تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دل ہمیشہ خشیت الہی سے معمور رہتا تھا۔ جب کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ رقت طاری ہوتی اور روتے روتے آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہو جاتی۔

14- حضرت عثمان کے ساتھ محبت نبوی

حضور ﷺ آپ رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا بہت احترام کرتے یہ آپ کی خصوصی محبت ہی کا ثمر تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دو دفعہ رشتہ مصائرت سے سرفراز ہوئے۔

15- محبت رسول ﷺ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ سے والہانہ محبت و شفقت تھی۔ حضور ﷺ کی ذرا سی تکلیف پر آپ بے تاب ہو جاتے تھے۔ ذات نبوی کا اس قدر احترام تھا کہ جس ہاتھ سے آپ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے بیعت فرمائی تھی اسے تا عمر محل نجاست سے مس نہیں کیا۔

16- سیرت ذی النورین

فیاضی، حیاء، تواضع آپ کی سیرت کے درخشندہ ابواب ہیں۔

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کے

معروف واقعات

واقعہ اصحاب فیل کے

۶ سال بعد ۵۷۶

میں

1 ولادت باسعادت

۳۴ برس کی عمر میں	قبول اسلام	2
۵۱۰ھ بعث نبوی		
۳ بعث نبوی	حضرت رقیہ سے عقد	3
۵ بعث نبوی	ہجرت حبشہ	4
۱۳ھ بعث نبوی	ہجرت مدینہ	5
۲۳ھ	حضرت رقبہ کی وفات	6
۲۵ھ	حضرت ام کلثوم سے عقد	7
۲۵ھ	ذی النورین	8
۲۷ھ	بیعت الرضوان	9
۲۹ھ	حضرت ام کلثوم کی وفات	10
۲۴ھ	خلافت کا انتخاب	11
۲۴ھ	رے کی فتح، سکندریہ کی بغاوت	12
۲۶ھ	سابور پر قبضہ	13
۲۷ھ	قبرص پر حملہ اور فتح جرجان اور دار جبر پر قبضہ	14
۲۷ھ	مصر پر حملہ اور ہسپانیہ پر قبضہ	15
۲۹ھ	طبرستان پر قبضہ، ابو موسیٰ اشعری کی معزولی	16
۳۰ھ	جوخراساں اور نیشاپور صلح کے ذریعے فتح ہوئے	17
۳۳ھ	قسطنطینیہ اور اس مضافاتی علاقوں اور طالستان اور جوز	18
	جان فتح ہوئے	
۳۳ھ	ابن سباء کی شراکیزی	19
۳۴ھ	سبائیوں کا مدینہ پر قبضہ	20

۶۳۵ھ ۶۵۵ء

21 حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

شماریات

۶ عام الفیل	ولادت باسعادت	1
۶ سال	حضور سے کم عمر	2
ساڑھے تین سال	حضرت ابو بکر صدیق سے کم عمر	3
۸ سال	حضرت عمر فاروق سے عمر میں زیادہ	4
۲۶ سال	حضرت علی سے زیادہ عمر	5
۳۴ سال	قبول اسلام کے وقت عمر	6
۴	ایمان لانے والوں میں نمبر	7
۵ سنہ میلاد	ہجرت حبشہ کب کی	8
۸ سال	حبشہ میں قیام	9
۱ سال ہجری	ہجرت مدینہ کب کی (حبشہ سے)	10
۱۷ سال	خلافت کے وقت عمر	11
۷	آپ کے بیٹے	12
۵	آپ کی بیٹیاں	13
۳۵ ہجری	وفات	14
۱۲ سال	مدت خلافت	15
۸۳ سال	شہادت کے وقت عمر	16

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خلیفہ چہارم

فاتحِ خیبر لقب سرکار کا
 تھا یہ منصب حیدرِ کرار کا
 لافتی ہیں آپؑ بابِ العلم میں
 ہے یہ فرمودہ شہ ابرار کا
 بھائی بھی آقا کے تھے داماد بھی
 تھا نبی ﷺ کو دعویٰ ان سے پیار کا

خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مؤلف کا نذرانہ عقیدت

علی ابن ابی طالب لقب شیر خدا جن کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے یہ اعزاز تھا جن کا سعادت دو جہاں کی آپ کے حصہ میں آئی تھی اوائل عمر ہی میں دولت ایمان پائی تھی ملا تھا آپ کو ذہن رسا عالی مفکر تھے شجاعت میں نہ تھا ثانی کوئی فاتح خیر تھے وہ اعلیٰ خلق کی تصویر تھے پیکر محبت کے نمونہ تھے مسلمانوں میں اخلاص و مروت کے بہادر تھے خدا نے بے پناہ طاقت عطا کی تھی لرزتے تھے عدو ان سے بڑی رحمت خدا کی تھی شب ہجرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناز بخشا تھا سلا کر اپنے بستر پر بڑا اعزاز بخشا تھا فنون جنگ کے اداب میں ماہر تھے کامل تھے علی ابن طالب ہر اک غزوہ میں شامل تھے خطابت میں نہ تھا ثانی کوئی عالی مفکر تھے وہ تھے گنج معانی اور شہر علم کا در تھے غسل دے کر جو آقا کو رخ زیبا نکھارا تھا لحد بھی علی المرتضیٰ نے ہی اتارا تھا وہ عابد اور زاہد متقی ایمان والے تھے وہ داماد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے شان والے تھے رسول پاک کی تعلیم کا یہ اثر تھا دیکھو یہ چاروں یار عقیدت میں تھے دیوانے رسالت کے صحابہ پاک میں رشتہ اخوات کا رہا دیکھو عزیز از جان رکھتے تھے یہ پروانے رسالت کے دعائے رشک ہے یا رب یہ لطف عام کر دینا علی کے خادموں میں حشر کے دن نام کر دینا

خليفة چهارم حضرت علي رضي الله عنه

1- تعارف

آپ کا نام علی رضي الله عنه کنیت ابو الحسن اور ابو تراب تھی۔ ماں نے آپ کا نام حیدر رکھا، امین، شریف، مرتضیٰ اور اسد اللہ آپ کے خطابات تھے۔

2- ولادت

آپ رضي الله عنه کی ولادت ہجرت مدینہ سے اکیس سال پہلے خانہ کعبہ میں ہوئی آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد اور والد کا نام ابو طالب تھا آپ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی النسل تھے۔

3- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت

تاریخ طبری میں مجاہد سے مروی ہے کہ قریش سخت تنگ دستی میں مبتلا ہوئے اور حضرت ابو طالب جو کہ کثیر العیال تھے کے گھر فاقوں کی نوبت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضي الله عنه جو کہ متمول تھے سے عرض کیا چچا! آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال ہیں اور ان دنوں مشکل سے بسر اوقات ہو رہی ہے چلیں اور ان کا بوجھ کچھ ہلکا کریں اور ان کے بال بچوں میں سے کچھ کی پرورش آپ اپنے ذمہ لیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ منہ ہوئے تو دونوں حضرت ابو طالب کے پاس گئے۔ حضرت عباس نے حضرت جعفر رضي الله عنه کی کفالت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضي الله عنه کی کفالت اپنے ذمہ لے لی اور یہ سلسلہ حضرت علی رضي الله عنه کے ایمان لانے تک جاری رہا۔

4- ایمان سے سرفرازی انبوی

بعثت کے فوراً بعد جب کہ صرف حضرت خدیجہ الکبریٰ دولت ایمان سے سرفراز

ہو چکی تھیں۔ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا یہ اللہ کا دین ہے۔ جو تنہا معبود ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں تم کو بھی خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں جب تک حضرت ابو طالب سے ذکر نہ کر لوں کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ رات بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا۔ صبح ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۹ سال تھی۔

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت اور آغوش تربیت میں آجانے کے باعث ہر قسم کی معاشرتی مکروہات سے محفوظ و مامون رہے۔

4- بت شکنی کا اعزاز

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں اور حضور خانہ کعبہ میں آئے حضور مجھے بٹھا کر اور میرے کندھوں پر اپنے پاؤں رکھ کر کھڑے ہوئے لیکن آپ میں میری کمزوری کا احساس ہوا تو آپ خود بیٹھ گئے اور مجھے حکم دیا کہ میں حضور کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو جاؤں میں نے حکم کی تعمیل کی تو میں کعبہ کی چھت کے قریب پہنچ گیا۔ اور وہاں جو پیتل یا تانبے کا بت رکھا تھا اس کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے حرکت دینا شروع کی حضور نے فرمایا اسے گرا دو۔ میں نے اسے گرا دیا تو وہ کانچ کی طرح ریزہ ریزہ ہو گیا اور ہم دونوں تیز قدم چلتے ہوئے مکان کے پیچھے چلے گئے تاکہ کوئی قریش ہمیں دیکھ نہ لے۔

یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں۔ امام بخاری فی التاریخ، ابن ماجہ، الحاکم، نسائی فی الخصائص میں بیان کی اور واضح کیا کہ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے۔

5- حضرت علی بستر رسالت ﷺ پر

کفار کی سختیاں جب حد سے بڑھ گئیں تو حضور ﷺ نے بحکم ایزدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی لیکن حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو روک لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھی ہجرت کر جانے کا حکم دیا تو آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا کر ہدایت کی کہ صبح کفار کی تمام امانتیں انہیں واپس کر کے مدینہ منورہ پہنچ جائیں۔

6- ہجرت مدینہ

صبح کو کفار جو حضور ﷺ کے مکان کا گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ اور حضور ﷺ کو شہید کر دینے کا عزم کئے ہوئے تھے جب اس صورت حال سے آگاہ ہوئے تو پھر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تشدد کیا۔ جب ان سے نجات ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے قریش کی تمام امانتیں واپس کیں اور مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ حضور ﷺ ابھی تک قبا ہی کے مقام پر قیام پذیر تھے کہ آپ ان سے جا ملے اور مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

7- مواخات

ابن اسحاق نے سنن ترمذی شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخلفاء اور تنویر العینین میں تحریر کیا کہ حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مواخات اپنی ذات بابرکات کے ساتھ قائم فرمائی۔ البتہ ابن سعد کی کتاب الطبقات الکبریٰ میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کی مواخات سہیل بن حنیف کے ساتھ قائم کی ابن کثیر نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

8- حضرت سیدہ النساء سے عقد ۳ھ

جنگ بدر کے بعد حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

شادی کر دی اور فرمایا ” پیاری بیٹی! میں نے اپنے خاندان کے بہترین شخص سے تمہاری شادی کی ہے۔ ” شادی کے لئے ضروری سامان کی خرید کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کی جسے کہ حضرت عثمان نے ۴۰۰ درہم میں خریدا اور پھر زرہ پر قبضہ کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شادی کے تحفہ کے طور پر لوٹا دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زرہ اور درہم لے کر حضور کے پاس آئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے کلمات خیر فرمائے خاتونِ جنت کے جہیز میں چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے۔ بان کی ایک چار پائی۔ دو چکیاں۔ ایک چھاگل، ایک مشک اور دو مٹی کے گھڑے شامل تھے۔ دعوتِ ولیمہ کھجوروں، جو کی روٹی پنیر اور ایک خاص قسم کے شوربہ پر مشتمل تھی۔

ایک انصاری صحابی حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن نعمان نے اپنے مکانوں میں سے ایک مکان نئے شادی شدہ جوڑے کی رہائش کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ مکان حجرہ نبوی کے قریب تھا۔

9- غزوات و اسلام کی اشاعت و استحکام

مدینہ منورہ آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعال اور سرگرم زندگی کا آغاز کیا جس نے آپ کو اسد اللہ الغالب بنایا۔ اسلام کی تشہیر و ترویج کے لئے سرور کائنات نے جو اقدامات فرمائے اور جس قدر غزوات لڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان میں بھرپور حصہ لیا جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) تعمیر مسجد نبوی: آپ رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح مسجد نبوی کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا اور اینٹ گاراڈھنے میں نہایت مستعدی سے شامل رہے۔

(ب) علی رضی اللہ عنہ معرکہ بدر میں: غزوہ بدر میں قریش کے مانے ہوئے بہادروں عقبہ اور شیبہ کو مبارزت طلبی میں قتل کیا۔ اور ایک زخمی حضرت عبیدہ بن حارث کو اپنے کیمپ

میں اٹھالائے اس جنگ میں کل ستر مشرک مارے گئے جن میں اٹھارہ کو واصل جہنم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

(ج) غزوہ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کارنامے: غزوہ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کفار کے علم بردار کو ابتداء ہی میں تہ تیغ کیا۔ پھر جب مسلمانوں کے علم بردار مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر نے شہادت پائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علم سنبھالا اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سولہ زخم آئے۔

(د) غزوہ خندق اور عبد و کا قتل: غزوہ خندق کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قریش کے بہادر ترین شخص عمرو بن عبد و کو قتل کیا جو ایک ہزار سوار کے برابر جانا جاتا تھا اس کے قتل سے دشمنوں پر دہشت چھا گئی۔

(ر) صلح حدیبیہ اور عقیدت مرتضیٰ: صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ تحریر فرمایا۔ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ مٹانے پر اصرار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”خدا کی قسم مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔“

(س) جنگ خیبر اور شجاعت علی رضی اللہ عنہ: فتح خیبر میں آپ رضی اللہ عنہ نے شاندار فتح پائی اور اللہ کی خاص کرم نوازی سے ان کے مرکزی قلعہ کو فتح کیا۔

(ش) غزوہ حنین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پامردی: غزوہ حنین میں جب مسلمانوں پر اچانک تیروں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی تو مسلمان میدان احد کی سی کیفیت سے دوچار ہو گئے اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ انتہائی دلیری اور پامردی سے لڑے اور حضور کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔

(ص) اعلان برات: ۹ ہجری کو تین سو مسلمانوں کا قافلہ حج کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر الحج تھے۔ قافلہ کی روانگی کے بعد سورہ توبہ کی ابتدائی چالیس آیات مقدسہ نازل ہوئیں۔ ان میں شامل احکامات کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا تاکہ حج کے موقع پر یہ آیات پڑھ کر سنائیں اور اعلان فرمادیں کہ آئندہ کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور جن مشرک قبائل کے ساتھ مسلمانوں کے معاہدے میں وہ چار ماہ کے بعد ختم ہو جائیں گے۔ حضرت علیؑ نے اپنا یہ فرض بطریق احسن انجام دیا۔

(ض) یمن کا سفر: فتح مکہ کے بعد آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے یمن کے ایک بہت بڑے قبیلہ ہمدان کے پاس بھیجا گیا آپؑ کی کوششوں سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔
(ل) بت توڑ دیا: ۹ ہجری میں حضرت علیؑ کو قبیلہ طے کا بت الہمفلس توڑنے کے لئے بھیجا گیا انہوں نے جا کر بت کو توڑا۔ بہت سا مال غنیمت اور قیدی ہاتھ لگے ان قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی سفانہ بھی تھی۔

10- یمن کا قاضی

جب یمن میں حضرت علیؑ کو قاضی بنا کر بھیجا گیا تو آپؑ نے عرض کیا کہ اس قوم میں مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ اور تجربہ کار لوگ موجود ہیں ان کے معاملات کا فیصلہ کرنا میرے لئے مشکل ہوگا۔ حضورؐ نے جناب مرتضیٰ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی۔ اے اللہ! علیؑ کی زبان کو درست بنا دے اور اس کے دل کو ہدایت کے نور سے منور فرما۔ اس کے بعد آپ کے سر پر حضورؐ نے عمامہ باندھا اور روانہ کیا۔

11- حیدر کرار کا اعزاز

حجۃ الوداع سے واپسی پر مدینہ پاک کے راستے میں بعض افراد نے حضرت علیؑ کے بارے میں چہ میگوئیاں کیں جو حضورؐ کے کانوں تک بھی پہنچیں۔ آپ نے غدیر خم کے مقام پر پڑاؤ کیا اور ایک خطبہ دیا جس میں حضرت علیؑ کی تعریف فرمائی اور فرمایا۔
ترجمہ: ”میں جس کا مولا ہوں علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔“ جو علیؑ کا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے“ پھر فرمایا ”ترجمہ: اے اللہ جو علیؑ سے محبت کرے تو

بھی اس سے محبت رکھ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر علی رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہوئے انہیں مبارک باد کہی اور کہا آج سے آپ میرے بھی مولا ہیں۔

12- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال: ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ و اقارب نے تجہیز و تکفین کی خدمات انجام دیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت فضل رضی اللہ عنہ بن عباس اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید کی مدد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ اور قبر میں اتارا۔ یہ آخری سعادت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔

13- خلافت صدیقی میں

حضرت ابو بکر صدیق کے خلیفہ بننے پر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کر لی تھی اور جب مانعین زکوٰۃ اور مرتدین نے عظیم فتنہ و فساد برپا کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے صحابہ کرام سے مل کر اس فتنہ کو کچلنے کی پوری کوشش کی اور مدینہ پر حملہ آور ہونے والوں کو مار بھگا یا بعد میں بھی ان کے مشیر و معاون و مددگار رہے۔

14- خلافت فاروقی میں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی جناب مرتضیٰ نے بلا حیل و حجت کی اور ہر معاملہ میں بھرپور تعاون کیا ان کے مشیر رہے مفید رہے اور صحیح مشورے دیئے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر علی نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گیا ہوتا۔“

15- خلافت عثمان میں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے تو دوسروں کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت کر لی پھر ہمیشہ انہیں مخلصانہ تعمیری مشورے دیتے رہے آپ اس وقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے رہے جب تک کہ بلوائیوں کے ہاتھوں

بالکل بے بس نہ ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ کو بے حد دکھ اور قلق ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محافظت میں زخمی ہوئے۔ آپ نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المیہ سنا تو آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا ”خدا یا! میں عثمان کے خون سے اپنی برات کا اظہار کرتا ہوں۔“

16- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال:

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ آپ اس عظمت سے ہمکنار تھیں کہ حضور آپ رضی اللہ عنہ کو ماں کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت ابوطالب کی کفالت کے دوران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور منصفانہ سرپرستی کے باعث آپ کو یہ اعزاز عطا ہوا۔ ۴ ہجری میں جب آپ رضی اللہ عنہ اللہ کو پیاری ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے کرتہ سے نوازا اور فرمایا کہ اس کے بدلے میں انہیں جنتی لباس سے نوازا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر میں لیٹے پھر انہیں اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر میں اتار رہن کیا۔

17- بلوایوں کی دھمکی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب صحابہ کرام میں سے کوئی بھی خلافت سنبھالنے کو تیار نہ ہوا تو بلوایوں نے اہل مدینہ کو جمع کر کے دودن کی مہلت دی اور دھمکی دی کہ اگر اس مدت میں آپ خلیفہ کا انتخاب عمل میں نہ لاسکے تو ہم فلاں فلاں شخص کو قتل کر کے واپس چلے جائیں گے۔ اہل مدینہ اس دھمکی پر سخت پریشان ہوئے اور سب مل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور اصرار کیا کہ آپ منصب خلافت سنبھالیں۔ شروع شروع میں حضرت علی رضا مند نہ ہوئے لیکن جب اہل مدینہ کے اصرار نے زور پکڑا تو آپ نے ایک دن سوچنے کی مہلت لی دوسرے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بلوائی اور کوفہ کے لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے

اور دباؤ بڑھا تو آپ نے خلافت قبول کر لی۔

18- خلافت حیدر کردار ۳۵ھ تا ۴۰ھ بمطابق ۶۵۶ء تا ۶۶۱ء

ہر سہ فریقین کے اصرار اور تکرار پر آپ خلافت کے لئے تیار ہوئے تو مسجد میں تشریف لے آئے۔ صحابہ کرام کی اکثریت اور تمام خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی لیکن ان کے اقوال کے مطابق ان سے جبراً بیعت لی گئی تھی۔ بیعت کے فوراً بعد یہ دونوں حضرت مکہ سے چلے گئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ حسان بن مالک رضی اللہ عنہ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جیسے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا۔

19- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

شہادت عثمانی کے تقریباً ایک ہفتہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ خلافت

ارشاد فرمایا۔

”اے لوگو! تم میں سے کسی کا مجھ پر کوئی حق نہیں سوائے اس کے کہ تم نے مجھے امامت کے لئے منتخب کیا۔ میں امارت سے گریز کر رہا تھا۔ تمہاری پریشانی اور مسلسل اصرار کے باعث میں نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے۔“ حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا ہم لوگ اب تک اپنے اس بیان پر قائم ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ”اے اللہ گواہ رہنا“ اس کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب بیعت کر لی۔ جو اس سے قبل بیعت کرنے سے گریزاں تھے۔ بیعت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔

20- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ ہم نے چونکہ بیعت اس شرط پر کی ہے کہ حضرت عثمان کا قصاص لیا جائے گا

اس لئے اب ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ قصاص لیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تمام امور خلافت منظم نہ ہو لیں اور ہر پہلو پر امن قائم نہ ہو جائے میں آپ کے اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس خدشہ کے تحت کہ کہیں میرے اس بیان کو غلط رنگ نہ دیا جائے۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے خطبہ دیا اور خطبہ میں قتل عثمان سے اپنی برات کا اظہار فرمایا اس کے بعد مروان اور بنو امیہ کے کچھ افراد شام کو روانہ ہو گئے۔ انہی دنوں میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے لوگوں سے تبادلہ خیالات کے لئے کوفہ اور بصرہ جانے کی اجازت چاہی لیکن حضرت علیؓ نے کسی مصلحت سے اجازت نہ دی۔

20- حضرت مغیرہؓ کا مشورہ

حضرت مغیرہؓ نے حضرت علیؓ کو مشورہ دیا تھا کہ جب تک حکومت اور خلافت کو استقلال حاصل نہیں ہو جاتا اس وقت تک عمال عثمانؓ کو برقرار رکھا جائے۔ اس کے بعد جس کو آپ چاہیں فارغ کر دیں اور اپنا تقرر عمل میں لائیں۔ ابن عباسؓ نے بھی آپؓ کو یہی مشورہ دیا۔ لیکن آپ نے تقریباً تمام سرکردہ عمال کو فارغ کر کے نئے لوگوں کو ان کی جگہ تقرر فرما دیا۔ نئے والی یہ تھے۔ عثمان بن حنیفؓ کو بصرہ پر۔ عمارہ بن شباب کو کوفہ پر۔ عبداللہ بن عباس کو یمن پر۔ قیس بن سعد کو مصر پر اور سہیل بن حنیف کو شام پر۔ ان میں عمارہ بن شباب سہیل بن حنیف کا کام واپس آگئے۔

21- حضرت امیر معاویہ کا چارج دینے سے انکار

حضرت امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اب عمال کے تبادلہ میں جب سہیل بن حنیف کو امیر شام بنایا گیا تو آپ نے امارت چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

22- جنگ کی تیاری

حضرت امیر معاویہؓ کے رویہ کے حوالے سے امیر المؤمنین علیؓ نے

شام پر فوج کشی کا مصمم ارادہ کر لیا اور اہل مدینہ کو اس جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس مہم کے لئے جو لشکر منتخب ہوا اس کے امیر محمد رضی اللہ عنہ بن حنیفہ تھے۔ اسی دوران میں امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ اہل مکہ اس جنگ کے خلاف ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ بے شک طلحہ رضی اللہ عنہ بیر رضی اللہ عنہ اور عائشہ بظاہر لوگوں کو اصلاح کی طرف بلا تے ہیں لیکن در پردہ وہ میری خلافت کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس وقت تک برداشت کروں گا جب تک تمہاری جماعت پر مجھے کسی امر کا خدشہ نہ ہوگا۔ اور میں رکار ہوں گا اگر وہ لوگ رکے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام کی جنگ کا ارادہ ترک کیا۔ اور اپنی توجہ اہل مکہ کی طرف مبذول فرمائی۔

23- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عزم بصرہ

حضرت عائشہ مناسک حج ادا کر کے واپس مدینہ منورہ آرہی تھیں کہ انہیں مقام سرف پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہوا۔ آپ واپس مکہ تشریف لے گئیں۔ اور اہل مکہ کو قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے پر اکسایا۔ اس دوران حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی مکہ پہنچ چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور بصرہ کے لوگوں کو صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے عازم بصرہ ہوئیں جب آپ رضی اللہ عنہا نواح بصرہ میں پہنچیں تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عامر کو رؤسائے بصرہ عمائدین شہر کے پاس بھیجا اور بصرہ میں آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ عثمان بن حنیف والی بصرہ نے ابوالاسود کے ذریعے آنے کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرا مطالبہ قتل عثمان کا قصاص ہے اور اس ضمن میں مجھے آپ لوگوں کی مدد درکار ہے۔ ابوالاسود نے والی بصرہ کو صورت حال عرض کی تو انہوں نے کہا کہ امیر المؤمنین کی آمد تک انہیں بصرہ میں داخلہ کی اجازت نہیں دے سکوں گا۔

25- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ کو روانگی

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو جب حضرت عائشہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر

ﷺ کی بصرہ روانگی کی صورت حال کا علم ہوا اور آپ ان لوگوں کی کارکردگی سے آگاہ ہوئے۔ تو بصرہ کی طرف کوچ کرنے سے پہلے اہل مدینہ سے امداد طلب کی اور مدینہ پر ابن عباس کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ بصرہ پہنچے تو آپ کو عثمان بن حنیف اور حکیم بن جبلة پر گزرنے والے تمام تر واقعات کا علم ہوا۔

26- اہل کوفہ سے رابطہ

امیر المومنین نے محمد بن ابوبکر اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما کو اہل کوفہ سے رابطہ کرنے اور لوگوں کو جمع کر کے ہمراہ لانے کو کہا اور خود ربذہ کے مقام پر لوگوں کو جنگ کی ترغیب دینے میں مصروف رہے۔ اسی اثناء میں آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے اپنا گھوڑا اور ہتھیار منگوائے لوگوں کے دریافت حال پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی اصلاح کروں گا اگر وہ قبول نہ کریں گے تو ان کے بارے میں غور کروں گا اور اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو ان کو روکوں گا۔ آپ ابھی ربذہ ہی میں تھے کہ ایک آدمی کوفہ سے آیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے ابو موسیٰ کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اگر آپ کی کوششیں صلح تک محدود ہیں تو وہ آپ کا ساتھی ہے اور اگر آپ جنگ پر راغب ہوں گے تو ابو موسیٰ تمہارا شریک نہیں۔

27- عمار بن یوسف کی ابو موسیٰ سے تلخ کلامی

محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر جب کوفہ پہنچے اور ابو موسیٰ سے بات چیت کی تو ابو موسیٰ نے اپنا موقف واضح طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا ”لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھ رہنا آخرت کی۔“ اگر امیر المومنین جنگ کا مقصد رکھتے ہوں تو میں ہر قسم کے تعاون کے لئے معذرت خواہ ہوں اگر صلح کا قصد ہو تو میری ہر امداد حاضر ہے۔ یہ موقف سن کر محمد بن جعفر کو غصہ آ گیا اور وہ ابو موسیٰ سے ترشروئی سے پیش آئے ابو موسیٰ نے فرمایا ”واللہ! عثمان کی بیعت میری گردن میں ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی گردن میں بھی ہے اگر جنگ کرنا ہی ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ جنگ کرنی چاہیے چاہے وہ جہاں کہیں ہوں۔ یہ دونوں واپس امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور

صورت حال واضح کی تو امیر المومنین حضرت علیؑ نے اشتر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے تمہیں ابو موسیٰ کے بارے میں مکمل اختیارات ہیں ابن عباسؓ کو ساتھ لے جاؤ اور حالات کی اصلاح کرو۔ یہ دونوں کوفہ گئے ابو موسیٰؓ سے گفتگو ہوئی لیکن ان کے موقف میں کوئی لچک نہ تھی۔ انہوں نے واپس آ کر حقیقت حضرت علیؑ سے عرض کر دی اور امیر المومنینؑ نے اپنے صاحبزادے حسن اور عمار بن یاسر کو کوفہ بھیجا۔ ابو موسیٰ نے شاہزادہ حسن کا بڑی عقیدت سے مصافحہ کیا اور عمار بن یاسر سے دوران ملاقات گلہ کیا کہ تم نے امیر المومنین عثمانؓ کی مخالفت کی اور ان کے مخالفوں کا ساتھ نبھایا۔ عمار بولے میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا موسیٰ کے بولنے سے قبل حضرت حسنؓ نے قطع کلامی کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری حاضری کا مقصد اصلاح امت ہے اور امیر المومنینؑ بھی اصلاح امت کے بارے میں ہر قسم کے حالات سے دوچار ہونے کو تیار ہیں۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپؓ پر قربان ہوں آپ نے سچ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے کہ عنقریب فتنہ آنے والا ہے اس وقت بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہے۔ کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور کل مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں ان کا خون اور مال حرام ہے۔ عمار بن یاسر اس تقریر سے برا فروختہ ہوا اور ابو موسیٰ اشعری کو گالی دے بیٹھا۔ ابو موسیٰ نے کوئی جواب نہ دیا۔ مگر حاضرین نے عمار کو اس رویہ کا مزہ چکھانا چاہا۔ لیکن ابو موسیٰ نے روک دیا۔ اور یہ دونوں امیر المومنین علیؑ کے پاس واپس چلے گئے۔

28- اہل کوفہ میں اختلاف

امیر المومنین علیؑ کی طرف سے آنے والے تمام سفیر اہل کوفہ سے بھی ملتے رہتے جس سے اہل کوفہ کی اکثریت ابو موسیٰؓ سے باغی ہو گئی اور اعتراض یہ رکھا کہ طلحہ اور زبیرؓ پر بیعت کر کے منحرف ہوئے ہیں ہم ان کا ساتھ کیوں دیں۔ امیر المومنین نے اشتر کو دوبارہ کوفہ بھیجا اب اس کے ساتھ خاصی جمعیت تھی اس نے آتے

ہی ابو موسیٰ کو مسجد سے باہر نکالا اور کہا کہ تم ہمارے مقرر کردہ عامل نہیں ہو ہمارا منبر چھوڑ دو۔ شام تک اشتر نے ابو موسیٰ کو کوفہ چھوڑ دینے کا الٹی میٹم دیا اور ابو موسیٰ شام سے پہلے ہی کوفہ سے چلے گئے۔

29- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استفسار

بصرہ کی طرف کوچ کرتے ہوئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ زبدہ کے مقام پر پہنچے تو اطلاع ملی کہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ پر قابض ہو گئے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر قیام فرمایا اور کئی احکامات صادر فرمائے اسی دوران میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ مشورے عرض کئے تھے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک کا بھی خیال نہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ نے کون سے مشورے دیئے تھے۔ تو حضرت امام حسن نے عرض کیا کہ میں ان مشوروں کے ساتھ عرض گزار ہوا تھا۔

(الف) آپ رضی اللہ عنہ کو زمانہ محاصرہ عثمان میں یہ رائے دی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ تشریف لے جائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت مدینہ میں رہیں۔

(ب) آپ رضی اللہ عنہ اہل مدینہ سے بیعت نہ لیجئے جب تک کہ عرب کے وفود نہ آئیں اور حکمرانان بلاد اسلامیہ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کر لیں۔

(ج) آپ رضی اللہ عنہ گھر میں خاموشی سے بیٹھے رہیں یہاں تک کہ فتنہ فساد فرو ہو جائے۔

30- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جوابات

(الف) اے صاحبزادے تم نے مدینہ کی جانب خروج کے بارے میں جو مشورہ دیا تھا وہ اس لئے نہ ہو سکا کہ ان لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا تھا جیسا کہ عثمان کو اس لئے خروج ممکن نہ رہا۔

(ب) بیعت کے بارے میں آپ کے دیئے ہوئے مشورہ کا جواب یہ ہے کہ میں نے خیال کیا کہ اگر میں بیعت نہیں لیتا تو اس سے خلافت اور اسلام کو سخت صدمہ پہنچتا

ہے اربابِ جل و عقد اہل مدینہ میں ہیں نہ کہ تمام عرب اور بلادِ اسلامیہ۔
 (ج) طلحہ رضی اللہ عنہما اور زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں سکوت اختیار کرنے کے تیرے مشورہ کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض ادا نہیں کروں گا تو کون شخص اس کو ادا کرے گا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ مطمئن ہو گئے۔

31- جنگِ جمل کے اسباب

قعقاع بن عمر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرفِ صحبت نصیب ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا۔ قعقاع نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما اور زبیر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ان سے مذاکرات کئے اور ام المؤمنین مع اپنے ساتھیوں کے مصالحت پر رضامند ہو گئیں۔ اور قعقاع کی واپسی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس صورت حال سے مطمئن اور خوش ہوئے۔

اس وقت بصرہ میں تین گروہ تھے دو گروہ فریقین کے اور تیسرا گروہ سبائیوں کا۔ یہ گروہ فریقین کی مصالحت کسی قیمت پر نہیں چاہتا تھا ان کی انتہائی خواہش تھی کہ فریقین کے مابین جنگ ہو اور اسی میں وہ اپنا مفاد سمجھتے تھے۔ البتہ اس گروہ کے کچھ افراد سکوت اختیار کرنے کے حق میں تھے۔ ان کا سرخیل علیا تھا جنگ پسند گروہ غالب تھا اور ان کا مشیر اعلیٰ ابن سودا تھا اس نے اپنے ساتھیوں کو اکسایا اور کہا کہ یہ مصالحت ہمارے خون پر ہوگی ہمیں کسی بھی صورت میں مصالحت کی تکمیل نہیں کرنے دینا چاہیے۔ عدی بن عامر سالم اور شریح کی رائے بھی سکوت اختیار کرنے کی تھی لیکن ابن سودا نے ایک بھرپور تقریر کی۔ جس کا لب لباب یہ تھا۔ کہ بھائیو! تمہارا مفاد بلکہ تمہاری بقا اس میں ہے کہ کسی نہ کسی طرح فریقین کو جنگ میں الجھا دو۔ سودا نے رائے عامہ ہموار کر دی۔ اسی پر اتفاق ہو گیا۔ کہ کسی نہ کسی حکمت عملی کو اپنا کر جنگ چھیڑ دی جائے۔ احنف بن قیس نے سکوت اختیار کر لیا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے دوران کی بیان کردہ ایک حدیث کے حوالے سے جنگ

سے علیحدگی اختیار کر چکے تھے۔ ان حالات کے تناظر میں فریقین کی مصالحت تقریباً آخری مرحلہ میں داخل ہو چکی تھی کہ ایک رات جب کہ صبح مصالحت طے پانی تھی ان لوگوں کی پریشانی نے اضطراب کی صورت اختیار کر لی جنہوں نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے خلاف بلوہ کیا۔ خروج کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، یہ لوگ رات بھر مشوروں میں لگے رہے کہ کس طرح فریقین کے درمیان جنگ چھیڑی جائے اور صلح نہ ہونے پائے۔ علی الصبح فریقین کی لاعلمی میں ان فتنہ پردازوں نے لڑائی کا رنگ اس طرح جمادیا۔ بلوائیاں مصر نے بنو مصر پر۔ فتنہ پروازان ربیعہ نے ربیعہ پر اور باغیان یمن نے یمن پر۔ اہل بصرہ نے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا اور اہل کوفہ نے پو پھٹتے ہی تیر اندازی شروع کر دی فرقہ سببہ کے افراد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا کرام المومنین رضی اللہ عنہ کے لشکر نے حملہ کیا ہے اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستوں نے حملہ کر دیا ہے۔ قصہ مختصر دونوں فریق کو غلط فہمی ہوئی ایک نے دوسرے کو مجرم سمجھا اصل حال کسی پر منکشف نہ ہوا اور فتنہ پردازوں کا گروہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح جنگ جمل معرض وجود میں آئی۔

32- واقعات جنگ جمل ۳۶ھ

دونوں طرف سے لشکر آمنے سامنے آئے۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر میں منادی کرادی کہ اس معرکہ سے بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے کسی زخمی پر حملہ نہ ہو اور نہ کسی کا مال و اسباب چھینا جائے لڑائی شروع ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ موقع جنگ پر عماری میں تشریف لے گئیں کہ شاید میرے جانے سے جنگ رک جائے۔ گھمسان کارن پڑا۔ تلواروں کی جھنکار میں کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ایک ایسا بھرپور حملہ کیا کہ اصحاب جمل کے پاؤں اکھڑ گئے اور انہوں نے میدان سے بھاگنا شروع کر دیا۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ناقہ کو گھیرے میں لے لیا۔ یہ منظر اصحاب جمل کے لئے قابل

برداشت نہ تھا وہ واپس پلٹے اور ایک دفعہ پھر گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی اصحاب جمل نے ناقہ کا گھیراؤ ختم کر دیا۔ حضرت عائشہ نے حضرت کعب بن اسود سے فرمایا کہ قرآن لے کر صف لشکر سے نکل کر میدان جنگ میں جائیں اور اس کے محاکم کی طرف لوگوں کو بلائیں آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا لیکن اسپہ کے لوگوں نے آپ ﷺ کو شہید کر دیا۔ اب عائشہ کی عماری مخالفین کے تیروں کا مرکز بن گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اور صورت حال کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے ناقہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا تاکہ ناقہ کے گرنے سے یہ لوگ خود منتشر ہو جائیں۔ چنانچہ یہی کیا گیا اور نتائج وہی نکلے ناقہ کو گرا دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عماری بحفاظت اتار لی گئی۔ جنگ تقریباً ختم ہو گئی کیونکہ اصحاب جمل ناقہ کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ جب میدان ٹھنڈا ہوا تو امیر المؤمنین نے محمد بن ابی بکر کے ذریعے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خیریت دریافت کی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ناقہ کے گرتے ہی اصحاب جمل تو بھاگ گئے اب محمد بن محمد بن ابی بکر عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر عماری کو ایک ایسی جگہ لے گئے جہاں پر کوئی شخص نہ تھا۔ اور امیر المؤمنین بنفس نفیس عماری کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا ”اے ماں! تم کیسی ہو جو اب ملا الحمد للہ خیریت سے ہوں۔ پھر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے کہا ”اللہ آپ سے درگزر کرے۔“ جواب ملا تم سے بھی۔ اس کے بعد سر داران لشکر اور روسائے شہرام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ سلام کا جواب دینے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یہ منظور محبوب تھا کہ میں آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے مر جاتی۔“

33- شہدائے جنگ

اس جنگ میں فریقین کا بے حد جانی نقصان ہوا۔ محتاط سے اندازے کے مطابق دونوں اطراف سے دس ہزار افراد کام آئے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے تمام مقتولین پر نماز پڑھی اور اجتماعی طور پر قبروں میں دفن کرنے کا حکم دیا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کے معروف ہمراہیوں میں سے درج ذیل بزرگ شہید ہوئے۔
عبدالرحمن رضی اللہ عنہ برادر طلحہ رضی اللہ عنہ (صحابی تھے) محرز بن حارث
مجاشع رضی اللہ عنہ اور مجاہد پسران مسعود

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے معروف ساتھیوں میں سے ان بزرگوں نے شہادت پائی۔
عبداللہ بن حکیم بن حزام، ہند بن ابی ہالہ۔

34- دار الخلافہ کی تبدیلی ۳۶ھ

مدینہ منورہ میں حالات خراب ہو رہے تھے اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہی مناسب سمجھا کہ مدینہ منورہ کی بجائے کوفہ دار الحکومت بنایا جائے۔ یہاں ان کے حامی بھی زیادہ تعداد میں تھے۔ چنانچہ ۳۶ھ میں یہ تبدیلی عمل میں آئی اور کوفہ میں مکمل سکونت اختیار کر لینے کے بعد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امور سلطنت پر توجہ دی۔

35- محمد بن ابو حذیفہ

ابو حذیفہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کے بیٹے کی پرورش حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لے لی۔ یہ جوان ہوئے تو مصر جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی وہاں بوجہ چند اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف زہرا گلنا شروع کر دیا۔ اور محمد بن ابی بکر کے ساتھ مل گیا۔ ابن ابی سرح مصر کا والی تھا اس نے انہیں سمجھایا لیکن وہ باز نہ آئے اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھیراؤ ہوا تو محمد بن حذیفہ مصر ہی میں ٹھہرا رہا۔ جب ان حالات کے تناظر میں مصر کا والی ابن ابی سرح خلیفہ وقت کے پاس مدینہ آئے تو محمد بن حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد کو مصر کا والی مقرر کیا۔ قیس بن سعد کے مصر پہنچنے سے پہلے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کی بیعت لینے کے لئے مصر پہنچ گئے۔ اور

عریش کے مقام پر محمد بن ابو حذیفہ کو ملاقات کے لئے بلایا۔ جب محمد بن ابو حذیفہ وہاں آئے تو ان کو حکمت عملی سے گھیر کر گرفتار کیا اور قتل کر دیا گیا۔ ایک روایت اس ضمن میں یہ ہے کہ صفین کے واقع کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص نے مصر پر چڑھائی کی۔ ابن حذیفہ مقابلے میں آیا تو عمرو بن عاص نے اسے کہلا بھیجا کہ میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں آپ عریش کے مقام پر مجھے ملیں اور تنہا آئیں۔ جب ابن حذیفہ آئے تو عمرو بن عاص نے انہیں قتل کر دیا۔

36- مصر کے نئے والی

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد کو مصر کو والی مقرر کیا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر لوگوں سے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی امارت پر بیعت لی اور مصر کے نواح میں اپنے عمال روانہ کئے۔ جنگ جمل کے نتائج دیکھ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ محسوس کیا کہ کوئی وقت ایسا نہ آجائے کہ ایک طرف سے علی رضی اللہ عنہ اہل عراق کو ساتھ ملا کر شام پر حملہ آور ہوں اور دوسری طرف قیس رضی اللہ عنہ بن سعد اہل مصر کو لے کر آجائیں۔ انہوں نے والی مصر کو خط لکھا جس میں بہت سے لالچ دے کر اپنی متابعت کی ترغیب دی لیکن قیس بن سعد نے انکار کر دیا اور واضح طور پر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا اظہار کرتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لڑائی کی دھمکی دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دلی طور سے قیس بن سعد سے مایوس ہو گئے لیکن انہوں نے یہ کہنا شروع رکھا کہ قیس ہمارا دوست ہے۔ ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے خطوط ہمارے پاس آتے رہتے ہیں اور ہم ہر کام باہم مشورہ سے کیا کرتے ہیں۔

محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو امیر المومنین نے امیر معاویہ کی مخبری کے لئے شام میں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے امیر معاویہ کی باتیں سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ قیس والی مصر امیر معاویہ سے درپردہ مل چکا ہے اسے فوراً مصر سے ہٹا دیا جائے، آپ

نے ابن جعفر کے مشورہ سے قیس کو معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا نیا والی مقرر فرمایا قیس بن سعد فارغ ہو کر کوفہ روانہ ہو گئے اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو تمام تر واقعات سے آگاہ کیا۔

37- امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اہل شام کے مظاہرے

نعمان بن بشیر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خون آلودہ قمیض اور ان کی بیوی کی کٹی ہوئی انگلیاں لے کر شام پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو ابھارنے کے لئے قمیض اور کٹی ہوئی انگلیوں کو منبر پر رکھ دیا۔ اہل شام یہ دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور قسمیں کھائیں کہ جب تک عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ یا قصاص نہیں لے لیتے اس وقت تک ٹھنڈا پانی ہم پر حرام ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس قدر بھڑکایا کہ اہل شام جنگ کے لئے تیار ہو گئے ادھر امیر المومنین بھی ان حالات سے بے خبر نہ تھے، انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

38- امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی سوئے جنگ پیش قدمی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک لشکر زیاد بن نصر دوسرا شریح رضی اللہ عنہ بن ہانی کی سرکردگی میں بھیجا اور ایک لشکر جرار کے ساتھ خود مدائن آئے وہاں سے رقبہ پہنچے اور اشتر کو سالار لشکر بنا کر آگے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ جنگ میں ہرگز پہل نہ کرنا۔

39- واقعات جنگ صفین ۳۷ھ

دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے خیمہ زن ہو گئے دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی۔ شام کو ابوالاعور نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا لیکن دونوں لشکر تھوڑی دیر لڑائی لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد امیر رضی اللہ عنہ معاویہ نے آ کر دریائے فرات پر قبضہ کر لیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے لشکر یوں نے پانی کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر رضی اللہ عنہ معاویہ کو کہلا بھیجا کہ پانی کو واگزار کہا جائے لیکن وہ نہ مانے تب اشعث بن

قیس کو چند سواروں کو ساتھ دریائے فرات پر بھیجا گیا۔ پھر شیت رضی اللہ عنہ بن ربیع اور اشتر اس کی امداد کو گئے اور دریائے فرات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج کو پانی لے سکنے کی اجازت دے دی۔

40- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سفارت

امیر المومنین رضی اللہ عنہ ابو عمر رضی اللہ عنہ، بشیر رضی اللہ عنہ بن عمرو، سعید رضی اللہ عنہ بن قیس، اور شیت رضی اللہ عنہ بن ربیع پر مشتمل ایک سفارت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجی کہ وہ اطاعت امیر المومنین اختیار کر لیں۔ اور اہل اسلام کے دو گروہوں میں جنگ کا باعث نہ بنے۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر قائم رہے اور مطالبہ کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کیا جائے۔ خلیفہ اپنے عہدہ سے دستبردار ہو جائیں اور جمیع مسلمانوں کو اپنا نیا خلیفہ چننے کا اختیار دیا جائے۔ اس طرح یہ سفارت ناکام رہی۔

41- دوسری سفارت

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم، زید رضی اللہ عنہ بن قیس، شیت رضی اللہ عنہ بن ربیع اور زیاد بن حصہ کو بطور سفارت دوبارہ بھیجا اور اپنا مطالبہ دہرایا۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے موقف پر سختی سے قائم رہنے کے باعث یہ سفارت بھی ناکام رہی۔

42- امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سفارت

اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سفارت حبیب رضی اللہ عنہ بن مسلمہ، شرجیل رضی اللہ عنہ بن السمط اور معن رضی اللہ عنہ بن یزید پر مشتمل بھیجی، جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے مل کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا مطالبات دہرائے مگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے ان مطالبات کو بے جا قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا اور سفارت ناکام واپس چلی گئی۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیا جس میں تمام حالات کا ذکر کر کے اپنے آئندہ عزائم کا اظہار فرمایا اور اہل شام سے تعاون کی اپیل

کی۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سفیروں نے کہا ”کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم نہیں مارے گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں نہ ظالم“ اس پر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ جو شخص عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں۔ اس پر وہ اپنے شرکاء کی طرف چلے گئے۔

43- دوبارہ جنگ کا آغاز

یکم صفر ۳ھ کو جنگ کا دوبارہ آغاز ہوا۔ خون ریز جنگ ہوئی فریقین ایک دوسرے پر بھرپور حملے کرتے رہے کشتوں کے پتے لگتے رہے۔ حضرت عبید اللہ بن عمر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن لعب رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی۔ علوی لشکر اس قدر جان سپاری سے لڑا کہ شامی لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے جنگ کے بعد عمرو بن العاص نے اپنے لشکر کو شکست سے دوچار ہوتے دیکھا تو ایک چال چلی اور لشکریوں کو اپنے نیزوں پر قرآن پاک رکھ کر بلند کرنے کی تاکید کی چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور قرآن کو میدان جنگ میں دیکھ کر جنگ رک گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ کو جاری رکھنے کے حق میں تھے انہوں نے لشکریوں کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا کہ یہ ایک چال ہے شامی لشکر کو شکست سے بچانے کا حربہ ہے۔ ہم خود قرآن ہی کی تعلیمات کو بحال کرانے کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس لئے جنگ کو جاری رکھیں اور عمرو بن العاص کی اس چال میں نہ آئیں۔ علوی لشکر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک جنگ کرنے کے حق میں تھا اور دوسرا جنگ بند کر دینے کے حق میں۔ کثرت رائے کے باعث جنگ بند ہو گئی اور فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں فریق سے ایک ایک ثالث (حکم) چنا جائے اور جو فیصلہ حکم کریں دونوں فریق اس کے پابند رہیں۔ فیصلہ یہ کیا جانا تھا کہ خلیفۃ المسلمین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔

44- حکم کا انتخاب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابو موسیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن عاص کو حکم چنا گیا۔

45- عہد و پیمان

حاکمین نے اقرار نامہ کی تحریر کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے ساتھ آئے ہوئے عامۃ المسلمین اور لشکریان سے یہ عہد لیا۔

(الف) حاکمین کی جان و مال اور اہل و عیال کو امن دیا جائے گا۔

(ب) حاکمین کے فیصلہ پر پورا پورا عمل ہوگا۔

یہ بھی تحریر ہوا کہ حاکمین اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر کتاب اللہ کے موجب فیصلہ کریں گے ان شرائط کے طے کرنے کے بعد فریقین کے مقتدر افراد کے دستخط کرائے گئے۔

46- فیصلہ کا اعلان

عمر بن العاص یہاں بھی اپنی چال چل گئے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایسی جل دی کہ تاریخ کا رخ ہی بدل دیا گیا۔ دونوں حاکمین کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ ہم اپنے اپنے امیدوار کو خلافت سے معزول قرار دے دیں۔ اور عامۃ المسلمین کو نئے خلیفہ کے انتخاب کا حق دے دیا جائے۔

لیکن یہ فیصلہ سنایا گیا تو عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ بزرگ ہیں پہلے آپ اپنے فیصلہ کا اعلان فرمائیں اس پر ابو موسیٰ نے فرمایا لوگو! ہم نے اپنے طور پر بہت سوچا ہر پہلو پر غور کیا لیکن ہم صرف اس نتیجہ پر پہنچے کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ وہ اپنے نئے خلیفہ کو چن سکیں۔ چنانچہ میں نے علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ یہ بات ختم ہوتے ہی عمرو بن عاص اٹھے اور کہنے لگے لوگو! گواہ رہنا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے امیدوار (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو معزول کر دیا میں بھی انہیں معزول کرتا ہوں۔ لیکن میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کرتا کیونکہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم کا ولی ہے اور اس کا قائم مقام ہونے کا حقدار ہے۔

47- حضرت علیؑ کا فیصلہ ماننے سے انکار

حالات و واقعات سے ثابت ہے کہ یہ فیصلہ حسب وعدہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق نہیں تھا بلکہ یہ ایک گھناؤنی سازش اور عمرو بن ابی العاص کی فنکارانہ سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ تھا اس لئے حضرت علیؑ نے اس فیصلہ کے ماننے سے انکار کر دیا۔ اور شام پر حملہ کرنے کا عزم دہرایا۔ آپؑ نے خوارج کو شرکت کی دعوت دی لیکن انہوں نے نہ صرف فوج میں شامل ہونے سے انکار کر دیا بلکہ جو لوگ فوج میں شمولیت کے لئے جا رہے تھے انہیں بھی روک دیا۔ ان کو حضرت علیؑ سے یہ شکوہ تھا۔ کہا آپؑ نے قرآن کے معاملہ میں آدمیوں کو کیوں حکم بنایا ہے۔ خوارج نے شیث بن زبجی کو اپنا سردار چن لیا تھا۔

حضرت علیؑ نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے پہلے عبداللہ بن عباس کو بھیجا لیکن وہ لوگ نہ مانے۔ پھر آپؑ بنفس نفیس ان کے پاس تشریف لیے گئے اور بڑی مشکل سے انہیں اپنے ساتھ کوفہ لے آئے۔

48- جنگ نہرواں ۳۸ھ

حضرت علیؑ نے اس صورت حال کے تحت شام پر حملہ روک دیا اور سب سے پہلے خوارج سے نبٹنے کا فیصلہ کیا جو کہ مارآستین ثابت ہو رہے تھے خوارج کے کچھ سردار حضرت علیؑ کے ساتھ کوفہ آچکے اور کچھ ابھی تک حضرت علیؑ سے منحرف تھے اس طرح خوارج دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ حضرت علیؑ نے اس موقع کو غنیمت جان کر نہرواں کی طرف کوچ کیا اور خوارج کے مقابلہ میں میدان میں اتر گئے گھمسان کارن پڑا۔ خارجی جان مار کر لڑے لیکن شکست کھائی۔ خارجیوں کی کثیر تعداد میدان جنگ میں کام آئی اور باقی خوارج میدان جنگ سے بھاگ کر منتشر ہو گئے۔

49- کوفیوں کا جنگ سے فرار

اس شاندار فتح کے بعد حضرت علیؑ نے شام پر حملہ آور ہونے کا منصوبہ بنایا

اور تیاری شروع کی تو فوج نے اسلحہ درست کرنے کی مہلت مانگی یہ محض ایک بہانہ تھا۔ دراصل شاہی فوج اب شامیوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ یہ لوگ ایک ایک کر کے کیمپ سے نکلتے گئے اور صرف ایک مجاہد باقی رہ گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑے خطبے دیئے۔ بہت سی تقریریں کیں لیکن کوئی قابو نہ آیا اور مجبوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شام کی جنگ کا ارادہ ترک کرنا پڑا۔

50- مصر پر حملہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ شام پر حملہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تو انہوں نے مسلمہ بن مخلد کی سرکردگی میں ایک جماعت مصر بھیجی جنہیں ہدایت کی کہ وہ لوگوں کو اکسائیں کہ وہ حضرت علی سے شہادت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کریں۔ مصر کے گورنر قیس بن سعد نے اس جماعت کو کہلا بھیجا کہ اگر تم امن سے رہے تو تمہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور تمہارا وظیفہ جاری رہے گا۔ یہ خبر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملی تو وہ قیس رضی اللہ عنہ سے بدظن ہو گئے۔ اور محمد بن ابوبکر کو مصر کا گورنر بنا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر موجودہ گورنر مصر میں آئے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنا چاہتے تھے کہ اس دوران جنگ صفین چھڑ گئی تو وہ اس ارادہ سے باز رہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس لوٹے تو ان لوگوں نے محمد بن ابوبکر گورنر مصر سے جنگ چھیڑ دی۔ کئی دنوں تک مقابلہ جاری رہا اور مصری فوجیں شکست سے دوچار ہوتی رہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو انہوں نے عمرو بن عاص کو چھ ہزار کا لشکر دے کر مصر بھیجا۔ خونریز جنگ ہوئی۔ محمد رضی اللہ عنہ بن ابوبکر مارے گئے اور مصر پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قبضہ ہو گیا۔

51- خارجیوں کی سازش

جنگ نہروان کے بعد اگرچہ خارجیوں کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ تاہم یہ لوگ حکومت کے لئے مصیبت کا باعث بنے رہے۔ ان میں سے تین افراد۔ عبدالرحمن بن ملجم،

بروک بن عبد اللہ، عمرو بن بکر تمیمی نے آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کیا کہ جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ، عمرو بن عاص کو قتل نہ کر دیا جائے۔ یہ فتنہ ختم نہیں ہو سکتا۔ تینوں نے ایک ایک سردار کو قتل کرنے کا ذمہ لیا اور ایک دن ایک ہی وقت اس کام کے لئے مقرر کیا اور اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

52- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ۴۰ھ

مقررہ تاریخ کو بروک نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس وقت حملہ کیا جب کہ وہ مسجد سے نکل رہے تھے انہیں معمولی زخم آئے۔

عمرو بن عاص اس روز بیمار تھے مسجد میں نہ آئے اور اور نماز پڑھانے کے لئے خارج بن حذافہ کو بھیجا، عمرو نے انہیں عمرو بن عاص سمجھ کر قتل کر دیا۔ ابن ملجم مسجد میں جا کر چھپ گیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر پڑھانے کے لئے مسجد میں آئے تو اس نے ان پر تلوار کا بھرپور وار کر دیا آپ اس حملہ کے تیسرے روز زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ ان لہو ان الیہ راجعون

53- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت

جب زندگی کی توقع نہ رہی تو آپ نے وصیت فرمائی کہ قاتل سے صرف قصاص لینا اس کے اعضاء نہ کاٹنا۔ لوگوں نے خلافت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے تجہیز و تکفین کی اور کوفہ کے قبرستان غلامی میں سپرد خاک ہوئے۔

مورخوں کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت چار سال نو ماہ ہے اور یہ کل زمانہ، خانہ جنگیوں، اندرونی تنازعات اور فسادات کے فرو کرنے میں صرف ہو گیا۔ آپ نے موت سے قبل حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی جو کہ من وعن

کتاب ہذا میں ایک ایک عنوان سے شامل ہے۔

ازواج و اولاد

تفصیل اولاد

نمبر شمار	نام زوجہ	تفصیل اولاد
	فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ	حسن، حسین، حضرت زینب، ام کلثوم
۲	ام البنین بنت حرام کلابیہ	چار لڑکے (عباس، جعفر، عبداللہ، عثمان)
۳	لیلیٰ بنت مسعود	دو لڑکے (عبید اللہ اور ابوبکر)
۴	اسماء بنت عمیس	دو لڑکے (محمد اصغر و یحییٰ)
۵	امامہ بنت ابی العاص	ایک لڑکا ایک لڑکی
۶	خولہ بنت جعفر	ایک بیٹا (بنت محمد اوسط (محمد بن حنیفہ) اصل نام محمد ابوبکر
۷	صہبا بنت ربیعہ	ایک بیٹا ایک بیٹی
۸	سعید بنت عروہ	تین (ام الحسن، رملۃ الکبریٰ، ام کلثوم)
۹	فحیہ بنت امراء القیس	ایک بچی

ابن جریر کے مطابق آپ کی کل اولاد ۱۴ لڑکے اور ۷ لڑکیوں پر مشتمل تھیں۔ لیکن مورخین کا کہنا ہے کہ نسلی سلسلہ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، محمد بن الحنفیہ، عباس بن کلابیہ اور عمرو بن تغلبیہ سے چلا۔

شجاعت حیدر کرار رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقریباً تمام غزوات میں شمولیت فرمائی اور ہر جنگ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے چند ایک امثلہ ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

۱۔ غزہ بدر میں جب لاکارا کہ اپنے جیسوں کو جنگ میں بھیجنے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ

میدان جنگ میں آگے اور اپنی تلوار سے سینکڑوں کفار کو موت کے گھاٹ اتارا۔

2- غزوہ احد میں جب مسلمانوں میں بھگدڑ مچی تو آپ ﷺ سب سے پہلے حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور تنہا حضور پر کئے جانے والے حملوں کو روکتے رہے اس موقع پر حضور ﷺ نے آپ ﷺ کو ذوالفقار نامی تلوار مرحمت فرمائی جس سے آپ ﷺ نے بے شمار کفار کو تہ تیغ کیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ سرور کونین نے ارشاد فرمایا تھا۔ علی ﷺ! آسمان کے فرشتے بھی تمہاری بہادری کی تعریف کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ دنیا میں علی ﷺ جو ان مرد اور ذوالفقار ایسی تلوار نہیں ہے۔

3- غزوہ خندق میں آپ نے کافروں کا ایک معروف پہلوان جو اپنے آپ کو ایک ہزار جنگجو پر غالب سمجھتا تھا جس کا نام عمرو بن عبدو تھا کا مقابلہ کیا اس کا وار انتہائی چابکدستی سے بچایا اور پھر خود ایسا وار کیا کہ اس کا سرتن سے جدا ہو گیا۔

4- غزوہ خیبر کا واقعہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ جب جنگ الجھگئی اور کئی دنوں تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو ایک روز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جسے اللہ تعالیٰ کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔ دوسرے روز آپ ﷺ نے حضرت علی ﷺ کو جھنڈا مرحمت فرمایا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہودیوں کا سپہ سالار مرحب حضرت علی ﷺ کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہودیوں کے پاؤں اکھڑ گئے انہوں نے قلعہ بند ہو جانے ہی میں عافیت سمجھی۔ حضرت علی ﷺ نے قلعہ کا دروازہ جسے سینکڑوں آدمی بمشکل اٹھا سکتے تھے۔ اکھیر دیا اور قلعہ کے باہر کھودی ہوئی خندق کے اوپر رکھ کر اسے پل بنا دیا اس طرح مسلمان فتح کے نعرے لگاتے ہوئے قلعہ میں داخل ہو گئے۔

5- جنگ صفین تاریخ اسلام کی ایک اہم ترین جنگ ہے۔ جس میں تقریباً دو لاکھ فرزندان تو حید ایک مدت تک مصروف پیکار رہے۔ اسی میدان میں بہت سی جنگیں لڑی گئیں جن میں لیلۃ الحریر کا قیامت خیز واقعہ سب سے اہم ہے۔ اور اسے ایک خوفناک معرکہ قرار دیا جاتا ہے۔ جرأت و شجاعت میں حضرت علی ﷺ اپنی نظیر نہ

رکھتے تھے۔ کسی کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ کی نافرمان فوج نے حملہ کرنے سے گریز کیا تو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر کہ نافرمانو! نہ آؤ میں خود تنہا ان کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ شامی فوج کے سمندر میں گھس گئے۔ حضرت حسنین کریمین آپ ﷺ کے پیچھے گئے۔ حالت یہ تھی کہ آپ نے تنہا شاہی فوج کے پرچے اڑانا شروع کر دئے۔ جس طرف یہ شیر خدارخ کرتا فوج پھٹ کر ایک طرف ہو جاتی تھی یہ دیکھ کر آپ ﷺ کی نافرمان فوج کو بھی جوش آیا اور اس نے حملہ کر دیا لشکر شام میں تہلکہ مچ گیا ہزار ہا شامی قتل کر دیئے گئے۔ شامی لشکر کے حوصلے پست ہو گئے حضرت حیدر کرار نے با آواز بلند پکار کر کہا معاویہ! کیوں مخلوق خدا کا خون اپنی ہوس اقتدار کے لئے بہا رہا ہے۔ لڑائی میری اور تیری ہے نہ کہ ان کی۔ سامنے آتا کہ میں اور تم اپنی اپنی قسمتوں کا فیصلہ کر لیں جو کامیاب ہو گیا وہی امیر بنے گا۔ حضرت عمر بن عاص نے امیر معاویہ ﷺ سے کہا جائیے آپ کی طلب ہو رہی ہے۔ اور بات بھی ٹھیک ہے خود جا کر لڑیئے اور فیصلہ کر لیجئے امیر معاویہ ﷺ بولے خوب کہا ٹھیک بات ہے کیا مجھے علم نہیں کہ علی ﷺ کے مقابلہ میں جو گیا کبھی زندہ واپس نہیں آیا۔

6- حضرت عمرو بن عاص کی چالوں سے حضرت علی ﷺ کو بے حد نقصان پہنچ چکا تھا جنگ صفین میں ان کا سامنا حضرت علی سے ہو گیا۔ انہوں نے حضرت علی پر حملہ کرنے کی جرأت کی لیکن کجا عمرو اور کجا حیدر کرار ﷺ آپ نے اس کا وار بچا کر ایک بھر پور اور چچا تلا وار جو کیا تو حضرت عمرو ﷺ بن عاص کے حواس جاتے رہے سمجھ گئے کہ اب خیر نہیں۔ اس لئے انہوں نے فوراً اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا اور بدحواسی میں ان کا ستر کھل گیا حیدر کرار نے فوراً منہ پھیر لیا اور اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ آپ سے جب پوچھا گیا کہ اس قدر خطرناک دشمن کو آپ ﷺ نے کیوں چھوڑ دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں گرے ہوؤں پر حملہ نہیں کرتا کہ یہ آئین شجاعت سے بعید ہے۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کا اعلان (سختی کی راہ)

کوئی لشکر کو مسلسل نافرمانیوں، فریب کاریوں اور عدم تعاون کے رویہ سے حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے یہ جان گئے تھے کہ میں نے جس قدر نرمی، ششگلی اور تالیف قلوب کا رویہ ان کے ساتھ اپنایا ہے یہ اس کے اہل نہ تھے کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے اب مجھے ان سے اسی زبان میں بات کرنا چاہیے جو زبان یہ سمجھتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے بعض وفائیکش اور مخلص ساتھیوں کے مشورہ سے سختی کی راہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک فرمان جاری کیا جس کا مضمون یہ تھا۔

”ہر خاص و عام کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس فرمان و اعلان کو سنتے ہی جنگ کے لئے تیار ہو کر کمپ میں حاضر ہو جائے کسی کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ متنبہ کیا جاتا ہے کہ جس نے بھی اس حکم سے گریز کیا ذرا سا بھی تاہل و توقف سے کام لیا اس کا سر بلا تکلف جدا کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ذرا بھر بھی رعایت روا نہیں رکھی جائے گی۔ اب تک جس قدر نرمی سے کام لیا گیا اسی قدر سرکشی بڑھتی نظر آئی ہے۔ اب نرمی شعار ترک کر دیا گیا۔ اب ہر حکم کی تعمیل بہ جبر کرائی جائے گی۔ اور نافرمانی کی سزا موت اور گردن زدنی ہوگی۔ یہ اعلان سن کر کوفہ میں ایک سناٹا چھا گیا۔ دہشت پھیل گئی ساری سرکشی دلیری دھری کی دھری رہ گئی۔ لوگ سمجھ گئے کہ اب خلافت ماب کی پالیسی بدل گئی ہے اور کوئی صورت مضر باقی نہیں رہی لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور جوق در جوق آنے لگے تین دن میں ایک لشکر جرار فراہم ہو گیا۔ اور قوی امید ہو گئی کہ اب کے بنی امیہ کی قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا جائے۔ فوج میں بھی بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ جنگ کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن قدرت کاملہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ لشکر روانہ ہونے ہی کو تھا کہ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو پیام اجل آ گیا اور قدرت نے جنگ کا موقع ہی نہ دیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ ہر قسم کے نشیب و فراز کا مجموعہ اور گونا گوں تجربات کا مرقع تھی۔ اپنے وصال مبارک سے کچھ دیر پہلے آپ نے اپنے لخت جگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ایک وصیت فرمائی تھی۔ جو ان حالات کی عکاس بھی ہے جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا اور جملہ فرزند ان توحید کے لئے مینارہ نور بھی ہے۔ قارئین کرام کی تقویت ایمان کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت شامل کتاب کی جاری ہے۔

وصیت

”زمانے کی گردش دنیا کی بیوفائی اور آخرت کے قرب نے مجھے ہر طرف سے غافل کر کے آنے والی زندگی کے اندیشوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب مجھے صرف اپنی فکر ہے۔ آنے والے تمام نشیب و فراز پیش نظر ہیں اور حقیقت بے نقاب ہو چکی ہے ایسی حالت میں میں تمہارے لئے یہ وصیت لکھ رہا ہوں۔

”خدا سے خوف کھاتے رہو اس کے احکام پر کار بند رہو اس کے ذکر سے دل کی بستی کو آباد رکھو اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام رکھو کیونکہ تمہارے اور اللہ کے درمیان اس سے بڑھ کر مستحکم رشتہ اور کوئی نہیں ہے۔

اپنے دل کو موعظت سے زندہ رکھو زہد سے مارو۔ یقین سے قوت بخشو۔ حکمت سے منور کرو۔ موت کی یاد سے اس پر قابو پاؤ۔ نیز نگینے روزگار سے ڈراؤ اور بچھڑ جانے والی حکایتیں سناؤ۔ گزر جانے والے لوگوں کی تباہی سے اسے عبرت دلاؤ۔ ان کی اجڑی ہوئی بستیوں میں گشت کرو وان کی عمارتوں کے کھنڈر دیکھو اور دل سے پوچھو کہ ان لوگوں نے کیا کیا اور کہاں جا کر آباد ہو گئے اس طرح تمہیں اپنی فانی زندگی کا احساس ہوگا۔

اپنے ٹھکانے کو درست کرو آخرت کو دنیا کے بدلے میں نہ بیجو۔ بے علمی میں

سکوت اختیار کرو بلا ضرورت گفتگو سے پرہیز کرو۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس سے باز رہو اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور اس کا حق ادا کرو۔ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھاؤ۔ حق کی خاطر مصائب کے طوفان سے ٹکرا جاؤ۔ دین میں تفقہ حاصل کرو اور مکروہات زمانہ کو برداشت کرنے کے عادی بنو۔

میرے لئے پر مسرت بات یہ ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی ہرگز نہ کرو۔ خوب سمجھ لو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے قبضہ قدرت میں زندگی بھی ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے وہی مارنے والا بھی ہے۔ جو فنا کے گھاٹ اتارتا ہے وہی حیات نو بھی بخشتا ہے۔ جو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے وہی نجات بھی دیتا ہے۔ یقین کرو دنیا اللہ تعالیٰ کے اسی قانون پر قائم ہے کہ انسان کو نعمتیں بھی ملتی ہیں اور آزمائشیں بھی پیش آتی ہیں اور پھر آخرت میں ان کا صلہ بھی دیا جاتا ہے جس کی ہمیں خبر نہیں۔

اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو اس سے انکار نہ کرو بلکہ اپنی کم فہمی پر محمول کر کے اس پر غور و فکر کرو کیونکہ پہلے پہل تم جاہل پیدا ہوئے تھے پھر بتدریج علم سے نوازے گئے۔ کتنی ہی باتیں ہیں جن سے آج تم لاعلم ہو۔ جن کے بارے میں تمہاری عقل حیران رہ جاتی ہے اور بصیرت کام نہیں کرتی۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ چند روز بعد تمہیں ان کا علم ہو جائے تمہیں اس ذات ستودہ صفات سے وابستہ رہنا چاہیے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ عبادت کرو تو اسی کی۔ سر جھکاؤ تو اسی کے آگے اور ڈرو تو اسی سے۔

جن لوگوں نے دنیا کو پرکھ لیا ہے وہ اس کی جدائی سے نہیں گھبراتے ان کی مثال ایسے مسافروں کی سی ہے جو ناموافق اور قحط زدہ علاقے چھوڑ کر سرسبز اور زرخیز علاقے کی طرف چل کھڑے ہوتے ہیں یہ مسافر احباب کی جدائی گوارا کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے

حضرت علی کے فیصلوں کو پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انسان سوچنے لگتا ہے کہ ان نادر روزگار فیصلوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کس طرح پہنچتے رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے یہ فیصلے حضور کی خصوصی مروت، دعا اور نگاہ کرم کا نتیجہ ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا چاہا میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ابھی نا تجربہ کار ہوں۔ معاملات طے کرنے کا تجربہ نہیں رکھتا۔ میں بڑے بڑے الجھے ہوئے مقدمات کا فیصلہ کیسے کروں گا۔ میری اس عرض گذاشت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ”الہ العالمین“ اس کے قلب کو روشن فرما دے اور اس کی زبان میں تاثیر عطا فرما دے۔ قسم ہے اس ذات کی جو چھوٹے سے بیج سے درخت پیدا کرتا ہے اس دعا کے بعد پھر کبھی مجھے کسی مقدمہ کا فیصلہ کرنے میں تردد نہیں ہوا اور میں نے ہر مقدمہ کا فیصلہ کر سکنے کی اہلیت اپنے اندر پائی ہے۔ قارئین کے مطالعہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چند ایک فیصلے سپرد قلم کیئے جاتے ہیں ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذہانت کا اندازہ باسانی ہو جائے گا۔

1- آٹھ درہم کی تقسیم

دو آدمی سفر کر رہے تھے ایک مقام پر کھانا کھانے بیٹھے ایک کے پاس ۵ روٹیاں اور دوسرے کے پاس ۳ روٹیاں تھی عین اس موقع پر ایک تیسرا آدمی بھی ان کے کھانے میں شامل ہو گیا۔ کھانا ختم ہوا تو بعد میں آنے والے آدمی نے انہیں آٹھ درہم دے اور کہا کہ آپس میں تقسیم کر لینا۔ پانچ روٹیوں والے نے ساتھی کو تین درہم دینا چاہیے کہ اس کی تین روٹیاں تھیں اور خود پانچ درہم رکھے کہ اس کی پانچ روٹیاں تھیں لیکن اس تقسیم پر دوسرا آدمی رضا مند نہ ہوا۔ آخر کار دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے اور اپنا مسئلہ پیش کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے آدمی کو سمجھایا کہ میرے فیصلہ سے قبل اپنے ساتھی کے فیصلہ کو تسلیم کر لو اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ مگر وہ نہ مانا اور فیصلہ پر مصر رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک درہم اس کے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ میرے فیصلہ کے مطابق

تم ایک درہم کے حقدار ہو۔ پھر اسے سمجھایا کہ تمہارا ساتھی ۵ روٹیاں رکھتا ہے اور تم ۳ روٹیوں کے مالک تھے۔ کل آٹھ روٹیاں۔ تم تین آدمی کھانے والے تھے۔ ہر روٹی کے تین ٹکڑے کئے تو کل ۲۴ ٹکڑے بنے ان چوبیس سے آٹھ ٹکڑوں میں سے ہر ایک نے ۸، ۸ ٹکڑے کھائے۔ تمہارے کل ۹ ٹکڑے تھے جن میں ۹ ٹکڑے تم نے خود کھائے اور تمہارا حصہ میں سے صرف ایک ٹکڑا تیسرے آدمی نے کھایا کھانے والے نے آٹھ ٹکڑے کے آٹھ درہم دے تھے جس حساب سے ایک ٹکڑے کا صرف ایک درہم بنتا ہے۔

2- دوست کو وصیت

ایک شخص فوت ہونے لگا تو اس نے ایک دوست کو دس ہزار روپے دیئے اور وصیت کی کہ جب آپ کی ملاقات میرے لڑکے سے ہو تو اس میں سے جو تم خود چاہو اسے دے دینا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس کی ملاقات مرحوم کے لڑکے سے ہوئی تو اس نے لڑکے کو صرف ایک ہزار درہم دیا۔ لڑکے نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور فیصلہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم مرحوم کے لڑکے کو کیا دو گے اس نے جواب دیا ایک ہزار آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وصیت کی تحریر کے مطابق تم اسے نو ہزار دو گے۔ کیونکہ یہ رقم تم نے خود چاہی اور وصیت یہی ہے کہ جو تم چاہو۔ وہ میرے لڑکے کو دے دینا۔ چنانچہ لڑکے کو ۹ ہزار درہم دیئے گئے۔

3- حقیقی ماں کون؟

ایک دفعہ دو عورتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں ان کے پاس ایک بچہ تھا اور وہ دونوں عورتیں اس بچے کی دعویٰ دار تھیں آپ نے اپنے غلام کو فرمایا کہ آ رہ لے آؤ تا کہ بچے کو درمیان میں سے چیر کر آدھا آدھا ان میں بانٹ دیا جائے۔

بچے کی حقیقی ماں تڑپ اٹھی اور عرض گزار ہوئی یا حضرت بچے کے ٹکڑے نہ کریں اور اس دعویٰ دار عورت کو ہی دے دیں میں اپنا مطالبہ واپس لیتی ہوں۔

آپ ﷺ کو حقیقی ماں کی پہچان ہوگئی اور بچہ اس کے حوالہ کر دیا گیا۔

4- سترہ اونٹوں کی تقسیم

ایک دفعہ تین آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے کہ ہمارے پاس سترہ اونٹ مشترکہ میں جن میں سے ایک کا نصف دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا نواں حصہ ہے ہم ہر کوشش کے باوجود انہیں آپس میں تقسیم نہیں کر سکے۔ آپ ہمارے درمیان اسی حصہ داری کے مطابق یہ تقسیم فرمادیں۔ آپ نے اونٹ طلب فرمائے اور ایک لائن میں کھڑے کر دیئے۔ پھر اپنے غلام کو حکم دیا کہ ہمارا ایک اونٹ لا کر اسی لائن میں کھڑا کر دو۔ اس طرح سے ۱۸ اونٹ ہو گئے۔ نصف والے کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ ۹ اونٹ کھولو۔ پھر تیسرے والے کو فرمایا ۶ اونٹ تمہارے حصہ کے بنتے ہیں کھول لو۔ پھر نائویں حصہ حصہ والے کے سپرد۔ ۲ اونٹ کر دیئے اور اپنا اونٹ اپنے غلام کے ہاتھ واپس بھیج دیا۔

آپ ﷺ کے اس فیصلہ کو دیکھ کر حاضرین دنگ رہ گئے اور بے اختیار پکاراٹھے کہ بے شک آپ ﷺ کا سینہ فضل و کمال کا خزینہ حکمت و عدل کا سفینہ اور علم نبوت کا مدینہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

- ☆ آپ ﷺ ایثار اور قربانی کا نمونہ تھے۔
- ☆ آپ ﷺ کو بستر رسالت پر سونے کا موقع ملا۔
- ☆ آپ ﷺ تمام غزوات میں شامل رہے۔
- ☆ آپ ﷺ کو فتح خیبر کی عظمت عطا ہوئی۔
- ☆ آپ ﷺ کی ولادت بیت اللہ شریف میں اور شہادت مسجد میں ہوئی۔
- ☆ آپ ﷺ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔
- ☆ آپ ﷺ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے اور آپ ﷺ کی تربیت حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔

- ☆ آپ ﷺ کی مثال جرات، بہادری اور شجاعت میں نہیں ملتی۔
- ☆ آپ ﷺ کا پایہ فقہ میں بہت بلند تھا۔
- ☆ آپ ﷺ کا مرتبہ زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور کمال علم و فضل میں بہت بلند تھا۔
- ☆ آپ ﷺ کو حضور ﷺ نے علم کے شہر کا دروازہ قرار دیا۔
- ☆ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ”حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ اولیاء اللہ کے فیض و ہدایت کا مرکز علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس ہے۔ قطب ابدال اور اوتار جناب علی رضی اللہ عنہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں۔
- ☆ آپ ﷺ والد اور والدہ دونوں کی طرف سے ہاشمی تھے۔
- ☆ آپ ﷺ کو اسد اللہ، حیدر کرار، اور بت شکن جیسے خطابات سے سرفراز فرمایا گیا۔
- ☆ حضور ﷺ نے آپ ﷺ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا، اور اپنی پیاری صاحبزادی خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ کے ساتھ کر دیا۔
- ☆ آپ ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تحریر ہونے والے معاہدہ کے کاتب تھے۔
- ☆ فتح خیبر کا سہرا آپ ﷺ کے سر رہا۔
- ☆ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اے مسلمانو! تم میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت کے مالک حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔
- ☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ”اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رفاقت نہ ہوتی تو انتظام خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ برباد ہو جاتا۔
- ☆ آپ ﷺ کے فضائل و کمالات کے ضمن میں کتب صحاح ستہ میں لا تعداد احادیث مقدسہ موجود ہیں اور ان کے علاوہ اکثر محدثین کرام نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں ابو عبد الرحمن احمد کی کتاب ”الخصائص فی مناقب علی بن ابی طالب“ بطور خاص قابل ذکر ہے

حیدر کرار قرآن کے آئینے میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ اور ارفع مقام کے حامل ہیں۔ ان کی عظمتوں کے سینکڑوں باب ہیں جن میں سے سرفہرست یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قرآن مقدس میں اس اعلان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ میں اپنے پیارے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جماعت سے راضی ہوا اور وہ مجھ سے راضی ہوئے۔ اسی موضوع سے متعلقہ آیات مقدسہ کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے جو کہ اجتماعی عظمتوں کا بیان ہے اور ان میں حیدر کرار شیر خدا بدرجہ اتم حقدار اور حصہ دار ہیں۔

(الف) ترجمہ: ”مہاجرین رضی اللہ عنہم اور انصار میں ایمان لانے میں سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ ان سب سے راضی ہو اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔“

(ب) ترجمہ: ”محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو لوگ ان کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کیلئے سخت ہیں اور آپس میں شفیق و ہمدرد۔ تو ان کو دیکھا گا کہ وہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجود وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں۔“

(ج) ترجمہ: ”تحقیق اللہ راضی ہو ان مومنوں سے جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی۔“

(د) ترجمہ: ”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی۔ جہاد کیا اللہ کے راستے میں اور وہ لوگ جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی وہی سچے مومن ہیں ان کیلئے مغفرت اور پاکیزہ روزی ہے۔“

(ر) ترجمہ: ”غزوہ خیبر سے واپسی پر القہا کے مقام عصر کے وقت لشکر نے آرام کی تو حضور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے اس دوران سورج غروب ہو گیا اور حضرت علی کی عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے لئے غروب شدہ سورج لوٹا دیا اور حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔“

حیدر کرار احادیث مقدسہ کے آئینہ میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور بے حد پذیرائی کے حامل تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے دوران متعدد مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کا درس دیا۔ احادیث مقدسہ کے ذریعے آپ ﷺ کا مقام متعین کیا جاسکتا ہے۔ چند ایک احادیث سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

1 ترجمہ: حضرت حبشی بن خبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آقائے کائنات نے ”میری جانب سے کوئی عہد نہ کرے اور کوئی معاہدہ نہ کرے مگر میں خود یا حضرت علی“

2- ترجمہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضور ﷺ نے ”جس کا میں مولا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے مولا ہیں۔“

3- ترجمہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضور ﷺ نے

4- ترجمہ: ”جس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔“

5- ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن اس سے بغض عداوت نہیں رکھتا۔“

6- ترجمہ: ”میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخص کے نکاح میں دیا ہے۔“

7- ترجمہ: جو شخص حضرت آدم کا سینہ مبارک۔ حضرت یوسف اور ان کا حسن و

جمال، حضرت موسیٰ اور ان کی نماز، حضرت عیسیٰ اور ان کا زہد و تقویٰ، حضرت محمد اور

آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ کو دیکھ لے

8- ترجمہ: جبریل امین نے مجھے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد فرماتا

ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں۔ اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ جبریل

امین پھر گویا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میں فاتحہ سے بھی محبت کرتا ہوں۔“ میں پھر

سجدہ شکر بجالایا پھر کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”میں حسن و حسین سے بھی محبت کرتا ہوں۔“ آپ نے پھر سجدہ شکر بجالایا۔

ارشاد رسالت ماب ہے ترجمہ: ”قیامت کے دن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی اہلیہ اور اولاد اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے تو لوگ کہیں گے یہ کون ہیں۔ منادی کرنے والا کہے گا۔

”ہذا حبیب اللہ ہذا علی ابن ابی طالب“

امام الانبیاء نے فرمایا ترجمہ ”جنت میں علی رضی اللہ عنہ کا محل میرے اور ابراہیم کے محلوں کے درمیان ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ترجمہ: ”میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ کا وہی مقام ہے جیسا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا مقام و مرتبہ ہے۔

مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات کے تحت مہاجرین و انصار کے مابین اخوت کا رشتہ قائم کیا اور ایک ایک کا نام لے کر بھائیوں کی جوڑیاں بنائیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جوڑی نہ بنی آپ رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا تو ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: ”علی! تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ سبحان اللہ! جن کو ایسا عظیم الشان بھائی مل جائے پھر اس کو کیا ضرورت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترجمہ: ”علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کا دوست اور مددگار ہے۔

حیدر کرار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء کے آئینے میں

1- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

”اے ابوالحسن! کوئی فضیلت اور عظمت ایسی نہیں جس میں آپ رضی اللہ عنہ سابق نہ

ہوں۔ تمہارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اور مصاحبت دائمی اور روابط باہمی کے ہم

معرّف ہیں۔

2- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ شرعی مسائل کو جاننے والا کوئی نہیں۔

3- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

”اگر علی نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ انتظام خلافت میں برباد ہو جاتا“

4- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ ایک محفل میں جس کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صدر نشین تھے۔ حضرت علی کا قصیدہ ایک شاعر نے پڑھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاعر کے ہر شعر پر خوب داد دی اور آخر میں شاعر کو سات ہزار اشرفیاں انعام عطا فرمایا۔ کسی نے سوال کیا اے امیر! آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف بھی کرتے ہیں۔

اور ان سے جنگ بھی لڑتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ جنگ مذہبی نہیں بلکہ ملکی معاملات کی ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اپنی جگہ پر ہیں۔

5- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کے خیالات نہایت پاکیزہ تھے ان پر بھر پور اعتماد کرتے تھے۔ ہر معاملہ میں ان سے رائے لیتے اور پھر اس پر عمل کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی کے موقع پر فرمایا۔

”یہ زرہ میں نے خرید لی اب میں اس کا مالک ہوں جو چاہوں کروں میں زرہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیے۔“

6- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

ترجمہ: ”واجب کبھی کسی فقہی مسئلہ میں اختلاف رائے پیدا ہوا تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا اور ان کی رائے کو ہمیشہ صائب اور درست پایا۔“

7- عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

”علی سے زیادہ مسائل شرعیہ کو سمجھنے والا کوئی دوسرا نہیں۔“

حیدر کرار کی کرامات

جنگ خیبر کے موقع پر ارشاد رسالت مآب ہوا کہ ”ہم کل جھنڈا اس شخص کو دینگے جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے روز علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو جھنڈا مرحمت فرمایا اور قدرت کاملہ نے اپنی خاص لطف و عطا سے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ رحمانی طاقت سے اکھیڑا تھا۔“

ایک دفعہ دریائے فرات میں طغیانی آئی جس سے مکان کی فصلیں اور ذرائع آمد و رفت شدید متاثر ہوئے۔ لوگ خلیفہ المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے صورت حال عرض کی اور استدعا کی کہ آپ بارگاہ ایزدی میں دعا فرمادیں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مولائے کائنات کا عطا کردہ جبہ پہنا دستار فضیلت سر پر رکھی۔ عصا ہاتھ میں لے کر دریائے فرات کے پل پر تشریف لے آئے۔ اپنے عصا کو دریا میں ڈالا اور دریا کے پانی کو حکم دیا تو دریا کا پانی کم ہو گیا۔

جنگ صفین میں پانی کی شدید قلت درپیش آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ فرمایا اور ایک سمت چل پڑے۔ ایک گرجا کے قریب ایک پادری سے ملاقات ہوئی تو اس سے پانی کے بارے میں استفسار فرمایا مگر کوئی مثبت جواب نہ ملا آگے چل کر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو زمین کھودنے کا حکم دیا۔ تھوڑی سی ریت کھودی گئی تو ایک بہت بڑا پتھر برآمد ہوا۔ مگر لوگوں کی سر توڑ کوشش سے بھی وہ پتھر نہ ہلا۔

آپ ﷺ سواری سے اترے اور ایک طرف سے پتھر کو ہاتھ دیکر نعرہ بلند کیا اور پتھر اٹھا دیا پتھر کے نیچے سے ٹھنڈے پانی کا چشمہ برآمد ہوا سب نے سیر ہو کر پیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال

- 1- لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو تا کہ تمہاری وفات کے بعد وہ بھی روئیں اور زندگی میں تم سے محبت رکھیں۔
- 2- اگر تم اپنے دشمن پر قابو پا لو تو قابو پانے کی خوشی میں اسے معاف کر دو۔
- 3- جب دنیا کسی پر مہربان ہوتی ہے تو دوسروں کے محاسن بھی اسے دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ موڑتی ہے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔
- 4- اگر تم منعم کا شروع ہی سے شکر ادا نہیں کرو گے تو آئندہ حاصل ہونے والی نعمت سے محروم رہ جاؤ گے۔
- 5- بہترین زہدیہ ہے کہ اپنے زہد کو چھپایا جائے۔
- 6- سخی بنو لیکن فضول خرچی نہ کرو۔
- 7- میانہ روی اختیار کرو لیکن کنجوس نہ بنو۔
- 8- سخاوت وہ ہے جو بغیر مانگے کی جائے۔
- 9- غافل کی زبان اس کے دل کی تابع اور احمق کا دل اس کی زبان کے تابع ہوتا ہے۔
- 10- نیک دل انسان کے حملہ سے ڈر جب وہ بھوکا ہو اور کمینے شخص کے حملہ سے ڈر جب وہ سیر ہو۔
- 11- قناعت وہ مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔
- 12- ناشکری فقر کا زینہ ہے اور شکر دولت مندی کا۔
- 13- جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام گھٹ جاتی ہے۔
- 14- تفکرات آدھا بڑھا پا ہوتے ہیں۔

- 15- حکمت مومن کی گم شدہ میراث ہے اس لئے اگر یہ منافقوں کے پاس بھی ہے تو اسے حاصل کر لو۔
- 16- انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔
- 17- کتنی عقلیں ہیں جو حاکموں کی خواہشات کے نیچے دبی رہتی ہیں۔
- 18- تین چیزیں جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔ بیماری چھپانا، صدقہ خیرات کا چھپانا، مصیبت کا چھپانا۔
- 19- جو شخص چار باتیں کرے گا۔ چار چیزوں سے کبھی محروم نہیں رہے گا۔
دعا کرنے والا راستی سے، توبہ کرنے والا قبولیت سے، استغفار کرنے والا مغفرت سے، شکر کرنے والا اضافہ نعمت سے۔
- 20- ایمان کی بنیاد چار ستونوں پر ہے، صبر، یقین، عدل اور جہاد
- 21- عدل کی اساس بھی چار باتوں پر ہے۔ اچھی طرح سمجھنے پر، کسی چیز کے ظاہر و باطن کو باریک نظر سے دیکھنے پر، حکمت پر، حلم پر۔
- 22- جہاد کی بنیاد چار باتوں پر ہے۔ امر بالمعروف پر، نہی عن المنکر پر، ثابت قدمی، فاسقوں سے دشمنی پر۔
- 23- کفر کی بنیاد بھی چار باتوں پر ہے اوہام کی اتباع، لڑنے جھگڑنے پر، کجی پر مخالفت پر۔
- 24- شک کی بنیاد بھی چار چیزوں پر ہے۔ ناحق جھگڑے پر، دہشت پر، تردد پر، تابعداروں پر۔
- 25- انسان کو چاہیے کہ استغفار کرنے سے پہلے یہ چھ چیزیں اختیار کرے ورنہ اس کی استغفار بے معنی ہوگی۔ جو گناہ سرزد ہو چکے ہوں ان پر ندامت کا اظہار، برائی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینے کا عزم، مخلوق کو ان کے حقوق آخر تک ادا کرو، ہر اس فریضہ کی طرف

متوجہ ہو جو تم سے چھوٹ گیا ہو، اس گوشت کو کم کرو جو حرام کی کمائی سے تم پر چڑھ گیا۔

26- جسم کو اطاعت کا مزہ چکھاؤ جتنا تم نے اسے معصیت کا مزہ چکھایا۔ اس وقت تم کہہ سکتے ہو ”استغفر اللہ“ آپ ﷺ نے فرمایا۔

27- بعض گناہ سختی لاتے ہیں۔ بعض گناہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں، بعض گناہ ندامت کا وارث بناتے ہیں، بعض گناہ تقسیم کو روک دیتے ہیں، بعض گناہ بلا لاتے ہیں، بعض گناہ عصمتیں پھاڑ دیتے ہیں، بعض گناہ فنا کو جلد لاتے ہیں، بعض گناہ دشمنوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ بعض گناہ امید کو کاٹ دیتے ہیں۔ بعض گناہ دعا کو واپس پلٹ دیتے ہیں۔ بعض گناہ پردے کھول دیتے ہیں۔ بعض گناہ آسمان سے بارش روک دیتے ہیں۔ بعض گناہ ہوا کو اندھیرا کر دیتے ہیں۔

خلفاء ثلاثہ اور اہل بیت طہار

بعض لوگ اس بات کا پرچار کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اولین خلفائے ثلاثہ کے تعلقات خوشگوار نہ تھے، اور ہر سہ خلفاء نے خلافت پر غاصباً قبضہ کیا۔ حالانکہ خلافت کے حقدار صرف اور صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ یہ سوچ بالکل غلط اور حقائق کے منافی ہے کیونکہ حالات و واقعات اور خلفائے اربعہ کے باہمی تعلقات اس سوچ کی نفی کرتے ہیں۔

درج ذیل حقائق سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ان صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے باہمی تعلقات انتہائی خوشگوار اور سازگار رہے اور ان کے درمیان ہمیشہ عظیم اعتماد کی فضا بحال رہی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی (آپ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔)

1- حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم دونوں عادل و منصب تھے اور دونوں حق پر تھے اور حق پران کا انتقال ہوا ان پر قیامت تک خدا کی رحمت ہو۔“

- 2 حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی (آپ حضرت امام زین العابدین کے بیٹے تھے)
- 3 ”میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

-4 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حکم (خلیفہ چہارم)

جو مجھے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے گا میں اسے مفتری کی حد مارونگا۔

-5 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ (خلیفہ چہارم و داماد رسالت مآب)

”اور اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر خلیفہ صدیق تھے اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق۔ اور قسم ہے مجھے اپنی جان کی کہ بہ تحقیق ان دونوں کا مقام اسلام میں بڑا ہے۔ اور بہ تحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے۔“

-6 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی خواہش حضرت فاطمہ

خاتون جنت کی خواستگاری کے لئے جمیع سرداران قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

آپ نے جواب فرمایا کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے۔ گمان میں تھا کہ اللہ کے رسول

نے فاطمہ کو بے شک علی رضی اللہ عنہ کے پاس رکھا ہے۔ پس ابو بکر نے رضی اللہ عنہ سعد بن

معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا اٹھو علی رضی اللہ عنہ کے لئے چلیں اور انہیں خاتون جنت کی خواستگاری کے

لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں آپ رضی اللہ عنہ دونوں جناب امیر کے گھر گئے۔ اور اپنے

آنے کا مقصد عرض کیا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر سے یہ سنا تو آنسو چشم ہائے مبارک

سے جاری ہو گئے۔ اور فرمایا کہ میرا غم و اندوہ تم نے تازہ کر دیا ہے اور جو آرزو میرے

دل میں پنہاں تھی اس کو تم نے تیز کر دیا ہے کون ایسا ہوگا جو فاطمہ کی خواستگاری نہ چاہتا

ہو لیکن یہ سب تنگدستی ہے کہ اس خواہش کے اظہار سے شرم آتی ہے۔ انہوں نے ہر قسم

کی خدمت پیش کرتے ہوئے امیر کو راضی کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خواستگاری فرمائیں۔ (جلال العیون، اردو جلد اول)

7- شیر خدا کی حقیقت افروز اعلان اللہ کے لئے خلافت تھی صدیق اکبر کی بے شک اس نے کجی کو سیدھا کیا اور سنت کو قائم کیا اور فتنوں کو پیچھے کر دیا خود دنیا سے پاک دامن اور کم عیب رخصت ہوا اور خلافت کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوا اور اس کی برائیوں سے پہلے چلا گیا (نہج البلاغہ شرح ابن ملیم)

8- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی بیوہ تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اسماء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا۔

9- حضرت صدیق اکبر درد میں مبتلا ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہ نفس نفیس بڑے انہماک سے ان کا علاج اور تیمارداری کی (منتہی، العالم ص ۲۸۲ از مولوی حیدر علی)

10- حضرت زین العابدین کا ارشاد گرامی ایک شخص نے جناب زین العابدین کے پاس آ کر عرض کیا کہ مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات سنائیے اور پوچھا کہ آپ بھی ان کو صدیق کے لقب سے یاد فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے ان کو تو رسول خدا اور تمام مہاجرین و انصار اسی معزز لقب سے یاد فرماتے تھے۔ اور جو شخص ان کو رضی اللہ عنہ کو صدیق نہ کہے گا حق تعالیٰ اس کی دارین میں تصدیق نہیں کریں گے۔ جاؤ اور شیخین کے دوست ہو جاؤ۔ (منتہی الکلام ص ۲۸۳)

11- آپ کو بتایا گیا کہ ابن سبا اور اس کی ذریت حضرت شیخین کی برائی میں منہمک ہے تو آپ نے اسی وقت مسجد میں جا کر ایک خطبہ شیخین کے فضائل میں پڑھا اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ میرے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یاد رکھو جس شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس نے مجھے شیخین سے افضل کیا اس کو حد افتراء کی سزا دوں گا خبردار جو کوئی شخص ان کو برا

کہے۔ (متنبی الکلام ص ۴۷۹)

12- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسین کریمین رضی اللہ عنہ

کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ (نہج البلاغہ حاشیہ صفحہ اول)

13- حضرت علی شیر خدا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے باجماعت

نمازیں ادا فرمائیں (نہج البلاغہ)

14- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت سیدہ شہر بانو قید ہو کر

آئیں تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شہزادی میں ان کا نکاح بھی شہزادہ ہی سے ہونا چاہیے

- چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح شہزادہ کونین سیدنا امام حسین سے کر دیا۔ (شرح اصلوگانی)

15- خلفائے ثلاثہ اپنی خلافت کے دوران میں ہر نازک موقع پر سیدنا علی المرتضیٰ

سے مشورہ لیتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ نہایت باخلاص اور دلی محبت کے ساتھ مشورہ

دیا کرتے تھے۔

16- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سے پڑھایا جو کہ اعلیٰ ترین مستند کتابوں سے ثابت ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

17- حضرت علی نے فرمایا ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین اللہ کا دین ہے اور ان کی

جماعت اللہ کا لشکر ہے۔

18- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جماعت میں اپنے آپ کو شامل

کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

19- یہ ایک اصولی بات ہے کہ انسان انتہائی حساس اور نازک معاملات میں

مشورہ اس آدمی سے لیتا ہے اور کرتا ہے جو دل کے انتہائی قریب ہو بے حد قابل اعتماد

ہو۔ اور دلی ہمدردی کا حامل ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ روم پر جانے کا مشورہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اس پر عمل

کیا۔ مشورہ اس امر کا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ساتھ جائیں یا کسی جرنیل کو

بھیجیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ مشاورت کیسی محبت اور کیسی عقیدت سے بھرپور ہے۔ اور آپ کے مشورہ سے کس قدر باہمی معیت و مودت کا اظہار ہوتا ہے۔

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا مشورہ

بہ تحقیق اللہ اس دین والوں کے لئے ذمہ دار ہے۔ ان کی جماعت کو عزت دینے اور ان کی کمزوریوں کو چھپانے کا اور جس نے ان کو اس حال میں مدد دی جب کہ وہ کم تھے فتح نہیں پاسکتے تھے اور اس حال میں ان کو محفوظ رکھا کہ وہ کم اور بے سرو سامان تھے۔ وہ اللہ اب بھی زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ تحقیق آپ جس وقت اس دشمن کے سامنے خود جائیں گے اور خود مقابلہ کریں گے تو اگر شہید ہو گئے تو پھر مسلمانوں کو کوئی جائے پناہ ان کے آخری شہروں تک نہیں ملے گی کیونکہ آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف مسلمان رجوع کریں لہذا آپ کسی تجربہ کار شخص کو اس کی طرف روانہ کیجئے اور اس کے ساتھ آزمودہ کار اور خیر خواہ قسم کے لوگوں کو بھیجئے تاکہ اللہ ان کو غلبہ دے تو یہی آپ کا مقصود ہے اور اگر خدا نخواستہ کوئی دوسری بات ہوئی تو آپ مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور ان کے مرجع ہیں۔

دوسرا مشورہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ فارس کے موقع پر دیا

”بہ تحقیق اس کام کی فتح و شکست کثرت لشکر یا قلت لشکر پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ان کا دین ہے جن کو اس نے سب پر غالب کیا ہے اور یہ اس کا لشکر ہے جس کو اس نے سب کچھ مہیا کیا اور بڑھا یا حتیٰ کہ یہ یہاں تک پہنچا اور طلوع ہوا اور ہم لوگوں سے اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مددگار ہے اور قیم بالا مر میں خلیفہ کی وہ حیثیت ہوتی ہے جو ہار کے دانوں میں دھاگوں کی ہوتی ہے وہ دھاگہ ان سب دانوں کو جمع کئے ہوئے اور ملائے ہوئے رہتا ہے اگر دھاگہ کٹ جائے تو سب دانے منتشر اور متفرق ہو جاتے ہیں پھر کبھی اپنی پہلی وضع پر جمع نہیں ہوتے۔ اہل عرب آج اگرچہ کم ہیں مگر اسلام پر مر مٹنے کو تیار ہیں۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے

پس عراق کے چند افراد آئے اور خلفائے ثلاثہ کی شان اقدس میں کچھ ناشائستہ کلمات استعمال کئے جب وہ اپنا جث باطن ظاہر کر چکے تو آپ نے ان سے پوچھا۔
 ”کیا آپ کا تعلق مہاجرین سے ہے جن کی صداقت کی شہادت قرآن کریم نے متعدد مقامات پر پیش کی ہے“ جواب دیا۔ ہم اس گروہ سے نہیں پھر دریافت فرمایا۔
 ”کیا آپ لوگ گروہ انصار سے ہیں جن کے اخلاص کی تعریف میں اللہ کا کلام موجود ہے اور حضور کے ہزاروں ارشادات شاہد ہیں؟ جواب دیا۔ ہمارا اس گروہ سے بھی تعلق نہیں ہے۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں گروہوں میں سے نہ ہونے کا تم لوگوں نے خود اقرار کر لیا ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ مسلمانوں کے تیسرے گروہ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں جو بعد میں ایمان لائے اور اپنی اور اپنے بھائیوں کی بخشش کے طلب گار ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غضبناک لہجہ میں فرمایا ”میرے پاس سے چلے جاؤ خدا تمہیں ہلاک کرے“

علی المرتضیٰ کے عہد کا اجمالی خاکہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا عہد خلافت اندرونی خلفشار اور خانہ جنگی کا شکار رہا۔ جس بناء پر بیرونی فتوحات کا سلسلہ رک گیا۔

1- نظام خلافت کی بحالی: عثمانی دور کی بغاوتوں، بے راہرویوں

اور اندرونی خلفشار سے نظام خلافت اپنی اصل راہ سے ہٹ چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بھرپور کوششوں سے دوبارہ شیخین کے دور کو زندہ کرنے کی کوشش کی۔ صوبوں کی تقسیم وہی رہی البتہ عمال تبدیل کر دیئے گئے اور دار الخلافہ مدینہ سے کوفہ تبدیل کر دیا۔

2- عسکری نظام

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود مرد میدان تھے۔ فوج پر خصوصی توجہ دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ

کے دور میں حالات ہی ایسے پیدا ہوئے کہ فوج کو خصوصی اہمیت دینا پڑی۔ آپ نے حسب ضرورت چھاؤنیاں قائم کیں اور قلعے تعمیر کرائے۔

3- صیغہ مال

اس شعبہ میں ایسی تبدیلیاں کی گئیں جن سے آمدن میں معقول اضافہ ہوا۔ جنگلات کو قابل محصول قرار دیا گیا جس سے معقول آمدن بڑھی۔ گھوڑوں پر سے زکوٰۃ منسوخ کر دی گئی۔

4- عمال کی نگرانی

حضرت علی رضی اللہ عنہ عمال پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً مراسلات اور خطبات کے ذریعے ان کی رہنمائی کرتے رہتے تھے جہاں کسی غلط روی کی شکایت ملتی اس کا فوراً تدارک کرتے اور ان کے اعمال و افعال کا احتساب فرماتے تھے۔

5- خراج کی آمدنی کی پڑتال

عمال سے خراج کی آمدن کا سختی سے حساب لیا جاتا تھا اور کہیں تساہل ہوتا تو فہمائشی احکام جاری کئے جاتے تھے۔ اللہ کا خوف دلایا جاتا اور انجام کی طرف متوجہ کیا جاتا تھا۔

6- بیت المال

آپ رضی اللہ عنہ میں امانت کی حفاظت کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ بیت المال کو قوم کی امانت سمجھتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح اس کے انتظام و انصرام میں سختی روارکھی جاتی تھی۔

7- ذمیوں سے سلوک

عمال کو ان سے حسن سلوک کی ہدایت فرماتے۔ ان کی تمام تر ضروریات کا تحفظ کیا جاتا۔ جہاں کہیں ان کی کسی حق تلفی کی شکایت موصول ہوتی متعلقہ عامل کو فوراً شاہی فرمان جاری کیا جاتا جس میں بلا تاخیر ذمیوں کی جائز ضروریات پر توجہ دینے کی

ہدایت ہوتی تھی۔

8- عدل و مساوات

آپ کے ایوان عدل میں بلا امتیاز مذہب و ملت، خویش و بیگانہ امیر غریب سب برابر تھے۔ اگر آپ خود کسی مقدمہ میں فریق ہوتے تو بلا تامل قاضی کے سامنے پیش ہو جاتے

9- فضل و کمال

آپ ﷺ نے دامن نبوت میں تربیت پائی تھی۔ جوانی میں شرف مصاہرت سے سرفراز ہوئے وصال نبوی تک دامن دولت سے وابستہ رہے ان عظمتوں کے دوش بدوش آپ میں تحصیل علم و کسب کمال کی فطری صلاحیت اور ابدی ذوق موجود تھا۔ آپ جملہ علوم کا دریا تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا ارشاد گرامی ہے۔ ”کہ علم کے دس حصوں میں سے خدا نے علی ﷺ کو نو حصے عطا فرمائے ہیں۔“

10- سیرت مبارکہ

زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت، امانت و دیانت، شجاعت و تہور آپ کی سیرت کے درخشندہ پہلو ہیں۔ آپ نے کبھی حوصلہ نہ ہارا۔ فیصلہ کن بات فرماتے اور ان کے ہر طرف سے علم پھوٹتا تھا۔ اور حکمت ٹپکتی تھی۔ عبرت پذیر اور بہت غور و فکر کرنے والے تھے۔ مختصر لباس اور سادہ کھانا پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ دینداروں کی تعظیم کرتے۔ غریبوں کو مقرب بناتے تھے۔ ان کے سامنے طاقتور طمع نہیں کر سکتا تھا اور کمزور و انصاف سے مایوس نہیں تھا

حضرت علی المرتضیٰ کی حیات طیبہ کے معروف واقعات

- ۱- ولادت باسعادت ۱۰ سال قبل بعثت بمطابق ۵۹۸ء
- ۲- قبول اسلام بعمر ۱۰ سال انبوی
- ۳- ہجرت ۱۳ سال نبوی ۱ھ بمطابق ۶۲۲ء
- ۴- حضرت فاطمہ سے عقد ۳ھ ۶۲۴ء
- ۵- عتبہ اور شیبہ کا قتل، غزوہ بدر ۳ھ ۶۲۳ء
- ۶- غزوہ احد میں علم برداری ۳ھ ۶۲۴ء
- ۷- غزوہ بن عبدو قتل۔ (غزوہ خندق میں) ۵ھ بمطابق ۶۲۶ء
- ۸- خیبر کی فتح ۸ھ بمطابق ۶۲۹ء
- ۱۰- یمن کے قاضی ۸ھ بمطابق ۶۲۹ء
- ۱۱- قبیلہ مذحج کو تبلیغ ۱۰ھ ۶۳۱ء
- ۱۲- خم غدیر کا اعزاز ۱۰ھ ۶۳۱ء
- ۱۳- حضور ﷺ کی تجہیز و تکفین کی سعادت ۱۱ھ ۶۳۲ء
- ۱۴- مسند خلافت کی سرفرازی ۱۱ھ ۶۳۲ء
- ۱۵- مرکز خلافت کی تبدیلی ۳۵ھ ۶۵۶ء
- ۱۶- جنگ جمل ۳۵ھ ۶۵۷ء
- ۱۷- جنگ صفین ۳۶ھ ۶۵۷ء
- ۱۸- حضرت علی کی شام روانگی ۳۶ھ ۶۵۸ء
- ۱۹- جنگ نہروان ۳۸ھ ۶۵۹ء
- ۲۰- حضرت امیر معاویہ کی مصالحت ۳۹ھ ۶۶۱ء
- ۲۱- شہادت مرتضیٰ ۴۰ھ ۶۶۱ء

شہادت

۳۰ سال	حضرت علی رسول اکرم ﷺ چھوٹے تھے
۱۰ سال	حضرت علی حضور ﷺ کے زیر کفالت رہے
۵ سال (تقریباً)	آپ ﷺ کی مدت خلافت
۲۵ سال	حضرت فاطمہ سے عقد کے وقت حضرت علی کی عمر
۱۹ سال	نکاح کے وقت حضرت فاطمہ کی عمر
۲۳ سال	ہجرت مدینہ کے وقت حضرت علی کی عمر
۱۲ سال	ایمان لانے کے بعد مکہ میں قیام
۳۶ سال	مدینہ منورہ میں حضرت علی کا قیام
۴ سال	کوفہ میں آپ کا قیام
۳۰ سال	غزوہ بدر کے وقت آپ کی عمر
۲۴ سال	غزوہ خیبر کے وقت آپ کی عمر
۳۰ سال	فتح مکہ کے وقت آپ کی عمر
۵۸ سال	منصب خلافت کے وقت عمر
۹	ازواج کی تعداد
۱۴	لڑکیوں کی تعداد
۱۷	لڑکوں کی تعداد
۶۳	شہادت کے وقت حضرت علی کی عمر

یا محمد! میں نے تجھ سے بہت سیکھا اب میں بھی تجھ سے سیکھتا ہوں

دانش گاہ مولانا محمد رفیع صاحبی



امام علامہ محمد زاہد الکوثری المصری
فضیلہ الشیخ محمد بن علوی المالکی
حضرت عبدالحمید شرف قادری



ڈاکٹر محمد ظفر اقبال ندوی

مکتبہ جمال کرم



9 مرکز الاولیٰ استنبول، دوبار مارکیٹ، لاہور فون: 7324948

مکتبہ جمال کرم
9 مرکز الاولیٰ استنبول، دوبار مارکیٹ، لاہور
Ph 042-7324948

انوار رسالت



مُصَنَّف
پروفیسر فضل الہی رشک

قرآن
ایک مکمل ضابطہ حیات

مُصَنَّف
پروفیسر فضل الہی رشک

مکتبہ جمال کرم



9 مرکز الاولیٰ استنبول، دوبار مارکیٹ، لاہور فون: 7324948

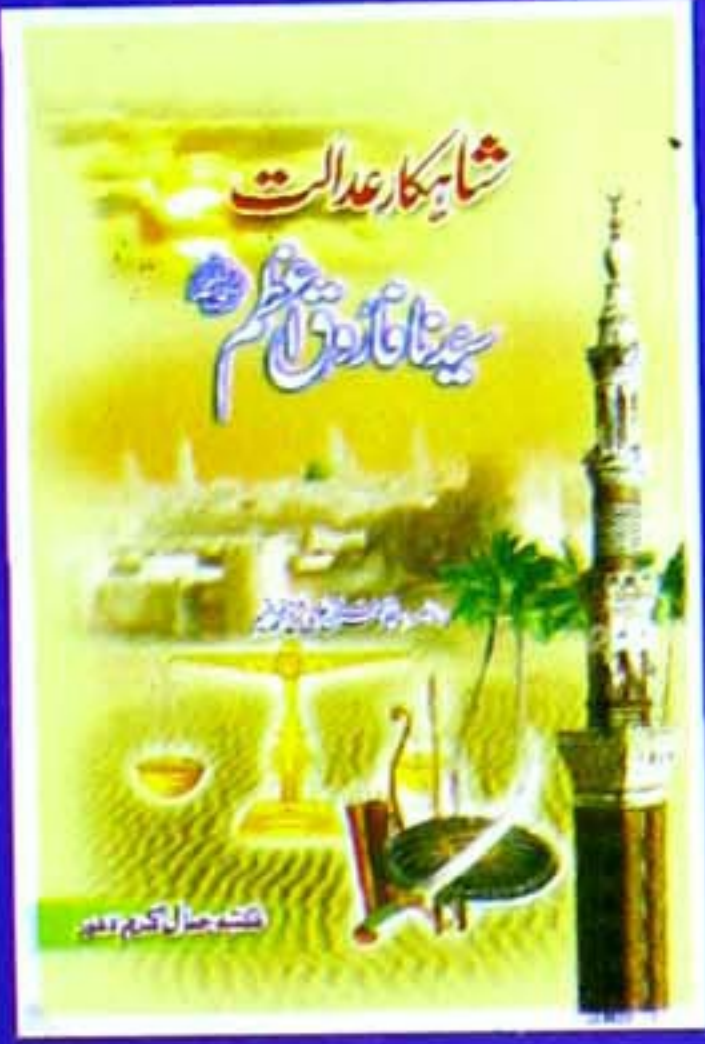
مکتبہ جمال کرم



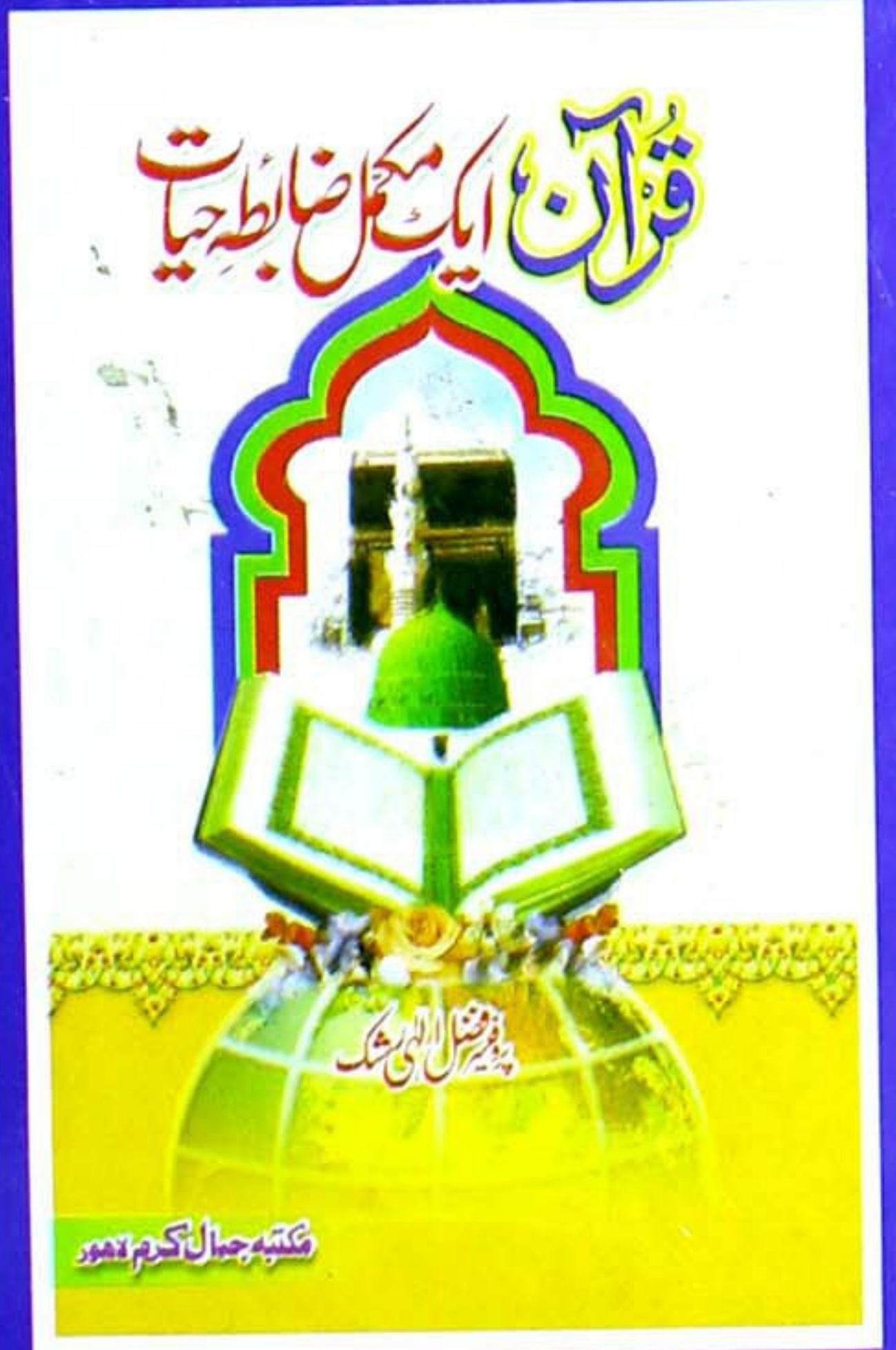
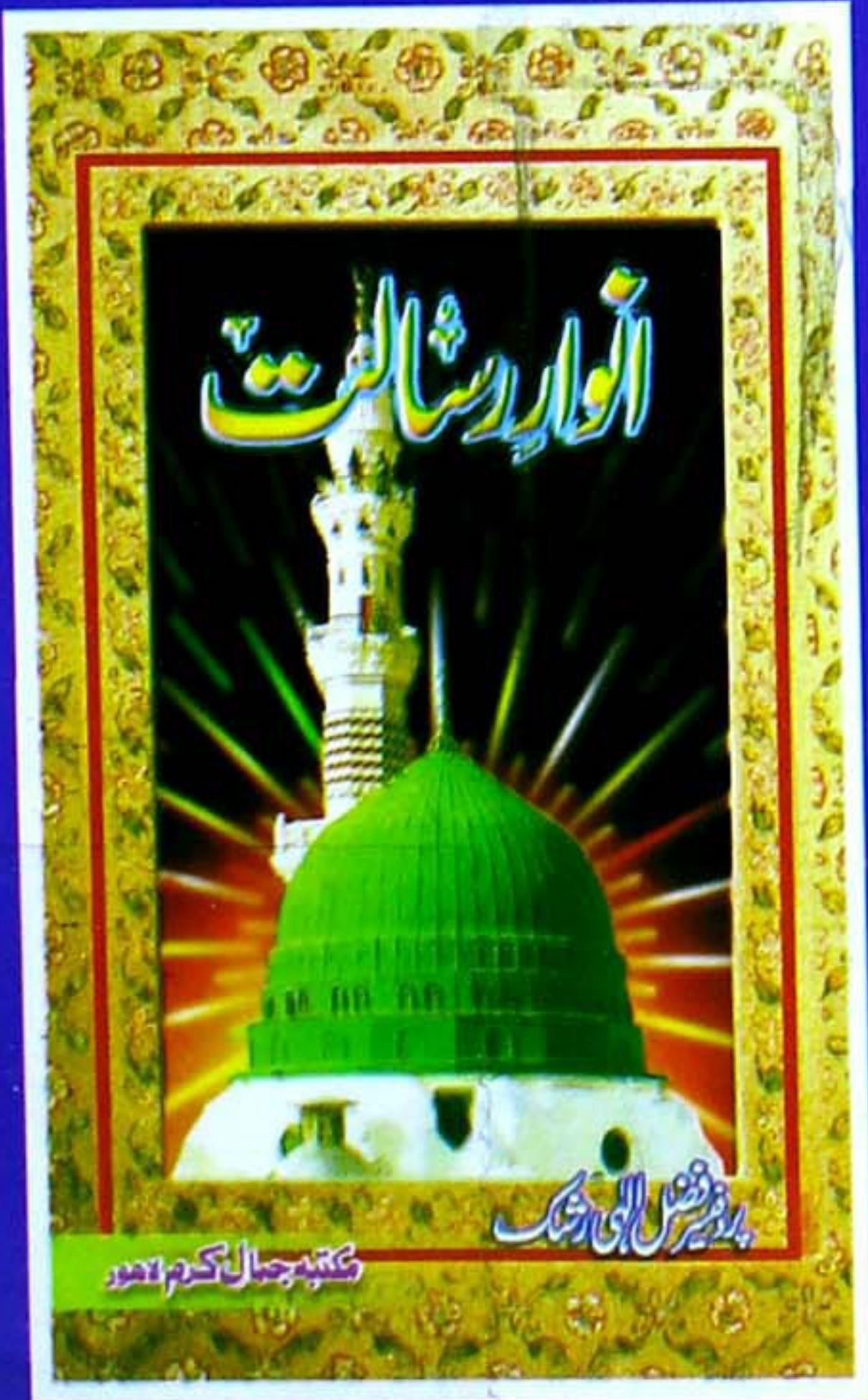
9 مرکز الاولیٰ استنبول، دوبار مارکیٹ، لاہور فون: 7324948



پارہ رسول اللہ ﷺ : نماز کی فضیلت
 رکن دین : ﷺ



سیرت کوثر
 نیم روزہ



9. مرکز الاویس، دربار مارکیٹ لاہور
 Ph: 042-7324948
 Mob: 0321-4300441
مکتبہ جمال کرم